وَمَا النَّصْرُ اِلَّا مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ (القرآن)

قبر پرستی

یعنی

(مزارات پر جانے اور ان پر چادریں چڑھانے والے پیرانِ طریقت کے لئے)

مؤلف : پروفیسر (ریٹائرڈ) نور محمد چوہدری

فیض اللہ اکیڈمی

17- اردو بازار ○ لاہور

وَمَا النَّصْرُ اِلَّا مِنْ عِنْدِ اللّٰہِ ۝ (القرآن)
(اور نہیں ہے مدد کہیں سے سوائے اللہ کے)

قبر پرستی



یعنی

(مزارات پر حاجت روائی کیلئے نذرانے چڑھاوے سجدے)

مؤلف

پروفیسر (ریٹائرڈ) نور محمد چوہدری

ناشر

فیض اللہ اکیڈمی
17- اردو بازار ۝ لاہور

نام کتاب ——— قبر پرستی

مولف ——— پروفیسر (ریٹائرڈ) نور محمد چودھری

ناشر ——— فیض اللہ اکیڈمی اردو بازار لاہور

تعداد ——— ایک ہزار

اشاعت ——— جنوری ۱۹۹۷ء

قیمت ———

—— ملنے کے پتے ——

۱۔ میاں اشرف پرائنٹرز الفضل مارکیٹ اردو بازار لاہور۔
۲۔ فاروقی کتب خانہ " " " " "۔
۳۔ نعمانی کتب خانہ حق سٹریٹ اردو بازار لاہور۔
۴۔ فاران اکیڈمی اردو بازار لاہور۔
۵۔ مکتبہ رحمانیہ اردو بازار لاہور۔
۶۔ علمی کتاب گھر کراچی۔ ۷۔ مکتبہ اہلحدیث ٹرسٹ کراچی

فہرست مضامین

عرض مؤلف

قرآن و حدیث میں تذکرۃ الاولیاء کے ابواب میں ان تواریخی حقائق کی تصدیق ہوتی ہے جن کی رُو سے اولیاء کرام کی قبروں کی پوجا کا آغاز حضرت نوح علیہ السلام کے مشرکین نے کیا۔ ان بزرگوں کے وصال کے بعد شیاطین نے ضعیف الاعتقاد ایمان والوں کو ورغلائے کہ اپنی حاجات کو پورا کرنے کے لئے ان صالحین کے بُت تراش کر یا تصویریں بنا کر یا قبروں کی پوجا کرو یعنی ان کے سامنے سجدے کرو طواف کرو اور نذر و نیاز کے چڑھاوے چڑھاؤ وغیرہ وغیرہ چنانچہ ہر طرف انسانیت بُت پرستی اور قبر پرستی کے دور میں داخل ہو گئی۔ خصوصاً مشرقِ وسطیٰ کے ممالک اور ہندوستان مشمولہ موجودہ حصہ پاکستان اس تحریکِ غیر اللہ کی پرستش کے بیحد متأثر ہوئے۔ باوجودیکہ نبی اکرم آخر الزمان حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے دم وصال تک ان بدعتانہ اور مشرکانہ کاموں سے دور رہنے کی ہدایات کیں۔ مگر لوگ صراطِ مستقیم سے بھٹکتے چلے گئے خاص کر اولیاء کے مزارات کی پرستش روز افزوں ترقی کرتی گئی خدائی احکامات کو پس پشت ڈال کر اور احادیث نبویہ کو نظر انداز کر کے جو عبادات خدائے بزرگ و برتر کیلئے کرنی فرض و واجب تھیں۔ اہل قبور کے لئے ہونے لگے اور اپنی حاجت روائی کے لئے حقیقی مددگار اللہ کی بجائے سب امید

ان مدفون صالحین سے باندھنے لگے۔

جیساکہ شاعر مشرق علامہ اقبال نے کہا

بتوں سے تجھ کو اُمیدیں خدا سے نا اُمیدی
مجھے بتا تو سہی اور کافری کیا ہے؟

کتابچہ ہذا میں زیر عنوان قبر پرستی پر تفصیلی بحث ہے اور شاعر موصوف کے کلام کے مطابق اُمید ہے کہ۔

انداز بیاں گرچہ بہت شوخ نہیں ہے
شاید کہ اتر جائے ترے دل میں میری بات

اللہ تعالیٰ ہم سب کو قبر پرستی کی لعنت سے بچائے (آمین)

(مؤلف)

قبر پرستی کا ابتدائی دور

اولیاء اللہ کی قبروں کی پوجا کا آغاز حضرت نوحؑ کے زمانے کے مشرکین نے کیا — !

قرآن کریم میں قوم نوحؑ کے معبودوں کا ذکر اس طرح ہے

وَقَالُوا لَا تَذَرُنَّ اٰلِهَتَكُمْ وَلَا تَذَرُنَّ وَدًّا وَّلَا سُوَاعًا ۙ وَّلَا يَغُوْثَ وَيَعُوْقَ وَنَسْرًا (نوح : ۲۳)

انہوں نے (قوم نوحؑ کے سرداروں اور پیشواؤں نے اس کی تعلیمات کے خلاف لوگوں کو بہکاتے ہوئے) کہا ہرگز نہ چھوڑو اپنے معبودوں کو۔ اور نہ چھوڑو وَدّ اور سواع کو۔ اور نہ یغوث اور یعوق اور نسر کو۔

تشریح ، روایات کے مطابق مذکورہ بالا نام اس زمانہ کے بتوں کے نام تھے۔ چنانچہ وَدّ ایک عظیم الجثہ مرد کی شکل کا بت تھا سواع عورت کی شکل کا یغوث شیر کی شکل کا یعوق گھوڑے کی شکل کا اور نسر گدھ کی شکل کا بت تھا۔

حدیث بخاری میں ابن عباس کی روایت ہے کہ قوم نوحؑ کے وَدّ۔ سواع۔ یغوث یعوق اور نسر سب اولیاء اللہ تھے جنہیں بعد کے لوگ انہیں الٰہ (معبود) بنا کر پوجنے لگے بعض ان کی قبروں سے وابستہ

ہو گئے اور بعض نے ان کے مجسمے اور بت بنا کر پوجنا شروع کیا عرب میں بھی ان کی خوب پوجا ہو رہی تھی ۔

حضرت شاہ عبدالعزیزؒ کے مطابق یہ نام قوم نوحؑ کے بتوں کے نام تھے۔ اور ہر مطلب کے لئے ایک بت بنا رکھا تھا۔ وہی بت پھر عرب میں آئے اور ہندوستان میں بھی اس قسم کے بت بشنو۔ برہما اندر۔ شیوا اور ہنومان وغیرہ ہیں اس کی مفصل تحقیق شاہ صاحب کی تالیف تفسیر عزیزی میں دی گئی ہے ۔

اصحاب کہف پر ایک مقبرہ بنا کر عبادت و پوجا کرنا

اصحاب کہف کا واقعہ پانچویں صدی عیسوی کے وسط کا ہے جبکہ اس واقعہ کے مقام افسس پر رومی سلطنت تھی جس کے ارباب اقتدار اور رومن کیتھولک کلیسا کے مذہبی پیشواؤں میں قبر پرستی ۔ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور مریم کے حواریوں کے مجسمے گرجوں میں رکھ کر ان کی پوجا زوروں پر تھی ۔

ذیل کی آیت کریمہ اس دور کی مشرکانہ رسومات کی عکاسی کرتی ہے

قَالَ الَّذِيْنَ غَلَبُوْا عَلٰۤى اَمْرِهِمْ لَنَتَّخِذَنَّ عَلَيْهِمْ مَّسْجِدًا (الکھف ، ۲۱)

مگر جو لوگ ان کے معاملات پر غالب تھے انہوں نے کہا ہم تو ان پر (غار پر) ایک عبادت گاہ بنائیں گے

یعنی وہ لوگ تو اس وقت قبر پرستی میں بزرگوں کے آستانے پوج کر شرک کی رسومات میں مشغول ہو کر تباہی و بربادی کی طرف جا رہے تھے انہوں نے اپنی مشرکانہ رسومات میں ایک عبادت گاہ کا اضافہ کرنے

کے لئے اصحاب کہف پر مقبرہ تجویز کیا۔ مسلمانوں کے بعض لوگوں نے اس کا مفہوم الٹا سمجھ لیا ہے کہ مقابر صلحاء پر عمارتیں اور مسجدیں بنانا جائز ہے حالانکہ یہاں ان مشرکین زمانہ کا ذکر کرکے اس کی نہی کی طرف اشارہ ہے۔ پھر اس کی وضاحت مندرجہ ذیل احادیث مبارکہ سے بھی ہوتی ہے

(الف) اللہ تعالیٰ نے لعنت فرمائی ہے۔ قبروں کی زیارت کرنے والی عورتوں پر قبروں پر مسجدیں بنانے اور چراغ روشن کرنے والوں پر۔

(احمد۔ ترمذی۔ ابوداؤد۔ نسائی۔ ابن ماجہ)

(ب) خبردار! تم سے پہلے لوگ اپنے انبیاء کی قبروں کو عبادت گاہ بنا لیتے تھے۔ میں تمہیں اس حرکت سے منع کرتا ہوں (مسلم)

(ج) اللہ تعالیٰ نے لعنت فرمائی یہود و نصاریٰ پر انہوں نے اپنے انبیاء کی قبروں کو عبادت گاہ بنا لیا۔

(احمد۔ بخاری مسلم۔ نسائی)

(د) ان لوگوں کا یہ خیال تھا۔ کہ اگر ان میں کوئی مرد صالح ہوتا تو اس کے مرنے کے بعد اس کی قبر پہ مسجدیں بناتے اور اس کی تصویریں تیار کرتے تھے قیامت کے روز وہ بدترین مخلوقات ہوں گے۔

(احمد۔ بخاری۔ مسلم۔ نسائی)

(ان احادیث کی تفصیل بعد میں دی گئی ہے)

کینیا (افریقہ) کے جانگلی لوگوں کا بھی ہمارے مزار پرستوں کی طرح اپنے بزرگوں کی روحوں کی پوجا کرنا

(بحوالہ روزنامہ پاکستان کے ہفت روزہ تصویر پاکستان، مورخہ ۱۸ اگست سنہ ۱۹۹۶ء) مضمون نگار طاہر سرور میر لکھتے ہیں کہ کینیا کے جنگلات میں شہر سے کوسوں دور ایک قبیلہ ماڈرن زمانہ میں پتھر کی زندگی گذار رہا ہے۔ وہ پورن ماشی (چاند کی چودھویں کے دن) عبادت کی تیاریاں کر رہے تھے معلوم ہوا کہ یہ اپنے بزرگوں کی روحوں کی عبادت کرتا ہے۔ ان کا یہ عقیدہ ہے کہ صدیوں پہلے فوت ہونے والے ان کے آباؤ اجداد اس رات ان کے مہمان ہوتے ہیں۔ وہ لوگ اپنے بزرگوں کی روحوں کو خوش کرنے کے لئے جانوروں کی قربانیاں دیتے ہیں۔ یہ حبشی نسل کالے عجیب پُراسرار زندگیاں گذار رہے ہیں۔ اپنے بزرگوں کی روحوں کو خوش کرنے کے لئے بعض اوقات اس قبیلہ کے لوگ انسانی قربانی سے بھی دریغ نہیں کرتے۔

ایسے ایک قبیلہ کی رسوم ورواج امریکی صحافی کے۔ ایچ جیمز نے بھی بیان کی ہیں۔

وہ لکھتا ہے کہ ہر قبیلہ کا اپنا ایک معبود ہوتا ہے: اکثر قبائل اپنے

بزرگوں کی پرستش کرتے ہیں۔ ان کا رہن سہن پتھر کے زمانہ کے لوگوں جیسا ہے۔ کچھ قبائل مردم خور ہیں اور انسان کا گوشت خوش ہو کر کھاتے ہیں اکثر اجنبیوں کا گوشت کھاتے ہیں جو لوگ دریاؤں کے کنارے اور پہاڑوں کی چوٹیوں کے نام زندگی کے چڑھاوے چڑھاتے ہیں۔

ملاحظہ فرمایا جائے کہ بزرگوں کی پوجا کے لحاظ سے ہمارے مزارات اور درگاہوں کی پوجا سے کس قدر مماثلت ہے۔ بزرگوں کی پرستش کے ساتھ پہاڑوں کی چوٹیوں اور گھنے جنگلوں اور دریاؤں کے لئے نذرانے یا چڑھاوے بنی اسرائیل کی قوم نے شروع کر رکھے تھے اور جن کا ذکر توراۃ میں ہے۔ اور اسی تالیف میں بھی متعلقہ باب میں بیان کیا گیا ہے۔ اس قسم کی معبود پرستی کی بنا پر رب العزت واحدہ لاشریک نے غضبناک ہو کر بنی اسرائیل پر عذاب نازل کئے جن کا ذکر توراۃ کے مختلف ابواب میں ہے۔

قبروں کے متعلق بدعات

قبروں کی زیارت کی غرض و غایت : قبروں کی زیارت کرنا مستحب اور مسنون ہے

اور زیارت محض اس نیت سے کرنی چاہیئے کہ قبروں کو دیکھ موت یاد آئے آنکھوں کے سامنے ایک لحظہ کے لئے زائر کی اپنی قبر کا نقشہ کھنچ جائے اور اس اجڑے دیار میں اپنے ویران مرقد کے تصوّر سے زندگی کی اصلاح کرے۔ بدیوں، برائیوں اور گناہوں سے باز آجائے اور اللہ سے ڈر کر نیک عمل کرے۔ جیسا کہ حضور انورؐ نے فرمایا۔

فَزُوْرُوْهَا فَاِنَّهَا تُزَهِّدُ فِی الدُّنْیَا وَ تُذَکِّرُ الْاٰخِرَۃَ (ابن ماجہ)

پس تم قبروں کی زیارت کرو، کیونکہ قبروں کو دیکھنا دنیا سے بے رغبت کرتا ہے اور آخرت کو یاد کراتا ہے۔

اس حدیث کے مطابق گویا قبروں کی زیارت زائر کے لئے وعظ نصیحت جیسی ہے اور صراط مستقیم کی طرف راہنمائی کرتی ہے۔ زائر کو چاہیئے کہ اہلِ قبور کے حق میں خدا سے دعائے خیر کرے۔ ان کی مغفرت اور بخشش کے لیے مسنون دعا پڑھے۔ تاکہ خدا ان پر رحم کرے اور درجے بلند فرمائے۔ یاد رکھیں کہ اس صورت میں زندوں سے مردوں کو نفع پہنچ سکتا ہے لیکن مردے زندوں کو کوئی فائدہ نہیں پہنچا سکتے بس قبروں کی زیارت کرنے کے متعلق اتنا کام ہی پیغمبر رحمت کی سنت سے ثابت ہے اس کے سوا اور کوئی چیز حضورؐ اور صحابہ رضؓ سے ثابت نہیں۔

بدعت کیا ہے؟

(اجمالاً تعریف)

اس لفظ کی وضاحت حسبِ ذیل حدیث مبارکہ سے بآسانی ہو جاتی ہے۔

جابرؓ بن عبداللہ روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر خطبہ دیتے ہوئے فرمایا کرتے تھے کہ سب سے سچی حدیث کتاب اللہ ہے۔ اور سب سے اچھا طریقہ محمدی ہے اور بدترین امور دین میں ایجاد کردہ چیزیں ہیں۔ اور دین میں ہر ایجاد کردہ چیز بدعت ہے اور ہر بدعت ضلالت یا گمراہی ہے۔ (مسلم ۔ مشکوٰۃ)

امام نسائی کی روایت میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد میں ان الفاظ کا بھی اضافہ ہوتا ہے کہ ہر ضلالت یا گمراہی دوزخ میں لے جانے والی ہے۔

چنانچہ ان احادیث مبارکہ سے ثابت ہوا کہ کتاب اللہ اور سنتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق جو شرعی احکامات ہیں ان میں اپنی طرف سے من گھڑت اضافہ کرنے والا ہر اصول اور ہر عمل بدعت کہلاتا ہے۔

بدعت کی تعریف بلحاظ خیر القرون

خیر القرون کا مطلب۔ قرون جمع قرن کی ہے جس کے معنی ہیں

دور یا زمانہ اور خیر کے معنی ہیں۔ بھلائی۔ برکت۔ بہتر یا درست یلکہ ہر لحاظ سے ٹھیک ٹھاک۔

اب ان کی تعریف حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سنیئے حضرت عائشہ رض روایت کرتی ہیں کہ۔

ایک شخص نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ کون لوگ بہتر ہیں آپؐ نے فرمایا وہ قرن بہتر ہے جس میں میں ہوں پھر دوسرا قرن پھر تیسرا قرن (مسلم : ج ۲ صفحہ ۳۱۰)

حضرت امام محی الدین ابو زکریا یحیی ابن شرف نوویؒ نے خیر القرون والی مندرجہ بالا احادیث کی اس طرح تشریح کی ہے۔

صحیح بات یہ ہے کہ آپ کے قرن سے حضرات صحابہ کرامؓ کا قرن (زمانہ) ہے اور دوسرے قرن سے تابعینؒ کا قرن اور تیسرے قرن سے تبع تابعینؒ کا قرن مراد ہے

(شرح مسلم : ج ۲ صفحہ ۳۰۹)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ان تین زمانوں کے بہترین لوگوں کے نقش قدم پر چلنے کے لئے وصیت

چنانچہ حضرت عمرؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں تمہیں اپنے صحابہ کے بارے میں وصیت کرتا ہوں (کہ ان کے نقش قدم پر چلنا۔ پھر ان کے بارے میں جو ان سے ملتے ہیں۔ (تابعینؒ) پھر (ان کے بارے میں جو ان سے ملتے ہیں (تبع تابعینؒ) پھر (ان تین زمانوں

کے بعد) جھوٹ عام ہو جائے گا۔ یہاں تک کہ آدمی بلا قسم دیئے بھی قسم اٹھائیں گے۔ اور بلا گواہی طلب کئے بھی گواہی دیں گے سو جو شخص جنت کے وسط میں داخل ہونا چاہتا ہے تو اس جماعت صحابہ کرامؓ۔ تابعینؒ اور تبع تابعینؒ) کا ساتھ نہ چھوڑے۔

(مسند ابو داؤد۔ مستدرک۔ حاکم۔ رواہ نسائی)

لہذا صحابہ کرامؓ۔ تابعینؒ اور تبع تابعینؒ کے نقش قدم پر نہ چلنا بھی بدعت یعنی اپنی طرف سے من گھڑت شریعت ہوئی

---

(۱) علامہ سعد الدین تفتازانیؒ تحریر کرتے ہیں کہ:۔

مذموم (بری) بدعت وہ ہے جو دین کے اندر ایجاد کی جائے اور وہ حضرات صحابہ کرامؓ اور تابعینؒ کے عہد میں نہ ہو۔ اور نہ اس پر کوئی شرعی دلیل دلالت کرتی ہو۔ (شرح مقاصد)

(۲) آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جلیل القدر صحابہ کرامؓ میں سے ایک حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ تھے انہوں نے فرمایا ہے۔

تم ہمارے حضرات صحابہ کرامؓ کے نقش قدم پر چلو اور نئی نئی بدعات مت ایجاد کرو۔ کیونکہ تم کفایت کئے گئے ہو۔ (تمہارے لئے ضروری شرعی احکامات تکمیل کے ساتھ کافی کر دیئے گئے ہیں)۔ (الاعتصام ج ۱ ص ۵۴)

(۳) ایک اور صحابی حضرت حذیفہؓ فرماتے ہیں:۔
ہر وہ عبادت جس کو حضرت صحابہ کرامؓ نے نہیں کیا تم بھی مت کرو۔
(الاعتصام ج ۱ ص ۱۱۳)

(۴) حافظ ابن کثیرؒ نے ارشاد فرمایا ہے کہ۔
اہلسنت والجماعت یہ فرماتے ہیں۔ کہ جو قول وفعل جناب رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حضرات صحابہ کرامؓ سے ثابت نہ ہو۔ تو اس کا کرنا بدعت ہے کیونکہ اگر وہ کام اچھا ہوتا تو ضرور وہ اس کام کو پہلے کرتے اس لیے کہ انہوں نے نیکی کے کسی پہلو اور کسی نیک اور عمدہ خصلت کو عمل کے بغیر نہیں چھوڑا بلکہ وہ ہر کام میں سبقت لے گئے ہیں۔

حرام اور بدعت کے کام: احادیث مبارکہ نظر انداز کرتے ہوئے قبر پختہ بنانا۔ اس پر گچ کرنا۔ اسے اصل مٹی ڈالنے کے علاوہ اونچی کرنا۔ وہاں نماز پڑھنا۔ مجاور بن کر بیٹھنا۔ نذریں۔ نیازیں چڑھانا۔ منتیں ماننا دور دراز مقامات سے زیارت کی غرض سے سفر کر کے اولیأ کرام اور بزرگوں کی قبروں پر جانا دن، تاریخ اور وقت تعین کرنا۔ میلہ اور اجتماع کرنا۔ چراغ جلانا۔ وہاں مسجد بنانا۔ قبر کو بوسہ دینا۔ سجدہ کرنا۔ اس کا طواف کرنا۔ وہاں اعتکاف کرنا۔ اس پر چادر اور غلاف ڈالنا۔ وہاں اعتکاف کرنا یہ سب کام اللہ کے نزدیک۔ ناپسند حرام اور بدعت ہیں۔ یہ کام عموماً مردوں کو خوش کر کے ان سے حاجتیں اور مرادیں مانگنے کے لئے کئے جاتے ہیں۔ یہ سب بدعات ہیں جیسا کہ ذیل کی توضیحات سے ثابت ہوتا ہے۔

قبروں کے متعلق احادیث

قبر پختہ بنانے کی ممانعت

عَنْ جَابِرٍ قَالَ نَهٰی رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ سَلَّمَ اَنْ یُّجَصَّصَ الْقَبْرُ وَ اَنْ یُّبْنٰی عَلَیْہِ وَ اَنْ یُّقْعَدَ عَلَیْہِ۔ (مسلم)

حضرت جابر سے نقل ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع کیا اس سے کہ گچ (پختہ) کیا جائے قبر کو اور عمارت بنائی جائے (اس پر) اور کوئی بیٹھے اس پر۔

اس حدیث سے ثابت ہوا کہ قبر کو گچ کرنا پختہ بنانا اس پر گنبد۔ قبہ، مقبرہ بنانا منع ہے اور اس پر بیٹھنا یعنی مراد۔ حاجت کے لئے وہاں اعتکاف کرنا۔ مراقبہ کرنا۔ مجاور بن کر بیٹھنا قطعاً حرام ہے۔ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سب باتوں سے منع کیا ہے مگر نام نہاد "محبان رسول" قیام کر کے سلام بھیجنے والے "موحدین" قبروں پر مجاور اور گدی نشین بن کر بیٹھتے اور عرس کی مجلسیں لگاتے ہیں۔ مراقبے کرتے اور چلے کاٹتے ہیں۔ واہ کیا تابعداری اور فرمانبرداری ہے۔ حضرت شافع روز جزا کی خدا مغفرت کرے۔

قبروں پر لکھنا یا پاؤں رکھنا

عَنْ جَابِرٍ قَالَ نَهٰی رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ سَلَّمَ اَنْ تُجَصَّصَ الْقُبُوْرُ وَ اَنْ یُّکْتَبَ عَلَیْهَا وَ اَنْ تُوْطَأَ۔ (ترمذی)

حضرت جابرؓ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قبروں کو گچ کرنے (پختہ بنانے) اور ان پر لکھنے اور انہیں روندنے سے منع کیا۔

ملاحظہ ہو حضور کے اس ارشاد سے جہاں قبروں کو پختہ بنانے کی ممانعت ثابت ہوئی۔ قبروں پر آیتوں حدیثوں۔ شعروں، ناموں اور تاریخوں کے لکھنے اور انہیں روندنے کی مناہی بھی واضح ہوگئی۔ تینوں کاموں کی رکاوٹ یکساں ہے۔ قبروں کو توڑنا۔ روندنا۔ پامال کرنا جتنا برا ہے قبروں کو پختہ بنانا اور ان پر کچھ لکھنا بھی اتنا ہی برا ہے جس کام سے رسول خدا منع کریں، مسلمانوں کو اس سے رک جانا چاہیئے۔ حضور کے حکم کی تعمیل کا نام ہی مسلمانی ہے۔

قبروں پر غلاف چڑھانا: حضرت عائشہؓ کہتی ہیں کہ ایک دفعہ میں نے ایک کپڑا لیا اور اس کو دروازے پر پردہ بنایا جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (غزوہ سے) تشریف لائے تو اس کپڑے کو کھینچا اور پھاڑ ڈالا اور فرمایا۔

اِنَّ اللّٰهَ لَمْ يَأْمُرْنَا أَنْ نَّكْسُوَا الْحِجَارَةَ وَالطِّيْنَ خدا تعالیٰ نے ہم کو پتھر اور مٹی کو کپڑا اوڑھانے کی اجازت نہیں دی۔" (مسلم)

صاف ظاہر ہے جب حضورؐ نے فرما دیا کہ پتھر اور مٹی کو کپڑا اوڑھانے کی اللہ کی طرف سے اجازت نہیں ہے تو قبروں پر چادریں، غلاف اور جھاڑ چڑھانے ناجائز ہوئے۔ کیونکہ قبر اینٹ پتھر مٹی وغیرہ ہی کی ہوتی ہے اور ویسے بھی قبر پر غلاف چڑھانا۔ اس پر چراغ جلانے کی مانند بالکل بے سود ہے۔ میت کو اس سے کچھ فائدہ نہیں۔

قبروں کی مجاوری کی بندش

حضرت ابی مرثد غنوی سے نقل ہے انہوں کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لَا تَجْلِسُوْا عَلَی الْقُبُوْرِ وَ لَا تُصَلُّوْا اِلَیْھَا۔
(نہ قبروں پر بیٹھو اور نہ ان کی طرف نماز پڑھو۔)

نتیجہ یہ اخذ ہوتا ہے کہ اہل قبر کی تعظیم کے لئے قبر کی طرف نماز پڑھنے سے آدمی کافر ہو جائے گا کسی نیت و غرض سے بھی قبر کی جانب نماز پڑھنی شرک و کفر سے خالی نہیں ہے۔

اس کے علاوہ حضورؐ نے فرمایا کہ قبروں پر نہ بیٹھو۔ قبروں پر مجلس نہ کرو۔ اس سے عرس کی مجلس منع ہو گئی۔ مجاور بن کر قبر پر بیٹھنا بھی ناجائز ہوا کہ لوگوں کو قبر کی زیارت کرائے ان سے نذریں وصول کرے۔

قبروں کے مجاروں کا اہلِ قبر بزرگ کے متعلق خانہ سازمن گھڑت کرامات تبلاکر باطل طریقہ سے مال بٹورنا

مجاور لوگ سادہ لوح اور غرض مند انسانوں کو قبروں میں مدفون بزرگوں کے متعلق ایسی ایسی حکایات ایجاد کرتے ہیں کہ وہ بیچارے لالچ میں ہر قسم کی نذر و نیاز دینے پر تیار ہو جاتے ہیں

کبھی کہتے ہیں فلاں آدمی مریض تھا اس کو بزرگ نے شفا بخشی فلاں عورت کو حمل نہیں ٹھہرتا تھا مگر اہلِ قبر شیخ کی قبر پر آئی تو حاملہ ہو گئی فلاں آدمی نے جب بزرگ کو پکارا تو اس کی پریشانی دور ہو گئی۔ فلاں آدمی نے جب بزرگ کی قبر پہ نذر و نیاز دینی شروع کی تو وہ دولتِ دنیا سے مالا مال ہو گیا۔

ضعیف الاعتقاد قبر پرستوں کی گمراہ کن تعلیمات کی نمائش

تیسرے چوتھے بخار کے لئے فلاں قبر پر جاکر ٹھیکری لے کر گلے میں باندھو اور صاحب قبر پر کہہ آنا کہ اگر بخار اتر گیا تو سوا روپیہ نیاز لاؤں گا

۲۔ مہاسے اور مُہکے نکل رہے ہوں تو فلاں بزرگ کے مزار پر جاکر مزار پر جھاڑو نذر مان کر شہات کی درخواست کرو۔

۳۔ بچہ پیدا ہونے کے بعد سوکھنے لگ جائے تو ہرے پیر کی قبر پر جاکر اس کا ماتھا ٹکاؤ اور نذر مانو۔

۴۔ توڑوں کے درد سے جب چلنے پھرنے سے رہ جاؤ تو چارپائی اٹھواکر اس روضہ پر سات جمعراتیں متواتر جاؤ اور مقررہ نذر ہر جمعرات کو ادا کرو۔

(۵) بچے سوکھنے سے بچانے ہوں تو بچہ کے سر پر فلاں بزرگ کے نام کی چوٹی رکھ دو اور ہر ششماہی پر ان کے نام کی نذر دیا کرو۔ ان بزرگ کی بچہ پر نظر رہے گی۔

(۶) اگر بچے مر جاتے ہوں تو بچہ پیدا ہوتے ہی اس کے گلے میں فلاں پیر صاحب کے نام کی چاندی کی ہنسلی ڈال دو اور ہر سال ایک ایک ڈالتے جاؤ اور کہہ دو اے حضرت صاحب اگر یہ بچہ موت کی خطرناک منزل سے نکل کر بارہ برس کا ہو جائے گا تو ان ہنسلیوں کی قیمت کی دیگ پکا کر تیرے نام نذر کروں گا۔

(۷) اگر کسی کو بھوت پریت، چڑیل، مسان وغیرہ لگ جائے یا کسی جن کا سایہ ہو تو سلیمان کی دہائی دو۔

(۸) دولہا کی بارات جانے لگے تو پہلے دولہا کو فلانے مزار پر لے جاؤ اسے گھوڑی سے اتار کر ماتھا ٹکاؤ نذریں چڑھا کر پھر دلہن کے گھر جاؤ خیریت رہے گی ورنہ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

(۹) بچہ پیدا ہو، تو اس کا نام پیراں دتہ (پیروں کا دیا ہوا) رکھو دیتا خدا ہی ہے لیکن خدا سے یہ پیر بزرگ ہی لے کر دیتے ہیں ان کا احسان بھی ماننا چاہیئے اور پھر زندگی بھر یہ بزرگ بچہ پر ہاتھ رکھیں گے۔

(۱۰) خشک سالی اور قحط کا زمانہ آئے تو اولیاء اللہ کے مزاروں کو دودھ یا کم از کم پانی میں نہلاؤ اور بارش کروانے کے لئے ان سے عرض کرو

(۱۱) ایام وبا میں اپنے اپنے۔ مکان کے دروازے پر فلاں فلاں بزرگوں کے نام لکھ کر لگا دو وبا اندر نہیں آئے گی کچھ اُن کے نام کی نذر بھی دو۔

(۱۲) سخت مصیبت کے وقت جب تم حیران ہو جاؤ تمہارا کچھ بس نہ چلے تو دو رکعت صلوٰۃ الغوثیہ بغداد کی طرف منہ کر کے پڑھو پہلی رکعت میں گیارہ قدم آگے بڑھو اور دوسری رکعت میں گیارہ قدم پیچھے ہٹو تمہاری مصیبت جھٹ دور ہو جائے گی۔ حضرت پیر کی نیاز دو۔

(۱۳) اگر سال بھر مال، جان کی اور اولاد کی خیریت چاہتے ہو تو فلاں امام کے نام کے کونڈے بھرو یاد رہے کہ کونڈوں کی کھیر سے ذرہ بھر بھی زمین پہ گر گئی یا کسی طرح کی بے ادبی ہو گئی تو وہ تباہی آئے گی کہ یاد کرو گے۔

(۱۴) بے اولادی، بے روزگاری، بیماری اور مقدمہ کی کامیابی کے لئے بزرگانِ دین کے چلوں اور تھانوں پر حاضر ہونا چاہیئے اور حسبِ توفیق نذر و نیاز پیش کر کے ان مقدس مقامات پر سجدے میں گر جاؤ اور پھر۔۔۔

(۱۵) حج کیلئے بہت بڑی رقم کی ضرورت ہے اگر اتنی رقم میسر نہ ہو تو فلاں بزرگ کے روضہ پر سات مرتبہ ہو آؤ ہر سال عُرس کے عرس جا کر نذر و نیاز حسبِ توفیق دیا کرو سات مرتبہ جانے سے پورے حج کا ثواب مل جائے گا۔

مفکرِ شاعرِ مشرق علامہ محمد اقبال نے حسب ذیل اشعار سے مندرجہ بالا حقائق کی صداقت کی نفی کی ہے۔

قُم باذنِ اللہ کہہ سکتے تھے جو رخصت ہوئے
خانقاہوں میں مجاور رہ گئے یا گورکن!
عطا کردے انہیں یارب بصارت بھی بصیرت بھی
مسلمان جا کے لیٹے ہیں سوادِ خانقاہی میں

نیز فرمایا!

عجیب نہیں کہ خدا تک تیری رسائی ہو۔
تری نگہ سے ہے پوشیدہ آدمی کا مقام
تری نماز میں نہ جلال ہے نہ جمال
تیری اذان میں نہیں ہے مری سحر کا پیام

درگاہوں پر حاضری اور نذرانوں میں حیرت انگیز اضافہ!

سنہ ۱۹۹۰ تا سنہ ۱۹۹۵ بابا فرید اور لاہور کی درگاہوں پر کی حاضری میں اضافہ، ان سالوں میں ۷۰ کروڑ سے نذرانے آمدنی میں سال بسال اضافہ (بمطابق اعداد و شمار محکمہ اوقاف پنجاب)

۱۹۹۰ء سے ۱۹۹۵ تک کل آمدنی میں اضافہ

	داتا صاحبؒ	بابا فریدؒ	پیر مکیؒ
	۱۸۳۱۸۵۰۲	۲۵۷۵۲۱۱	۱۸۴۵۲۵۴
فیصد اضافہ	۶۲٫۹۴	۱۰۴٫۶۶	۱۰۷٫۸۴

سیدر سائیںؒ	بی بی پاکدامنؒ	شاہ جمالؒ	میاں میرؒ
۲۱۲۷۸	۱۴۱۹۰۵۹	۲۹۷۷۹۵	۶۵۰۰۷
۱۳۶٫۹۴	۳۵۵٫۹۴	۴۰٫۷۹	۲۵۶٫۶۳

دنیاوی خواہشات اور مرادوں کی تکمیل کیلئے درگاہوں کی تقسیم:-

داتا گنج بخش ہجویریؒ	بابا فریدؒ	پیر مکیؒ	بی بی پاکدامنؒ
خوشحالی کی طلب	حصولِ اولاد	روحانی ترقی اور گناہوں کی معافی۔	عورتوں کا فضیلت طلب کرنا۔

بابا شاہ جمالؒ	میاں میرؒ
بحالیٔ صحت کی خواہش۔	دنیاوی عروج کی تمنا۔

چونکہ ہمارے زمانہ میں بھی اولیاء کرامؒ کے مزارات کی پوجا نذر و نیاز چڑھاووں کے لحاظ سے مختلف مطالب کے لئے کی جاتی ہے۔ (ملاحظہ ہو مذکورہ جدول متعلقہ دنیاوی خواہشات اور مرادوں کی تکمیل کے لئے مزاروں کی تقسیم) لہذا کفر و شرک کے زمانے کی گناہ سے بھرپور رسومات ہمارے دور کے قبر پرستوں نے بھی اپنا رکھی ہیں اور ایسے عقیدت مندوں کا دن بدن اضافہ ہی ہو رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس گناہ عظیم سے بچائے۔ (مندرجہ بالا معلومات روزنامہ خبریں کے شمارہ ۹ راکتوبر ۱۹۹۵ء سے نقل کی گئیں)

افسوس صد افسوس مزارات کے ان حاضرین پر جو نماز میں مندرجہ ذیل بار بار اقرار کرنے کے باوجود درگاہوں کی پوجا کر کے ناقابل معافی گناہ کے مرتکب ہوتے ہیں (معاذ اللہ)

کیا ہر رکعت میں یہ اعتراف نہیں کیا جاتا ؟ کہ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ۔ ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور صرف تجھ ہی سے مدد مانگتے ہیں اور پھر ہر تشہد (التحیات) میں ہم یہ اقرار نہیں کرتے ؟ کہ اَلتَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ وَالصَّلَوٰتُ وَالطَّيِّبَاتُ۔

ترجمہ: سب زبانی عبادتیں اور سب بدنی عبادتیں اور سب مالی عبادتیں اللہ تعالیٰ کے لئے خاص ہیں۔

کیا سب مالی عبادات میں زکوٰۃ۔ صدقہ۔ قربانی اور ہر قسم کی نذر و نیاز اور چڑھاوے شامل نہیں ؟ اگر ہیں تو پھر مزارات کے اولیاء کرامؒ کی نذر و نیاز اور چڑھاوے چڑھا کر کفار و مشرکین کی طرح انہیں اللہ کے ساتھ شریک کیوں ٹھہرایا جاتا ہے۔

یہ استدلال کہ مسلمانوں کی والدہ حضرت عائشہ صدیقہؓ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے روضۂ اطہر کی منتظم ہونے کی حیثیت سے صحابہ کرامؓ کو بوقت ضرورت قبر کھول کر دکھاتی تھیں۔ لہٰذا قبروں کی مجاوری جائز ہے۔ غلط فہمی پر مبنی ہے

ہمارے ایک عالم دین مفتی احمد یار خان کا متذکرہ بالا استدلال بحوالہ مشکوٰۃ باب الافن کی اس مثال پر مبنی ہے جو اس تالیف صفحہ نمبر ۱۲ دی گئی ہے اور جس کے مطابق حضرت عائشہ صدیقہ رضؓ نے اپنے بھتیجے حضرت قاسم بن محمد بن ابی بکرؓ کو حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر اور آپؐ کے دو ہمراہیوں یعنی حضرت ابی بکرؓ اور حضرت عمرؓ کی قبریں دکھائی تھیں۔ مفتی صاحب کی یہ تحریر ان کی تالیف وتصنیف بلفظہ جاء الحق صٓ ۲۷۹ پر دی گئی ہے۔ اس مسئلہ کو سمجھنے کے لئے سیاق سباق کے حسب ذیل حقائق کو پیش نظر رکھنا ہوگا۔

زائر مذکور نے قبر اطہر کی زیارت کن حالات میں کی؟

اس سوال کے جواب کے لئے ہمیں زائر کی شخصیت کے متعلق قدرے مزید معلومات کی ضرورت ہے جس کے لئے مشکوٰۃ شریف کے

حصہ "اکمال فی اسماء الرجال" کی طرف متوجہ ہوتا ہے جس میں صاحب مشکوٰۃ نے سلسلہ وار نمبر ۸۳۷ اور زیر عنوان فصل تابعین القاسم بن محمد کو متعارف کرایا ہے۔ اس اجمالی تحریر سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت قاسم مدینہ کے سات مشہور فقہاء میں سے تھے۔ انہوں نے صحابہ کی ایک جماعت سے جن میں حضرت عائشہ صدیقہ رضؓ اور حضرت معاویہ رضؓ بھی شامل ہیں سے روایات بیان کیں۔ گویا احادیث مبارکہ کی تدوین و تکمیل میں انہوں نے کافی حصہ لیا۔ نیز اسی تعارف میں یہ لکھا ہے کہ انہوں نے سنہ ۱۰۱ھ میں ستر سال کی عمر میں انتقال فرمایا۔ گویا ان کی پیدائش سنہ ۳۱ھ اور حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال سے قریباً بیس سال بعد ہوئی۔ آگے چل کر صاحب مشکوٰۃ نے حضرت عائشہ صدیقہ رضؓ کی وفات مدینہ طیبہ میں سنہ ۵۷ھ یا سنہ ۵۸ھ میں درج کی ہے۔ (بحوالہ سلسلہ وار ۶۹۷)

اس حساب سے اس وقت اُن کا بھتیجا قاسم بن محمد بن ابی بکر رضؓ چھبیس ۲۶ یا ستائیس ۲۷ سال کی عمر کا تھا۔ جیسا کہ ذکر کیا گیا ہے وہ ایک فقیہی ہونے کے علاوہ صحابہ کرام خصوصاً عائشہ صدیقہ رضؓ اور حضرت امیر معاویہ رضؓ سے روایات سن کر آگے محدثین کو منتقل کرتا تھا۔ ان حالات میں صاف ظاہر ہے کہ اس نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے دو ہمراہیوں یعنی حضرت ابوبکر صدیق رضؓ اور حضرت عمر فاروق رضؓ کی قبروں کی ساخت اور شکل و صورت کے متعلق معلومات حاصل کرنا ضروری سمجھا کیونکہ محدثین کے سوال پر اس کا جواب صحیح معلوم ہونے پر ہی ہو سکتا ہے چنانچہ قاسم بن محمد (تابعی) نے ان قبور کی زیارت بوساطت اپنی پھوپھی حضرت عائشہ صدیقہ رضؓ صاحبہ محض مطلوبہ معلومات کی خاطر نہ کہ اپنی دنیاوی حاجات

بَلْ اِنْ یَّعِدُ الظّٰلِمُوْنَ بَعْضُهُمْ بَعْضًا اِلَّا غُرُوْرًا (الفاطر: ۴۰)

تو کہہ بھلا دیکھو تو اپنے شریکوں کو جن کو پکارتے ہو۔ اللہ کے سوائے۔ دکھلاؤ تو مجھ کو جو کچھ کہ خلق کیا انہوں نے زمین میں؟ یا جو کچھ ان کا ساجھا ہے آسمانوں میں یا ہم نے ان کو کوئی کتاب دی ہے۔ کہ یہ اس کی سند پر قائم ہیں۔ کوئی نہیں۔ پر جو وعدہ بتلاتے ہیں ایک

تشریح:۔ اس آیت کریمہ کا مطلب مذکورہ آیات نمبر ۱۳ اور ۴۱ کا ہی ہے، سوائے اس کے کہ آخر میں یہ بتایا گیا ہے کہ یہ گنہگار لوگ جن میں پیشوا، پیر پنڈت، پروہت، کاہن، واعظ مجاور اور اس کے ایجنٹ شامل ہیں اپنی دوکانیں چمکانے کے لئے عوام کو اُلّو بنا رہے ہیں اور طرح طرح کے قصے گھڑ کر جھوٹے بھروسے دلا رہے ہیں کہ خدا کو چھوڑ کر فلاں فلاں کا دامن تھام لو گے تو دنیا کے سارے کام بھی بن جائیں گے اور آخرت میں چاہے کتنے ہی گناہ سمیٹ کرے جاؤ۔ وہ اللہ سے تمہیں بخشوا لیں گے۔

(ج) قُلْ اَرَءَيْتُمْ مَّا تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَرُوْنِيْ مَاذَا خَلَقُوْا مِنَ الْاَرْضِ اَمْ لَهُمْ شِرْكٌ فِي السَّمٰوٰتِ ۭ اِيْتُوْنِيْ بِكِتٰبٍ مِّنْ قَبْلِ هٰذَآ اَوْ اَثٰرَةٍ مِّنْ عِلْمٍ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۝ وَمَنْ اَضَلُّ مِمَّنْ يَّدْعُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَنْ لَّا يَسْتَجِيْبُ لَهٗٓ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ وَهُمْ عَنْ دُعَاۗىِٕهِمْ غٰفِلُوْنَ ۝ (الاحقاف ۴ تا ۵)

تو کہہ بھلا دیکھو تو جن کو تم پکارتے ہو۔ اللہ کے سوا دکھلاؤ تو مجھ کو کیا بنایا انہوں نے زمین میں یا ان کا کچھ ساجھا ہے آسمانوں میں۔ لاؤ میرے پاس کوئی کتاب اس سے پہلے کی یا کوئی علم جو چلا آتا ہو اگر تم ہو سچے اور اس سے زیادہ گمراہ کون جو پکارے

کے قبور پر کوئی نذرانہ چڑھایا ہو۔ اور نہ ہی اس کی اجازت تھی حضرت عائشہ صدیقہ رضؓ کا وہ استدلال بھی بڑا وزنی اور قابل ذکر ہے جو ایک حدیث میں انہوں نے دیا ہے۔

حدیث متعلقہ اسی تالیف کے صفحہ نمبر ۶۹ پر ملاحظہ فرمایئے کہ اس رسم کے سدّباب کے لیئے کہ کہیں رسول اللہ صلی اللہ کی قبر کو ان کے احکام کے خلاف بُت بنا کر پوجنا نہ شروع کر دیا جائے اسے حجرہ سے باہر کسی جگہ بنانا مناسب نہیں سمجھا گیا گویا مجاورت کے خلاف آواز بلند کرنے والی صحابیہؓ کو ہی مجاور گردانا گیا۔ اور صحابیہؓ بھی اُمہات المومنین میں سے ایک!۔

ان دلائل کے پیش نظر باوثوق طور پر یہ کہا جا سکتا ہے کہ جس علامہ موصوف نے حضرت عائشہ صدیقہؓ کے کردار کو ایک مجاور کے مصداق گردانا ہے۔ غلط فہمی پر مبنی اور گمراہ کن استدلال سے کام لیا ہے۔

قبر کی بلندی اور شکل (فقہا کی آرا)

اس بارے میں یہ مناسب ہے کہ آئمہ کرام کی فقہی آرا نقل کرنے سے پہلے متعلقہ احادیث مبارکہ کا حوالہ دیا جائے

قبر کو ہموار کرنا

(ا) ایک حدیث جسکا حوالہ دیا گیا ہے اسکے مطابق حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم پر سب بت توڑ دیئے قبروں کو برابر کر دیا اور تصویروں کو مٹا دیا اور دوسری میں حضرت علیؓ کے حکم پر ابی ہیاج اسدی (ایک تابعی) نے قبروں کو ہموار کر دیا۔ اور ہر بت کو مٹا دیا۔ (مشکوٰۃ۔ مسلم)

(ب) ایک دوسری حدیث کے مطابق کہ حضرت عائشہ صدیقہؓ نے اپنے بھتیجے قاسم بن محمد بن ابو بکرؓ کو نبیٔ سرور انبیاء حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور آپؐ کے دو ہمراہیوں یعنی حضرت ابو بکرؓ اور حضرت عمرؓ کی قبور دیکھنے کی اجازت فرمائی تو اس نے قبروں کو ہموار پایا۔ اسکا بھی حوالہ دیا جا چکا ہے۔ (ابو داؤد)

(ج) جعفر بن محمدؒ نے اپنے والد سے روایت کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے بیٹے ابراہیمؑ کی قبر پر پانی چھڑکا اور اس پر کنکریاں رکھیں اور اس کو ایک بالشت اونچا رکھا۔

(بیہقی، سعید بن منصور)

(د) عن ثمامہ بن شفیؒ قال کنا مع فضالۃ بن عبیدؓ بارض روم

برودس فتوفی صاحب لنا فامر فضالۃ بقبرہ فسوی ثم قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یامر بتسویتھا (مسلم)

ترجمہ ثمامہ بن شفی روایت کرتے ہیں کہ ہم لوگ فضالۃ رض بن عبید رض کے ساتھ ارض روم کے جزیرہ رودس میں تھے۔ کہ ہمارے ایک ساتھی کا انتقال ہو گیا۔ فضالۃ رض نے ہم کو حکم دیا کہ ہم ان کی قبر کو برابر کر دیں۔ پھر فرمایا کہ میں نے نبی ص کو ایسا ہی حکم دیتے سنا ج ۱ ص ۳۱۵ مصری)

قبر کو کوہان نما بنانے کے عنوان کے تحت حسب ذیل حدیث ہے۔

سید الانبیاؑ کی کوہان نما قبر

عَنْ سُفْيَانَ التَّمَّارِ اَنَّهٗ رَاٰی قَبْرَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مُسَنَّمًا۔ (بخاری)

حضرت سفیان تمار سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی قبر کوہان نما دیکھی۔

ملاحظہ فرمائیں کہ سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر صحابہ رض نے کیسی رکھی تھی اور جتنی مٹی قبر کھودنے سے نکلی تھی وہی مٹی قبر پر ڈال کر اسے کوہان نما کر دیا تھا۔

احادیث مذکورہ بالا کی روشنی میں آئمہ کرام کی آراء

(۱) اس بارے میں تمام آئمہ کرام کا اتفاق ہے کہ قبر کو نہ زمین سے

بہت اونچا ہونا چاہیئے اور نہ زمین سے بالکل ملا ہو بلکہ ایک بالشت کے برابر ہونا چاہیئے زیادہ اونچی قبر کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ناپسند فرمایا ہے۔ علاوہ ازیں مندرجہ بالا احادیث مبارکہ میں قبر کو ہموار کر دینے کا مطلب یہ نہیں ہے کہ اس کو بالکل زمین کے برابر رکھا جائے بلکہ یہ ہے کہ ایک بالشت کے برابر رکھا جائے۔

(ب) اس پر بھی آئمہ کرام کا اتفاق ہے کہ قبر کی شکل ہموار (مسطح) بھی ہو سکتی ہے اور اونٹ کے کوہان (مسنم) جیسی بھی۔ اگرچہ امام ابوحنیفہ رح امام مالک رح امام احمد بن حنبل رح دیگر عام محدثین اور بہت سے شافعی علماء کا مؤخر الذکر شکل (مسنم) کے مستحب ہونے پر اتفاق ہے۔ تاہم امام شافعی رح کے نزدیک اولذکر شکل یعنی قبر کا مسطح (ہموار ہونا) مستحب ہے۔ امام شافعی رح کا قبر کی مسطح (ہموار) شکل کے مستحب ہونے پر استدلال ہے کہ مذکورہ بالا بیان کردہ اکثر احادیث مسطح (ہموار) شکل پر دلالت کرتی ہیں سوائے سفیان تمار کی روایت کے جس کو بخاری اور ابن ابی شیبہ نے نقل کیا ہے خاص کر حضرت ابوبکر رض کے پوتے قاسم رح جس کی تاریخ اور صاحب مشکوٰۃ کے حوالہ سے ستر سال کی عمر تقریباً ۳۱ھ سے ۱۰۱ھ تک ہے یعنی حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال سے ۲۰ یا ۲۱ سال کے بعد کا دور اور حضرت عائشہ صدیقہ رض کی وفات ۵۷ھ ہے لہذا قاسم رض کا تینوں مذکورہ قبروں کی شکل یعنی مسطح (ہموار) کے متعلق لانے والا واقعہ ۳۱ھ اور ۵۷ھ

کے درمیانی چھبیس ۲۶ سال کے دور میں ہوا۔ گویا اس دور تک قبروں کی شکل ہموار تھی ممکن ہے سیقان نما تعویذوں کی شکل ۸۸ھ یا ۹۱ھ کے بعد دیکھی ہوں۔ کیونکہ اس تین سال کے دور میں حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کی مدینہ منورہ کی امارت اور زیرنگرانی مسجد نبوی کی تعمیر و درستی ہوئی اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے حجرہ کو مع تینوں قبروں کے مسجد نبوی میں شامل کر لیا گیا۔ ممکن ہے اس تعمیر و مرمت میں حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے قبروں کی شکلیں (مسنم) (کوہان نما) بنا دی ہوں۔ احادیث متعلقہ میں واقعات مذکورہ کے پیش نظر امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا استدلال وزنی معلوم ہوتا ہے۔

جنت البقیع میں سلف صالحین کی قبور مقدسہ

حج اور عمرہ کے زائرین نے مدینہ منورہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ اطہر کے متصل ایک قبرستان المعروف جنت البقیع مشاہدہ فرمایا ہوگا اس میں آپ ﷺ کے اہلبیت ؓ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور دیگر نفوس قدسیہ کی قبریں ہیں سب کچی مٹی کی ہیں ان میں کوئی قبر گچ شدہ پختہ نہیں ہے سطح زمین سے تھوڑی سی بلند ہیں۔ نہ کسی پر کتبہ ہے کھنگری پتھر بطور نشانی سرہانوں پر رکھے ہوئے ہیں۔ وہ بھی بعض پر نہ کہ سب پر صرف حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی قبروں کے ارد گرد فٹ یا دو فٹ کے لگ بھگ بلندی تک سادے پتھر بطور نشانی بغیر گچ کئے رکھے ہوئے ہیں۔ گویا ساری قبریں احادیث مبارکہ یعنی احکامات نبویہ ﷺ کے مطابق ہیں۔ جیسا کہ ذکر کیا گیا ہے۔ اس

زمانہ کے علماء کرام کی مرضی کے خلاف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ مبارک پر گنبدِ خضرا مصری حکمرانوں نے تعمیر کیا۔ جو کہ بیحد افسوسناک عمل ہے۔

یاد رہے۔ کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث مبارکہ کے مطابق عمل کرتے ہوئے جنت البقیع کے قبرستان میں عورتوں کو جانے کی اجازت نہیں۔ چنانچہ انہیں گنبدِ خضرا کی سمت والے جنگلے سے باہر روک دیا جاتا ہے۔ صرف مرد زائرین کو اندر جانے کی اجازت دی جاتی ہے۔

قبوں اور پکی قبروں کے ڈھانے کا حکم: اوپر آپ پڑھ چکے کہ حضرت انورؐ نے قبریں پکی بنانے اور ان پر ہر قسم کی عمارت کھڑی کرنے سے منع کیا ہے پھر اگر جہالت کے سبب یا آمدنی کا ذریعہ بنانے کے لئے قبریں پکی بنائی گئی ہوں تو حضورؐ نے انہیں گرا دینے کا حکم دیا ہے۔

ملاحظہ ہو ارشادِ نبویؐ۔

كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي جَنَازَةٍ فَقَالَ اَيُّكُمْ يَنْطَلِقُ اِلَى الْمَدِيْنَةِ فَلَا يَدَعُ مِنْهَا وَثَنًا اِلَّا كَسَرَهٗ وَلَا قَبْرًا اِلَّا سَوَّاهُ وَلَا صُوْرَةً اِلَّا لَطَّخَهَا۔

ایک جنازہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہؓ کو ارشاد فرمایا "کوئی تم میں سے ایسا جو مدینہ میں جا کر ہر بت کو توڑ دے اور ہر اونچی قبر (پختہ) کو برابر کر دے اور ہر تصویر کو مٹا دے؟"

یہ ارشاد سن کر ایک صحابی اٹھے لیکن پھر حضرت علیؓ اس کام کے لئے مدینہ کی طرف چلے گئے اور خدا کی توفیق سے پورا کام کر کے آئے اور حضورؐ کی خدمت میں عرض کیا۔

فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ لَمْ اَدَعْ بِهَا وَثَنًا اِلَّا كَسَرْتُهٗ وَلَا قَبْرًا اِلَّا سَوَّيْتُهٗ وَلَا صُوْرَةً اِلَّا لَطَّخْتُهَا۔

حضورؐ میں نے سب بت توڑ دیئے تمام (اونچی پختہ) قبریں برابر کر دیں اور سب تصویریں مٹا دیں۔

یہ سن کر رحمت اللعالمینؐ نے ارشاد فرمایا اور تمام امت کو حکم دیا۔

ثُمَّ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ عَادَ اِلٰی صُنْعَۃِ شَیْءٍ مِّنْ ھٰذَا فَقَدْ کَفَرَ بِمَا اُنْزِلَ عَلٰی مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ۔ (مسند احمد۔ ترغیب ترہیب)

(سنو) ان کاموں میں سے کسی کو بھی (آئندہ) جو کرے اس نے انکار اور کفر کیا اس کا جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوا۔

حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے اس حکم سے تصویر، بُت اور اُونچی پختہ قبے، گنبد والی قبر۔ تینوں کا توڑ دینا اور مٹا دینا لازم آیا اور حضرت علیؓ کے ہاتھوں ان تینوں چیزوں کو مٹوا کر حضورؐ نے یوں ارشاد فرمایا کہ جو کوئی (آئندہ اسلام میں) ان کاموں کو کرے گا اس نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل شدہ (قرآن) کے ساتھ کفر کیا۔

خلافتِ حیدری کا شاہی حکم

عَنْ اَبِیْ ھَیَّاجِ الْاَسَدِیِّ قَالَ قَالَ لِیْ عَلِیٌّ اَلَا اَبْعَثُکَ عَلٰی مَا بَعَثَنِیْ عَلَیْہِ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنْ لَا تَدَعَ تِمْثَالًا اِلَّا طَمَسْتَہٗ وَلَا قَبْرًا مُشْرِفًا اِلَّا سَوَّیْتَہٗ رَوَاہُ مُسْلِمٌ۔ (مشکوٰۃ باب دفن المیت)

حضرت ابی ہیاج اسدی روایت کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ مجھے حضرت علیؓ نے کہا کہ میں تجھے اس کام پر بھیجتا ہوں جس پر مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھیجا تھا (جاؤ اور) جہاں بھی کوئی جاندار کی تصویر

دیکھو اسے مٹا دو (اور جہاں اونچی پختہ) قبر نظر آئے اسے برابر کردو۔ جو کام رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؓ سے کرایا تھا حضرت علیؓ نے وہی کام ہتیاج اسدیؒ سے کرایا چونکہ بزرگوں کی پختہ قبریں شرک کے اڈے بن جاتی ہیں اور لوگ وہاں میلے لگا لگا کر گمراہ ہو جاتے ہیں اور بعض صورتوں میں مشرک ہو جاتے ہیں۔ اس لئے حضرت انورؐ نے انہیں ڈھا دینے کا حکم دیا۔ اور صحابہؓ نے اس پر عمل کیا سلطان ابن سعود کی حکومت نے بھی اسی حدیث فرمانِ رسولؐ پر عمل پیرا ہو کر حجاز میں پختہ قبروں کو برابر کیا تھا۔ اس وقت لوگوں نے بہت شور مچایا تھا۔ لیکن جب سلطان نے اس کام پر رسولِ خداؐ کی حدیث سنادی تو سب دم بخود رہ گئے

امام شافعیؒ اپنی کتاب الام میں لکھتے ہیں کہ مکہ مکرمہ کے علما قبروں پر بنی ہوئی عمارت کو گرا دینے کا حکم دیتے تھے (شرح مسلم للنووی جلد ۷ ص۳۶ مصر)

قبوں اور پکی قبروں کو ڈھانے کے حکم کے باوجود قبر نبویؐ پر گنبدِ خضریٰ کیسے وجود میں آگیا؟

اس سوال کا جواب یہ ہے کہ تقریباً سات سو سال تک قبر نبویؐ پر کوئی عمارت نہیں تھی پھر ۶۷۸ھ میں منصور بن قلاون صالحی بادشاہ مصر نے کمال احمد بن برہان عبدالقوی کے مشورہ سے لکڑی کا ایک جنگلہ بنوایا اسے حجرہ کی چھت پر لگا دیا اور اس کا نام قبۂ زرق پڑ گیا اس وقت کے علماء ہر چند اس صاحبِ اقتدار کو نہ روک سکے مگر انہوں نے اس کام کو بہت برا سمجھا۔ اور

جب یہ مشورہ دینے والا کمال احمد معزول کیا گیا تو انہوں نے اس کی معزولی کو اللہ کی طرف سے اس کے اس فعل کی پاداش شمار کیا پھر الملک الناصر حسن بن محمد قلاؤن کے اضافے کے بعد سنہ ۷۶۵ھ میں الملک الاشرف شعبان بن حسین بن محمد نے اس میں تعمیری اضافے کیے یہاں تک کہ موجودہ تعمیر عمل میں آئی (وفاء الوفاء السمہودی جلد ا صفحہ ۳۶۴-۳۶۵)

روضۂ رسولؐ پر عرس کی ممانعت

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ لَا تَجْعَلُوْا قَبْرِیْ عِیْدًا وَّ صَلُّوْا عَلَیَّ فَاِنَّ صَلٰوتَكُمْ تَبْلُغُنِیْ حَیْثُ كُنْتُمْ (نسائی)

حضرت ابوہریرہ رضؓ سے نقل ہے کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سُنا۔ حضورؐ نے فرمایا۔ نہ بناؤ میری قبر کو عید گاہ، اور درود بھیجو مجھ پر، بے شک تمہارا درود پہنچ جاتا ہے مجھ کو جہاں بھی تم ہو۔

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہودیوں اور عیسائیوں کے قبروں پر میلے لگانے اور عرس کرنے کو سامنے رکھ کر اپنی امت کو حکم دیا کہ میری قبر کو عید گاہ نہ بنانا۔ میری قبر پر میلہ نہ لگانا۔ سال کے سال تاریخ معین پر اجتماع نہ کرنا۔

حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے بزرگوں کی قبروں پر ایسی عید یا عرس منع فرمانے کے لئے پہلے اپنی ہی قبر سے ایسے اجتماع کے لئے منع فرمایا۔ (کیونکہ حقیقتاً ان سے بڑھ کر اولیاء اللہ میں سے کوئی اور کوئی ہو نہیں سکتا)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے قبروں پر عید یا عرس کی بدعات سے اپنی اُمت کو بچانے کے لئے بارگاہ الٰہی میں یہ دعا مانگی۔

اَللّٰهُمَّ لَا تَجْعَلْ قَبْرِیْ وَثَنًا یُّعْبَدُ اِشْتَدَّ غَضَبُ اللّٰهِ عَلٰی قَوْمٍ اتَّخَذُوْا قُبُوْرَ اَنْبِیَآءِهِمْ مَسٰجِدَ (رواہ مالک)

یا الٰہی! میری قبر کو بت نہ بنانا کہ پوجی جائے (کیونکہ) ان لوگوں یہودیوں اور عیسائیوں پر خدا کا سخت غضب نازل ہوا جنہوں نے اپنے نبیوں کی قبروں کو سجدہ گاہیں بنایا۔

یہاں اس حدیث میں بت نہ بنانا کا مطلب ہے کہ قبر کو سجدہ نہ ہو۔ نذر۔ نیاز چڑھاوے نہ ہوں۔ سالانہ اجتماع عرس کی طرح نہ ہو۔ حج کی طرح زائرین دور دراز سے سفر کر کے تاریخ مقررہ پر میری قبر کی زیارت کو نہ آئیں وغیرہ وغیرہ۔

عرس اور تھانوں کے سفر کی ممانعت

عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِنِ الْخُدْرِیِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا تُشَدُّ الرِّحَالُ اِلَّا اِلٰی ثَلٰثَۃِ مَسَاجِدَ اَلْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَالْمَسْجِدِ الْاَقْصٰی وَمَسْجِدِیْ ھٰذَا

(بخاری و مسلم)

ابوسعید خدریؓ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ مت سفر کرو سوائے تین مسجدوں کے۔ مسجد الحرام مسجد الاقصیٰ اور میری (نبوی) مسجد۔

حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے مذہبی اور شرعی سفر کی اس حدیث کی رو سے حد بندی فرمائی ہے

حدیث مندرجہ بالا کے مطابق حضور انورؐ نے ان تین مسجدوں کے سوا تمام دنیا کے متبرک مقاموں بزرگوں کی جگہوں، تھانوں۔ چلوں اور روضوں مزاروں کے سفر بالمقصد سے منع فرمادیا ہے کیونکہ یہ تین جگہیں خدا کے عظیم الشان شعائر اور بزرگی میں روئے زمین کے متبرک اور مقدس مقامات سے ممتاز، مخصوص اور بلند مرتبہ ہیں۔

شاہ ولی اللہ کا بزرگوں کی قبروں کی زیارت کے لئے سخت ترین فتویٰ

قبروں کی زیارتوں اور عرسوں کے لئے سفر کر کے جانے کے متعلق حضرت شاہ ولی اللہؒ کا ارشاد بھی ملاحظہ فرمائیں کہ وہ اس کام کو کس طرح بُرا جانتے ہیں۔ آپ اپنی مایہ ناز کتاب تفہیمات الٰہیہ میں ارشاد فرماتے ہیں۔

جو لوگ (خواجہ معین الدینؒ کے روضے پر) اجمیر یا سالار مسعودؒ کے مزار پر یا ایسے ہی دوسرے مقامات پر ان سے حاجتیں (مرادیں) مانگنے کے لئے جاتے ہیں۔ ان کا گناہ قتل اور زنا کے گناہ سے بڑھ کر ہے یہ کام (قبروں پر حاجتوں کے لئے جانا) اور خود ساختہ معبودوں کی پوجا ایک ہی بات ہے۔ بالکل لات اور عزیٰ کی پرستش کی مانند ہے

(تفہیمات الٰہیہ)

مزاروں قبروں، اور متبرک مقاموں، عرسوں وغیرہ پر جانے والوں کے لئے حضرت شاہ ولی اللہؒ نے کتنا سخت فتویٰ دیا ہے۔ اور کس قدر ناراضگی کا اظہار فرمایا ہے۔ آپؒ نے کیوں ایسا فتویٰ دیا ہے؟۔ اس لئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قبروں مزاروں وغیرہ کی زیارت کے لئے سفر کرنے کی سخت ممانعت فرمائی ہے۔

جب یہ ثابت ہو گیا کہ تین جگہیں بزرگی اور مرتبہ میں ممتاز اور مخصوص ہیں اور دنیا میں کوئی جگہ بزرگی اور مرتبہ میں ان کے برابر نہیں اور یہ شعائر اللہ ہیں تو پھر تقربِ خدا اور ثواب آخرت کے لئے صرف ان ہی حرموں کا شرعی سفر۔ قصد اکرنا چاہیے

حدیث مبارکہ مشمولہ غلط العوام اصطلاح

عرس

<u>عرس کے لغوی معنی:</u> ہر سال بزرگوں کی قبروں پر اجتماع کو عرس کہتے ہیں۔ معنوی لحاظ سے عربی میں عرس شادی بیاہ کو کہتے ہیں مگر یہ لفظ بزرگوں کے فوتیدگی کے دن کے اجتماع کے لئے کیوں استعمال ہوا؟

اس تقریب کو جائز قرار دینے والے علمائے کرام کا استدلال یہ ہے۔

کہ جب میت ایک صالح انسان کی ہوتی ہے تو حسب ذیل حدیث کے مطابق فرشتے اس کو سوال و جواب کے بعد کہتے ہیں نَمْ کَنَوْمَةِ الْعَرُوْسِ۔ (سو جاؤ جس طرح دولہا سوتا ہے) لہٰذا چونکہ اولیاء اللہ اس عروس کی طرح سو جاتے ہیں۔ ان رسومات کو عرس کہتے ہیں۔

وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ

اِذَا اُقْبِرَ الْمَیِّتُ اَتَاهُ مَلَکَانِ اَسْوَدَانِ اَزْرَقَانِ یُقَالُ لِاَحَدِهِمَا

الْمُنْکَرُ وَلِلْاٰخَرِ النَّکِیْرُ فَیَقُوْلَانِ مَا کُنْتَ تَقُوْلُ فِیْ هٰذَا الرَّجُلِ

فَاِنْ کَانَ مُؤْمِنًا فَیَقُوْلُ هُوَ عَبْدُ اللّٰهِ وَرَسُوْلُهٗ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ

اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ فَیَقُوْلَانِ قَدْ کُنَّا نَعْلَمُ اَنَّكَ

تَقُوْلُ هٰذَا ثُمَّ یُفْسَحُ لَهٗ فِیْ قَبْرِهٖ سَبْعُوْنَ ذِرَاعًا فِیْ سَبْعِیْنَ ثُمَّ

يُنَوَّرُ لَهُ فِيْهِ ثُمَّ يُقَالُ لَهُ نَمْ فَيَقُوْلُ اَرْجِعُ اِلٰى اَهْلِىْ فَاُخْبِرُهُمْ فَيَقُوْلَانِ نَمْ كَنَوْمَةِ الْعَرُوْسِ الَّذِىْ لَا يُوْقِظُهُ اِلَّا اَحَبُّ اَهْلِهِ

اِلَيْهِ حَتّٰى يَبْعَثَهُ اللّٰهُ مِنْ مَضْجَعِهِ ذٰلِكَ وَاِنْ كَانَ مُنَافِقًا قَالَ سَمِعْتُ النَّاسَ يَقُوْلُوْنَ قَوْلًا فَقُلْتُ مِثْلَهُ لَا اَدْرِىْ

فَيَقُوْلَانِ قَدْ كُنَّا نَعْلَمُ اَنَّكَ تَقُوْلُ ذٰلِكَ فَيُقَالُ لِلْاَرْضِ الْتَئِمِىْ عَلَيْهِ فَتَلْتَئِمُ عَلَيْهِ فَتَخْتَلِفُ اَضْلَاعُهُ فَلَا يَزَالُ فِيْهَا مُعَذَّبًا حَتّٰى يَبْعَثَهُ اللّٰهُ مِنْ مَضْجَعِهِ ذٰلِكَ

(رَوَاهُ التِّرْمِذِىُّ)

(بحوالہ مظاہر حق جدید صفحہ ۱۹۰، ۱۹۱ مؤلف نواب محمد قطب الدین خان دہلوی)

ترجمہ: اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ راوی ہیں کہ سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جب مردہ کو قبر میں رکھ دیا جاتا ہے تو اس کے پاس کالی کیری آنکھوں والے دو فرشتے آتے ہیں جن میں سے ایک کو منکر اور دوسرے کو نکیر کہتے ہیں دونوں اس مردہ سے پوچھتے ہیں کہ تو اس شخص یعنی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت کیا کہتا تھا؟ اگر وہ شخص مؤمن ہوتا ہے تو وہ کہتا ہے وہ اللہ کے بندے اور اس کے بھیجے ہوئے رسول ہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ خدا کے سوا کوئی معبود نہیں ہے اور بلاشبہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے بندے اور رسول ہیں۔" یہ سن کر وہ دونوں فرشتے کہتے ہیں ہم جانتے تھے تو یقیناً یہی کہے گا اس کے بعد اس کی قبر لمبائی اور چوڑائی میں ستر ستر گز کشادہ کر دی جاتی ہے اور اس مردہ سے کہا جاتا ہے کہ "سو جاؤ"! مردہ کہتا ہے میں چاہتا

ہوں کہ اپنے اہل وعیال میں واپس چلا جاؤں تاکہ ان کو اس حال سے باخبر کر دوں" فرشتے اس سے کہتے ہیں کہ تو اس دولہا کی طرح سو جا جس کو صرف وہی شخص جگا سکتا ہے جو اس کے نزدیک سب سے محبوب ہو یعنی ہر کس کا جگانا اچھا نہیں لگتا۔ کیونکہ اس سے وحشت ہوتی ہے۔ البتہ حبیب محبوب جگاتا ہے تو اچھا لگتا ہے یہاں تک کہ خدا تعالیٰ اس کو اس جگہ سے اٹھائے۔"

اور اگر وہ مردہ منافق ہوتا ہے تو کہتا ہے کہ میں نے لوگوں کو جو کچھ کہتے سنا تھا وہی میں کہتا تھا۔ لیکن میں اس کی حقیقت کو نہیں جانتا تھا۔ (منافق کا یہ جواب سن کر فرشتے کہتے ہیں کہ ہم جانتے تھے یقیناً تو یہی کہے گا۔ اس کے بعد زمین کو مل جانے کا حکم دیا جاتا ہے۔ چنانچہ زمین اس مردہ کو اس طرح دباتی ہے کہ اس کی دائیں پسلیاں بائیں اور بائیں پسلیاں دائیں نکل آتی ہیں اور اس طرح ہمیشہ عذاب میں مبتلا رہتا ہے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اس کو اس جگہ سے اٹھائے (ترمذیؒ)

اس حدیث کے چند اخذ شدہ نتائج

(۱) منکر نکیر کے سوال و جواب کے بعد یہ فرشتے ہر مومن کو کہتے ہیں۔ کہ عروس (دولہا) کی طرح سو جا۔ نہ کہ صرف اولیاءاللہ کو ایسا کہتے ہیں۔

(۲) اس حدیث مبارکہ میں یہ کہاں لکھا ہے کہ اولیاء اللہ کے مزارات پر ان کی برسی کے موقع پر میلہ کی شکل میں عرس منایا جائے۔

(۳) اگر اس حدیث کا مطلب ہے کہ ایک مومن کی قبر پر سال بسال

عرس منایا جائے تو پھر یہ میلان چند نام نہاد اولیاء کی قبروں پر کیوں دوسرے ہزاروں لاکھوں مومنوں نے کیا بگاڑا ہے۔ کہ ان کو اس رسم سے محروم رکھا جائے۔ دراصل اس قسم کا غیر مساوی سلوک تو پھر بے انصافی ہوئی۔

(۴) عرس منانے والوں کو منکر نکیر نے کب بتایا تھا کہ تمہارے عقیدہ والا ولی اللہ ان کے سوال و جواب کے مطابق امتحان میں کامیاب اور معیار پر پورا اترا ہے کیونکہ ممکن ہے جن کو ہم مکمل مومن گردانیں وہ اللہ کی نظر میں ایسا نہ ہو تو پھر اس کے مزار پر عرس منانا عبث ہوا

(۵) اس کے برعکس سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے تو ایک حدیث میں اپنی قبر پر (عید یا عرس وغیرہ) منانے سے منع فرمایا۔ تو کیسا یہ اولیائے کرام آپؐ کی شان سے بھی عظیم تر ہو گئے کہ ان کی قبروں پر عرس منایا جائے۔

(۶) اس حدیث کی رُو سے اُولیا اللہ کے مزارات پر عرس منانے کے دو متضاد نظریات کا ٹکراؤ ملاحظہ ہو۔ ایک طرف تو وہ یہ خیال کرتے ہیں کہ اولیاء اللہ عروس (دولہا) کی طرح سو جاتے ہیں۔ تاوقتیکہ روز محشر اللہ تعالیٰ انہیں جگائے گا۔ دوسری طرف وہ یہ اعتقاد بھی رکھتے ہیں کہ وہ ہماری حاجتوں کو سن کر دور کرتے ہیں یا کراتے ہیں۔ لہٰذا وہ تو جاگتے ہوئے کیا کوئی انسان بیک وقت گہری آرام کی نیند سوتا بھی جاگتا ہے یہ منطقی طور پر بے معنی بات ہے۔

(۸) اگراس حدیث کا مطالب مروّج عرس منانا ہے تو خیرالقرون کے سلف صالحین یعنی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین اور تبع تابعین نے ایسے عرس کیوں نہ منائے بلکہ حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے خود دوسرے انبیأ و مرسلین علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قبروں پر عرس کیوں نہ منائے۔

مزاریہ میلے

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت حدیث مذکورہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہ بناؤ میری قبر کو عیدگاہ یعنی عید کی طرح سال بسال تاریخ معین پر جمع ہو کر میلہ نہ لگانا اس میں عرس اور میلہ دونوں شامل ہیں شہروں میں اسے عرس کہا جاتا ہے اور دیہات میں اسے میلہ کہہ کر پکارا جاتا ہے۔ میلہ چراغاں یا میلہ شالامار باغ جو کہ گاؤں باغبانپورہ میں عرصہ دراز سے ہر سال ماہ مارچ میں صوفی بزرگ مادھولال حسین کے مزار کی وجہ سے منایا جا رہا ہے۔ ایسے دیہاتی میلوں میں سے ایک مشہور و معروف میلہ کی مثال ہے۔

البتہ عرس اور میلہ کے انعقاد میں فرق ضرور ہے وہ یہ کہ ایسے میلہ میں دیگر مذاہب کے لوگ مثلاً ہندو۔ سکھ۔ عیسائی وغیرہ شامل ہو سکتے ہیں۔ چنانچہ میلہ مذکورہ میں ان مذاہب کے لوگ بھارت سے آکر میلہ کی رونق دوبالا کرتے ہیں اور تفریحی پروگرام میں حصہ لیتے رہے ہیں۔ مگر حدیث متعلقہ کی رو سے یہ بھی ناجائز ہے۔ اور حرام ہے۔

اولیائے کرام کے مزارات پر عرسوں میں خرافات کی مذمت

مولوی احمد رضا خاں بریلوی کا فتویٰ

ذیل کے سوال و جواب سے ظاہر ہوتا ہے کہ مولانا مذکور کسی بزرگ کے مزار پر عرس کے موقعہ پر ڈھول ڈھمکے اور باجوں کے ساتھ قوالی اور نعت وغیرہ گانے کے کس قدر خلاف تھے۔

مسئلہ:۔ بعالی خدمت امام اہل سنت مجدد دین وملت معروض کہ آج میں جس وقت آپ سے رخصت ہوا اور واسطے نماز مغرب کے مسجد میں گیا بعد نماز مغرب کے ایک میرے دوست نے کہا چلو ایک جگہ عرس ہے میں چلا گیا وہاں جا کر کیا دیکھتا ہوں بہت سے لوگ جمع ہیں اور قوالی اس طریقہ سے ہورہی ہے کہ ایک ڈھول دو سارنگی بج رہی ہیں اور چند قوال پیران پیر دستگیر کی شان میں اشعار کہہ رہے ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نعت کے اشعار اور اولیاء اللہ کی شان میں اشعار گا رہے ہیں اور ڈھول سارنگیاں بج رہی ہیں یہ باجے شریعت میں قطعی حرام ہیں کیا اس فعل سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور اولیاء اللہ خوش ہوں گے؟ اور یہ حاضرین جلسہ گنہگار ہوئے یا نہیں؟ اور ایسی قوالی جائز ہے یا نہیں؟ اور اگر جائز ہے تو کس طرح؟

الجواب:۔ ایسی قوالی حرام ہے حاضرین سب گنہگار ہیں اور ان سب کا گناہ ایسا عرس کرنے والوں اور قوالوں پر ہے اور قوالوں کا بھی گناہ اس عرس کرنے والے پر بغیر اس

کے کہ عرس کرنے والے کے ماتھے قوالوں کا گناہ جانے سے قوالوں پر سے گناہ کی کچھ کمی آئے یا اس کے اور قوالوں کے ذمہ حاضرین کا وبال پڑنے سے حاضرین کے گناہ میں کچھ تخفیف ہو نہیں بلکہ حاضرین میں ہر ایک پر اپنا پورا گناہ اور قوالوں پر اپنا گناہ الگ اور سب حاضرین کے برابر جدا اور ایسا عرس کرنے والے پر اپنا گناہ الگ اور قوالوں کے برابر جدا اور سب حاضرین کے برابر علیحدہ وجہ یہ کہ حاضرین کو عرس کرنے والے نے بلایا ان کے لیئے اس گناہ کا سامان پھیلایا اور قوالوں نے انہیں سنایا اگر وہ سامان نہ کرتا یہ ڈھول سارنگی نہ سناتے تو حاضر یہ اس گناہ میں کیوں پڑتے اس لیئے ان سب کا گناہ ان دونوں پر ہوا پھر قوالوں کے اس گناہ کا باعث وہ عرس کرنے والا ہوا وہ نہ کرتا نہ بلاتا تو یہ کیونکر آتے بجاتے لہٰذا قوالوں کا بھی گناہ اس بلانے والے پر ہوا۔

احکام شریعت صفحہ ۶۰-۶۱

مولانا موصوف نے بھی مزاروں پر مزامیر (مطرب ساز) کے بغیر قوالی کی ناپسندیدگی کے ایک واقعہ کو روایت کیا ہے

عرض:۔ کیا یہ روایت صحیح ہے کہ حضرت محبوب الٰہی رضی اللہ تعالیٰ عنہ قبر شریف میں ننگے سر کھڑے ہو کر گانے والوں پر لعنت فرما رہے تھے؟

ارشاد:۔ یہ واقعہ حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا ہے کہ آپ کے مزار شریف پر مجلس سماع میں قوالی ہو رہی تھی تو لوگوں نے بہت اختراع کر لیئے ہیں ناچ وغیرہ بھی کراتے ہیں حالانکہ اسوقت بارگاہوں میں مزامیر بھی نہ تھے حضرت سید ابراہیم ایرجی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جو ہمارے پیران سلسلہ میں سے ہیں، باہر مجلس سماع کے تشریف فرما تھے ایک صاحب صالحین سے آپ کے پاس آئے اور گزارش کی کہ مجلس میں تشریف لے چلیئے حضرت سید ابراہیم ایرجی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا تم جاننے والے ہو مواجہ اقدس میں حاضر ہو اگر حضرت راضی ہوں میں ابھی

چلتا ہوں انہوں نے مزار اقدس پر مراقبہ کیا دیکھا کہ حضور قبر شریف میں پریشان خاطر ہیں اور ان قوالوں کی طرف اشارہ کر کے فرماتے ہیں۔

"ایں بدبختاں وقت مارا پریشان کردہ اند"

وہ واپس آئے اور قبل اس کے کہ عرض کریں فرمایا آپ نے دیکھا۔

"ملفوظات مولوی احمد رضا خان بریلوی جلد ا صہ ۱۰۱"

حضرت پیران پیر محبوب سبحانی شیخ عبد القادر جیلانی نے بھی بزرگان دین کے یوم وصال (عرس ، برسی وغیرہ) منانے کو ناجائز قرار دیا لہذا ان کیلئے گیارہویں کا ختم شریف بھی ناجائز ہوا۔

شاہ جیلانؒ نے یوم وصال کی یادگار منانے کو ناجائز قرار دیا ہے۔ آپ فرماتے ہیں۔

لَوْ جَازَ اَنْ يُّتَّخَذَ يَوْمَ مَوْتِهٖ يَوْمَ مُصِيْبَةٍ لَكَانَ يَوْمُ الْاِثْنَيْنِ اَوْلٰى بِذٰلِكَ اِذْ قَبَضَ اللّٰهُ تَعَالٰى فِيْهِ نَبِيَّهٗ مُحَمَّدًا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَذٰلِكَ اَبُوْ بَكْرٍ الصِّدِّيْقُ قُبِضَ فِيْهِ ثُمَّ لَوْ جَازَ اَنْ يُّتَّخَذَ هٰذَا الْيَوْمُ مُصِيْبَةً لَاتَّخَذَهُ الصَّحَابَةُ وَالتَّابِعُوْنَ لِاَنَّهُمْ اَقْرَبُ اِلَيْهِ

مِنَّا وَاَخَصُّ بِہٖ (غنیۃ الطالبین)

اگر امام حسینؓ کے یومِ شہادت کو رنج وغم کا دن منانا جائز ہوتا تو یہ بہت ہی مناسب تھا کہ پیر کے دن کو بہت ہی رنج وغم کا دن مقرر کیا جاتا کیونکہ اس دن میں حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر صدیقؓ نے وصال فرمایا ہے۔ مگر نہ یہ جائز ہے نہ وہ اور اگر یہ چیز جائز ہوتی تو صحابہ اکرام اور تابعین عظام پیر کے دن کو رنج وغم کا دن مقرر کر لیتے کیونکہ سب سے زیادہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے ساتھ خصوصی تعلق رکھنے والے یہی بزرگ تھے

حضرات! آپ نے ملاحظہ فرمایا کہ تو دپیرانِ پیر رحمۃ اللہ علیہ کسی کے وفات کے دن کو یادگار منانا ناجائز قرار دیتے ہیں۔ پیر صاحب کے اس فرمان سے آپ کا یوم وصال، گیارہویں منانا بھی ناجائز ہو گیا۔

عرس کے دوران رقص و سرود اور دیگر خرافات کی محفلوں کے جواز کیلئے زائرین کی طریقت کی آڑ میں بیہودہ تاویلیں

---

(۱) وہ قبر پر پیشانی رکھ دیں گے مگر کہیں گے تم اندھے ہو تم کیا جانو کہ ہم کس کو سجدہ کرتے ہیں۔ دراصل کعبہ سامنے آ گیا تھا اس لئے ہم نے فوراً خدا کے سامنے جبیں جھکا دی۔

(۲) عرس میں جب عورتوں کا ناچ دیکھیں گے اور نظارہ بازی سے لطف ہوں گے مگر کہیں گے کہ المجاز قنطرۃ الحقیقۃ (مجاز حقیقت کا پل ہے) تم کیا جانو کہ ہم اس حسن میں کون سا حسن تلاش کر رہے ہیں۔

(۳) وہ رات دن سازوں کے مشغلہ میں مگن ہونگے مگر کہیں گے کہ ان سازوں میں ہم خدا کی آواز سن رہے ہیں۔

(۴) وہ شراب تک پی جائیں گے مگر کہیں گے دراصل یہ شراب طہور کی یاد ہے بلکہ خود شراب طہور ہے۔

(۵) وہ بدکاری تک کر گزریں گے مگر کہیں خدا کی مرضی کے بغیر دنیا میں پتا تک نہیں حرکت کر سکتا۔

مندرجہ بالا بادہ گوئیاں سب شیطانی راستے ہیں جو سنگین سے سنگین تر گناہوں کی طرف جاتے ہیں۔

قبروں کو مساجد بنانے کیخلاف سخت ترین انتباہ!

چنانچہ اس ضمن میں حسب ذیل احادیث مبارکہ بیان کی جا رہی ہیں

پہلی حدیث

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي مَرَضِهِ الَّذِي لَمْ يَقُمْ مِنْهُ لَعَنَ اللهُ الْيَهُوْدَ وَالنَّصَارٰى اِتَّخَذُوْا قُبُوْرَ اَنْبِيَاءِهِمْ مَسَاجِدَ قَالَتْ فَلَوْ لَا ذَالِكَ لَاُبْرِزَ قَبْرُهُ غَيْرَ اَنَّهُ خَشِيَ اَنْ يُّتَّخَذَ مَسْجِدًا

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مرض الموت میں فرمایا اللہ تعالیٰ کی یہود اور نصاریٰ پر لعنت ہو جنہوں نے اپنے انبیاء کی قبروں کو مسجدیں بنایا حضرت عائشہ رض فرماتی ہیں اس خطرہ سے کہ کہیں آپ کی قبر کو مسجد کی شکل نہ دی جائے آپ کی قبر کھلی فضا میں نہ بنائی گئی (جبکہ اس کے لئے میرے حجرے کا انتخاب کیا گیا جس میں آپ فوت ہوئے تھے)

(بخاری (۳/۱۵۶، ۱۹۸، ۸/۱۱۴) مسلم (۲/۶۷) ابو عوانہ (۱/۳۹۹) احمد (۶/۸۰، ۱۲۱، ۲۵۵) مسند السراج (۳/۴۸/۲)

دوسری حدیث

عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رض قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ قَاتَلَ اللهُ الْيَهُوْدَ اِتَّخَذُوْا

حضرت ابو ہریرہ رض روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا یہود کو اللہ تباہ و برباد کرے جنہوں نے اپنے نبیوں کی قبروں کو مسجدیں بنا لیا

قُبُوْرَ اَنبِیَاءِ ھِمْ مَسَاجِدَ

بخاری (۴۲۲/۲) مسلم ابوعوانہ ابوداؤد (۷۱/۲) احمد (۲۸۴/۲، ۴۵۳، ۵۱۸)

تیسری حدیث

عَنْ عَائِشَةَ وَابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ تَعَالىٰ عَنْهُمَا اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ لَمَّا حَضَرَتْهُ الْوَفَاةُ جَعَلَ يُلْقِي عَلٰى وَجْهِهٖ طَرَفَ خَمِيْصَةٍ لَهٗ فَاِذَا اغْتَمَّ كَشَفَهَا عَنْ وَجْهِهٖ وَهُوَ يَقُوْلُ لَعْنَةُ اللهِ عَلَى الْيَهُوْدِ وَالنَّصَارٰى، اِتَّخَذُوْا قُبُوْرَ اَنْبِيَاءِهِمْ مَسَاجِدَ تَقُوْلُ عَائِشَةُ يُحَذِّرُ مِثْلَ الَّذِيْ صَنَعُوْا

حضرت عائشہ صدیقہ رضؓ اور عبداللہ بن عباس رضؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر جب موت کا وقت قریب پہنچا تو آپ اپنے چہرہ مبارک کو دھاری دار چادر کے کنارے سے بار بار ڈھانپ لیتے تھے لیکن جب آپ کا سانس گھٹنے لگتا تو آپ چادر کو چہرہ مبارک سے اتار دیتے اور بار بار فرماتے یہودیوں اور عیسائیوں پر اللہ کی لعنت ہو جنہوں نے اپنے نبیوں کی قبروں کو مسجدیں بنایا حضرت عائشہ رضؓ وضاحت فرماتی ہیں کہ آپ اپنی امت کو ان کی پیروی سے ڈرانا چاہتے ہیں۔

(بخاری (۴۲۲/۱، ۳۸۶/۶، ۱۱۶/۸) مسلم (۶۷/۲) ابوعوانہ (۱-۳۹۹) نسائی (۱۱۵/۱) دارمی (۳۲۶/۱) احمد (۲۱۸/۱، ۳۴/۶، ۲۵۷)

حافظ ابن حجر کی تشریح

حافظ ابن حجرؒ فرماتے ہیں کہ آپ کو یقین ہو گیا تھا کہ میں اس مرض میں اپنے خداوند حقیقی

سے جاملوں گا تو آپ کو خطرہ لاحق ہوا کہ کہیں میرے مرنے کے بعد یہ لوگ میری قبر کی تعظیم نہ کرنے لگ جائیں جیسا کہ ان سے پہلے لوگ قبروں کی تعظیم کرتے ہیں۔ آپ کا یہود و نصاریٰ پر لعنت بھیجنا اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ جو لوگ ان کے نقش قدم پر چلیں گے وہ بھی قابلِ مذمت ہیں۔

چوتھی حدیث

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تعالیٰ عَنْهَا قَالَتْ لَمَّا كَانَ مَرِضَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عليه وآلِهِ وَسَلَّمَ تَذَاكَرَ بَعْضُ نِسَائِهِ كَنِيسَةً بِأَرْضِ الْحَبَشَةِ يُقَالُ لَهَا مَارِيَةُ (وَقَدْ كَانَتْ أُمُّ سَلَمَةَ وَأُمُّ حَبِيبَةَ قَدْ أَتَتَا أَرْضَ الْحَبَشَةِ) فَذَكَرْنَ مِنْ حُسْنِهَا وَتَصَاوِيرِهَا قَالَتْ فَرَفَعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عليه وَسَلَّمَ رَأْسَهُ فَقَالَ أُولٰئِكَ إِذَا كَانَ فِيهِمُ الرَّجُلُ الصَّالِحُ بَنَوْا عَلَى قَبْرِهِ مَسْجِدًا ثُمَّ صَوَّرُوا تِلْكَ الصُّوَرَ أُولٰئِكَ شِرَارُ الْخَلْقِ عِنْدَ اللهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ جب نبی صلے اللہ علیہ وسلم مرض الموت میں مبتلا ہوئے تو آپ کی بعض بیویوں نے حبشہ کے ملک میں ماریہ نامی گرجا کا تذکرہ کیا (اُمّ سلمہ اور اُمّ حبیبہؓ حبشہ کے ملک میں رہ چکی تھیں) پس انہوں نے گرجے کی خوبصورتی اور اس کی تصویروں کا ذکر کیا سیدہ عائشہؓ فرماتی ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے ان کی اس بات کو سن کر اپنا سر اٹھایا اور فرمانے لگے یہ وہ لوگ ہیں کہ جب ان میں کوئی نیک آدمی فوت ہو جاتا تو اس کی قبر پر مسجد بنا لیتے تھے۔ اس کے بعد نیک لوگوں کی تصویریں بنا کر مسجد میں لٹکا دیتے تھے یہی وہ لوگ ہیں جو قیامت کے دن اللہ کے ہاں بدترین مخلوق سمجھے جائیں گے۔

(بخاری (۱/۱۶۴) ۲۲۴) مسلم (۲/۶۶) نسائی (۱/۱۱۵) احمد (۶/۵۱) بیہقی (۴/۸۰)

پانچویں حدیث

عَنْ جُنْدَبِ ابْنِ عَبْدِ اللّٰہِ الْبَجَلِیِّ اَنَّہٗ سَمِعَ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَبْلَ اَنْ یَّمُوْتَ بِخَمْسٍ وَھُوَ یَقُوْلُ قَدْ کَانَ لِیْ فِیْکُمْ اِخْوَۃٌ وَّاَصْدِقَاءُ وَاِنِّیْ اَبْرَأُ اِلَی اللّٰہِ اَنْ یَّکُوْنَ لِیْ فِیْکُمْ خَلِیْلٌ وَاِنَّ اللّٰہَ عزوجل قَدِ اتَّخَذَنِیْ خَلِیْلًا کَمَا اتَّخَذَ اِبْرَاھِیْمَ خَلِیْلًا وَلَوْ کُنْتُ مُتَّخِذًا مِنْ اُمَّتِیْ خَلِیْلًا لَاتَّخَذْتُ اَبَابَکْرٍ خَلِیْلًا اِلَا وَاِنَّ مَنْ کَانَ قَبْلَکُمْ کَانُوْا یَتَّخِذُوْنَ قُبُوْرَ اَنْبِیَاءِھِمْ وَصَالِحِیْھِمْ مَسَاجِدَ اَلَا فَلَا تَتَّخِذُوا الْقُبُوْرَ مَسَاجِدَ

حضرت جندب بن عبداللہ بجلیؓ روایت کرتے ہیں کہ میں نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے فوت ہونے سے پانچ دن پہلے سُنا آپ فرما رہے تھے کہ تم میں میرے بھائی اور دوست موجود ہیں اور میں اللہ تعالیٰ کی طرف اس بات سے برأت کا اظہار کرتا ہوں کہ تم میں میرا کوئی خلیل ہو اس لئے کہ اللہ تعالےٰ نے مجھے اپنا خلیل بنا لیا ہے جیسا کہ اس نے ابراہیم کو اپنا خلیل بنایا۔ اگر میں نے اپنی امت میں سے کسی کو خلیل بنانا ہوتا تو ابوبکر کو خلیل بناتا۔ یاد رکھو تم سے پہلے کچھ لوگ اپنے انبیاء اور نیک لوگوں کی قبروں پر مسجدیں بنایا کرتے تھے خبردار تم نے قبروں پر مسجدیں نہیں بنانا ہوگا میں تم کو اس بات سے روک رہا ہوں۔

(مسلم (۲/۶۷-۶۸) ابوعوانہ (۱/۴۰۱) والسیاق لہا طبرانی کبیر (۱/۸۴ ۲۸)۔

لہ میں اس سے روکتا ہوں اور اس کا انکار کرتا ہوں اور خلیل وہ انسان ہے جو اپنے آپ کو صرف اللہ تعالیٰ کی طرف راغب کرتا ہے۔ خلیل کا اشتقاق بعض اہل لغت کے نزدیک خلۃ بفتح خاء سے ہے جس کا معنیٰ حاجت ہے اور بعض اہل لغت کے نزدیک خلۃ بضم الخاء سے ہے جس کا معنیٰ دل میں محبت کا داخل ہونا ہے پس نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بات کی نفی فرما دی ہے کہ آپ غیر اللہ کے محتاج ہوں یا ان کی طرف راغب ہوں۔ نووی شرح مسلم ۱۲

چھٹی حدیث

عَنِ الْحَارِثِ النجرانی قَالَ سَمِعْتُ النَّبِیَّ صلی اللہ عَلَیْہِ وسلم قَبْلَ اَنْ یَمُوْتَ بِخَمْسٍ وَھُوَ یَقُوْلُ اَلَا وَاِنَّ مَنْ کَانَ قَبْلَکُمْ کَانُوْا یَتَّخِذُوْنَ قُبُوْرَ اَنْبِیَاءِھِمْ وَصَالِحِیْھِمْ مَسَاجِدَ فَلَا تَتَّخِذُوا الْقُبُوْرَ مَسَاجِدَ اِنِّیْ اَنْھَاکُمْ عَنْ ذَالِکَ

حضرت حارث نجرانی رضؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے وفات سے پانچ روز پہلے سُنا۔ فرمارہے تھے خبردار تم سے پہلے لوگ انبیاء اور صالحین کی قبروں کو مسجدیں بنالیتے تھے دیکھنا تم قبروں کو مسجد نہ بنائیں میں سختی کے ساتھ تم کو اس بات سے روک رہا ہوں

ابن ابی شیبہ (۸۳/۲) اس کی سند مسلم کی شرط کے مطابق صحیح ہے۔ ۱۲۰

۲؎ معافری یمنی چادریں معافر کی طرف منسوب تھیں معافر یمن میں ایک قبیلہ کا نام ہے۔

ساتویں حدیث

عَنْ اُسَامَۃَ ابْنِ زَیْدٍ اَنَّ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم قَالَ فی مرضہٖ اَلَّذِیْ مَاتَ فیہ اُدْخِلُوْا عَلَیَّ اَصْحَابِیْ فَدَخَلُوْا عَلَیْہِ وَھُوَ مُتَقَنِّعٌ بِبُرْدَۃٍ مَعَافِرِیٍّ[۲] فَکَشَفَ الْقِنَاعَ فَقَالَ لَعَنَ اللہُ الْیَھُوْدَ وَالنَّصَارٰی اِتَّخَذُوْا قُبُوْرَ انبیاءِھِمْ مَسَاجِدَ[۱]

حضرت اسامہؓ بن زید کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے صحابہ کو میرے پاس لاؤ چنانچہ آپ کے صحابہ آپکی خدمت میں پہنچے تو آپ معافری چادر لپیٹے ہوئے تھے۔ آپ نے چادر کو اتارا اور فرمایا یہودیوں اور عیسائیوں پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو۔ جنہوں نے اپنے انبیاء کی قبروں کو مسجدیں بنالیا۔

۱؎ مسند طیالسی (۱۱۳/۲) احمد (۲۰۴/۵) طبرانی کبیر (ج الف ق ۱/۲۲)

آٹھویں حدیث

عَنْ اَبِی عُبَیْدَۃَ ابن الجراح قَالَ آخِرُ ما تکلّم بہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم اخرجوا یَھُوْدَ اَھْلِ الحجاز وَاَھْلِ النجرانِ مِنْ جَزِیْرَۃِ الْعَرَبِ وَاعْلَمُوْا اَنَّ شِرَارَ النَّاسِ الَّذِیْنَ اتخذوا (فی روایۃٍ) یَتَّخِذُوْنَ[۱] قُبُوْرَ اَنْبِیَاھِمْ مَسَاجِدَ[۱]

حضرت ابو عبیدہؓ بن جراح کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلعم کی آخری کلام یہ تھی کہ اہل حجاز اور اہل نجران کے یہود کو جزیرۃ العرب سے نکال دو۔ اور یاد رکھو بدترین وہ لوگ ہیں جو اپنے انبیاء کی قبروں کو مسجدیں بنائیں گے۔

[۱] احمد (رقم ۱۶۹۱، ۱۶۹۴) مشکل الآثار طحاوی (۴/ ۱۳) بسند صحیح۔ مجمع الزوائد (۵/ ۳۲۵) رواہ احمد باسانید (الاصل باسنادین) دونوں سندوں کے راوی ثقہ ہیں۔

نویں حدیث

عَنْ زَیْدِ بْنِ ثَابِتٍ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ اَنَّ رَسُوْلَ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ لَعَنَ اللہُ و فی روایۃٍ قَاتَلَ اللہُ الْیَھُوْدَ اتَّخَذُوْا قُبُوْرَ اَنْبِیَاءِ ھِمْ مَسَاجِدَ

حضرت زید بن ثابت روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہود پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو اور دوسری روایت میں فرمایا کہ یہود کو اللہ تعالیٰ تباہ و برباد کرے جنہوں نے اپنے انبیاء کی قبروں کو مسجدیں بنایا۔

(احمد (۵/ ۱۸۴، ۱۸۶)

دسویں حدیث

عَنْ اَبِی هُرَیْرَۃَ قَالَ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلّے

قَالَ رَسُولُ اللهِ صلى الله عليه وَسَلَّمَ اَللّٰهُمَّ لَا تَجْعَلْ قَبْرِیْ وَثَنًا لَعَنَ اللهُ قَوْمًا اِتَّخَذُوْا قُبُوْرَ اَنْبِيَاءِهِمْ مَسَاجِدَ

اللہ علیہ وسلم نے دعا فرمائی اے اللہ! میری قبر کو بُت نہ بنانا اس قوم پر اللہ تعالیٰ کی لعنت نازل ہو جو انبیاء کی قبروں کو مسجدیں بناتے ہیں۔

(احمد (رقم ۷۳۵۲) ابن سعد (۲/۲۴۱-۲۴۲) لمفضل جندی (۱/۶۶) الحلیۃ لابی نعیم بسند صحیح (۷/۳۱۷) ابن ابی شیبہ شاھد مرسل عن زید بن اسلم واسنادہ قوی (۱۴۱/۴) مؤطا امام مالکؒ (۱/۱۸۵-۱۸۶) ابن سعد عن عطاء ابن یسار مرفوعاً وسندہ صحیح (۲/۲۴۰-۲۴۱)

گیارھویں حدیث

عَنْ عبدِ اللهِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اِنَّ مِنْ شِرَارِ النَّاسِ مَنْ تُدْرِكُهُ السَّاعَةُ وَهُمْ اَحْيَاءٌ وَمَنْ يَّتَّخِذُ الْقُبُوْرَ مَسَاجِدَ

حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ روایت بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا۔ فرماتے تھے وہ لوگ بدترین ہیں۔ جن کی زندگی میں ان پر قیامت قائم ہوگی اور وہ لوگ جو قبروں کو مسجدیں بنائیں گے۔

(مصنف ابن ابی شیبہ طبع الھند (۳/۱۴۰) (رقم ۳۸۴۴، ۴۱۴۳) اخبار اصبہان لابی نعیم باسنادِ حسن (۱/۱۴۲) احمد بسند آخر حسن بما قبلہ (رقم ۴۳۴۲) حدیث مجموعی لحاظ سے صحیح ہے۔ اور حدیث کا پہلا حصہ صحیح بخاری (۱۵/۱۳) میں بھی مذکور ہے)۔

قبروں کو مسجدیں بنانے کا مطلب

قبور کو مساجد بنانے کے تین مفہوم سمجھے جا سکتے ہیں۔
اولاً یہ کہ قبروں پر نماز پڑھنا۔ یعنی قبروں کو سجدہ کرنا۔ دوئم یہ کہ قبروں کی طرف منہ کر کے عبادت کرنا دعا کرنا بلکہ ان کو قبلہ تصور کرنا۔ سوئم یہ کہ قبروں پر مساجد تعمیر کر کے ان میں نماز پڑھنا۔
اکثر علماء متذکرہ بالا تینوں معانی کو درست خیال کرتے ہیں۔ مگر بعض اوّل اور دوئم پر زور دیتے ہیں مثلاً۔

(۱) ابن حجر ہیتمی الزواجر کتاب (۱/۱۲۱) میں لکھتے ہیں کہ قبر کو مسجد بنانے کا مطلب قبر پر نماز پڑھنا یا اس کو قبلہ بنا کر نماز پڑھنا۔ اور سجدہ کرنا ہے۔

(۲) علامہ صنعانی اپنی کتاب سبل السلام (۱/۲۱۴)
قبر کو مسجد بنانے کا مطلب ہے قبر کو سجدہ گاہ بنانا لہٰذا میری رائے میں عام استعمال کے لحاظ سے دونوں معنی اس میں شامل ہیں۔ اگرچہ امام شافعیؒ اس کے تیسرے معنی کو بھی اس میں شامل کرتے ہیں۔

(۳) علامہ مناوی مذکورہ تیسری حدیث کی تشریح کرتے ہوئے فیض القدیر میں لکھتے ہیں کہ انہوں نے قبروں کو باطل اعتقادات کے پیش نظر قبلہ بنا یا۔ اس بات کا مترادف ہے کہ انہوں نے قبروں پر مسجدیں تعمیر کیں اور پھر آگے اس کے ہم معنی ہے کہ مسجدوں میں قبریں تعمیر کرنا اس بناء پر یہود

نصاریٰ کا ملعون ہونا واضح ہو جاتا ہے۔

(۴) قاضی بیضاوی فرماتے ہیں کہ یہود انبیاء کی تعظیم کے پیش نظر ان کی قبروں پر سجدہ ریز ہو جاتے تھے اور اپنی نمازوں میں ان قبروں کو قبلہ ٹھہراتے تھے۔ جیسا کہ کفار بتوں کے سامنے سجدہ ریز ہو جاتے ہیں اور نمازوں میں ان کو قبلہ ٹھہراتے ہیں۔ اور ان پر اللہ تعالیٰ کی لعنت پرستی ہے۔

(۵) شیخ علی قاری المرقات (۲/۳۷۲) میں لکھتے ہیں کہ چونکہ اس میں مبالغہ آمیز تعظیم ہے اور بظاہر یوں معلوم ہوتا ہے کہ اس قبر والے کو معبود حقیقی کا مرتبہ حاصل ہو گیا ہے۔ اگر یہ تعظیم صاحب قبر کی ہے تو تعظیم کرنے والا کافر ہو جائے گا۔

(۶) حافظ عراقی المناوی فی فیض القدیر (۵/ ۲۷۴) میں لکھتے ہیں کہ اگر کوئی شخص اس غرض سے مسجد بناتا ہے کہ اسے مسجد کے احاطہ میں دفن کیا جائے تو وہ انسان ملعون ہے کیونکہ مسجد کی حد میں دفن کرنا حرام ہے اور دفن کی شرط مسجد کے وقف کے خلاف ہے پس معلوم ہوا کہ دین اسلام میں مسجد اور قبر دونوں کا اجتماع نہیں ہو سکتا اور اس نظریہ کی تائید مذکورہ بالا چوتھی حدیث سے بھی ہو رہی ہے جس کا مفہوم یہ ہے کہ یہ وہ لوگ ہیں کہ جب ان میں کوئی نیک آدمی فوت ہو جاتا تھا تو اس کی قبر پر مسجد بنا دیتے تھے۔ پس یہ لوگ اللہ کے نزدیک بدترین مخلوق ہیں۔ پس یہ حدیث انبیاء و صالحین کی قبروں پر مساجد بنانے کی حرمت میں تصریح ہے اور یہ عمل صاف طور پر احکام نبویہ کے خلاف ہے۔

بارہویں حدیث

قبروں پر مساجد بنانے اور چراغ جلانے اور قبروں کی زیارت کرنیوالی عورت پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لعنت فرمائی ہے۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ لَعَنَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ زَائِرَاتِ الْقُبُوْرِ وَالْمُتَّخِذِیْنَ عَلَیْہَا الْمَسَاجِدَ وَ السُّرُجَ۔

حضرت ابن عباس رضؓ روایت کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے قبروں کی زیارت کرنے والی عورتوں پر لعنت فرمائی۔ اور قبروں پر مسجدیں بنانے والوں پر لعنت کی اور قبروں پر چراغ جلانے والوں پر لعنت کی۔ (ابوداؤد، ترمذی، نسائی)

اس حدیث میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تین کام کرنے والوں پر لعنت فرمائی ہے۔ آپ کو غور کرنا چاہیئے کہ جس کام پر حضور رحمت العالمین لعنت بھیجیں وہ کتنا بُرا ذبوں اور حرام ہوگا قبروں کی زیادت کرنے والی عورتوں کو حضرت انورؐ نے ملعون کہا ہے پھر وہ عورتیں کتنی گنہگار ہیں جو قبروں کے عرس پر حاضری دیتی ہیں ان عرسوں کے علاوہ ہر جمعرات کے دن بزرگوں کے روضوں پر سلام کرتے جاتی ہیں۔

پھر قبروں پر مسجدیں بنانے والے بھی ملعون ہیں قبرستان میں نماز پڑھنی منع ہے حضور فرماتے ہیں۔ اَلْاَرْضُ كُلُّهَا مَسْجِدٌ اِلَّا الْمَقْبَرَةُ

تمام روئے زمین مسجد ہے یعنی سب جگہ نماز جائز ہے سوائے قبرستان کے۔ (ابوداؤد)

جب قبرستان میں نماز پڑھنی ہی منع ہوئی تو مسجد بنانے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا پھر اگر کوئی کسی بزرگ وغیرہ کی تعظیم کے لئے مسجد بنائے تو یہ کفر ہے کہ خدا کا گھر اہلِ قبر کی خوشنودی کے لئے بناتا ہے۔ اور قبروں

پر مسجدیں بنانے کے ایک معنی یہ ہیں کہ جو معاملہ مسجد میں خدا کے ساتھ کیا جاتا ہے وہ معاملہ قبروں کے ساتھ کرنے لگ جائیں پس ایسا شخص حضورؐ کی زبان پر ملعون ہے۔ (مزید تفصیل زیر عنوان "قبروں پر مساجد بنانے کا مطلب")

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قبروں پر چراغ جلانے والوں پر بھی لعنت فرمائی ہے ہاں تو وہ عورتیں اور مرد گدی نشین اور مجاور جو قبروں پر چراغ جلاتے ہیں اور جو مولوی واعظ پیر، درویش، لوگوں کو قبروں پر چراغ جلانے کی رغبت دلاتے ہیں سب کے سب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مذکورہ حدیث کے مطابق لعنتی ہیں ان لوگوں کو نبی رحمتؐ کی تخویف سے لرزہ براندام ہو کر قبروں پر چراغ جلانے سے باز آجانا چاہیئے۔

اگر کوئی اس نیت سے چراغ جلاتا ہے کہ صاحب قبر بزرگ خوش ہوگا۔ بلا ٹلے گی یا حاجت بر آئے گی۔ تو ایسا شخص چراغ جلانے کے گناہ کا بار اٹھانے کے علاوہ دوئی کی ظلمتوں سے بھی دوچار ہو جائے گا۔

جاہلانہ اعتراض کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر کو جب مسجد نبوی میں شامل کیا گیا۔ تو نہ کسی صحابیؓ نے روکا اور نہ کسی عالم نے مخالفت کی۔ بالکل بے بنیاد ہے

تاریخ ابن جریر (۵/۲۲۲-۲۲۳) اور تاریخ ابن کثیر (۹/۷۴-۷۵) کے مطالعہ سے یہ وضاحت ہوتی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر کو ولید بن عبدالملک کے عہد خلافت (۸۶ھ تا ۹۶ھ) میں مسجد نبوی میں داخل کیا گیا۔ ۸۸ھ میں ولید نے حاکم مدینہ عمر بن عبدالعزیز کو حکم دیا کہ مسجد نبویؐ از سر نو تعمیر کی جائے۔ چنانچہ اس نے حسب الحکم خلیفہ امہات المؤمنین کے حجرے اور دیگر ملحقہ مقامات خرید کر مسجد نبویؐ کے رقبہ میں اضافہ کیا۔ چنانچہ حضرت عائشہ صدیقہؓ کا روضہ بھی جس میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مدفون تھے مسجد میں داخل کر دیا گیا۔ اس طرح آپ کی قبر شریف مسجد نبویؐ میں داخل ہو گئی۔

علامہ حافظ ابن عبدالہادی ؒ "الصارم المنکی" (ص ۱۳۶-۱۳۷) میں لکھتے ہیں کہ صحابہؓ کی وفات کے بعد ولید بن عبدالملک

کی خلافت میں سیدہ عائشہ رضؓ کے حجرہ کو مسجد نبوی میں داخل کیا گیا۔
صحابہ کرام رضؓ میں سب سے آخر میں جابر بن عبد اللہ رضؓ نے ۷۸ھ میں عبد الملک کی خلافت کے دور میں وفات پائی۔ اگرچہ صاحب مشکوٰۃ شریف نے جابر بن عبد اللہ کا سن وفات ۷۴ھ تحریر کیا ہے تاہم وہ ہر لحاظ سے ولید بن عبد الملک کے دور خلافت کے وقت حیات نہیں تھے جہاں تک علماء کا تعلق ہے حافظ ابن کثیرؒ اپنی کتاب میں الہدایہ والنہایہ (ج ۹/ص ۷۴) میں قبر نبوی کو مسجد میں داخل کرنے کے واقعہ کو نقل کرتے ہوئے لکھا ہے کہ اس وقت سعید بن مسیب رضؓ (المتوفی ۹۳ھ بمطابق مشکوٰۃ شریف) موجود تھے۔ یہ ایک بہت بڑے عالم اور فقیہ تابعیؒ تھے اس تبدیلی پر ضرور ناراض ہوئے اور اس کا انکار کیا مگر خلیفہ وقت کے احکام کے پیش نظر ان کی بات مانی نہ گئی۔ بلکہ اس وقت کے حاکم مدینہ حضرت عمر بن عبد العزیزؒ جو خوف خدا سے رات بھر رو رو کر عبادت کرنے والے تھے بھی ضرور ان کی مخالفت کی ہو گی مگر خلیفہ کے ماتحت ہونے کی صورت میں ان کی بھی نہ سنی گئی ہو گی۔

مختصراً یہ کہ اس وقت کے علماء کرام اور دیگر سلف صالحین نے انکار کیا ہو گا۔ مگر ولید بن عبد الملک نے اس میں بہتری سمجھی ہو گی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تاکیداً احکام کہ میری قبر کو بت نہ بنایا جائے یعنی اوپر مسجد بنا کر مسجدے کرنے شروع کر دیئے جائیں کو سہواً نظر انداز کر دیا ہو گا۔

ایک بات قابلِ غور یہ بھی ہے کہ اگرچہ ولید بن عبدالملک فتوحات اور اصلاحات کی کامیابی کی بناء پر بڑے مشہور خلیفہ ہو گزرے ہیں تاہم وہ جاہل تھے اور علم نبی دولت سے بے بہرہ تھے۔ ممکن ہے اسی وجہ سے لاشعوری طور پر وہ سنتِ رسول پر کما حقہٗ عمل کرنے سے قاصر رہے ہوں

تواریخ مذکورہ سے یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ مسجد نبوی کی تعمیر و مرمت سنہ ۹۱ھ میں پایۂ تکمیل کو پہنچی۔

ولید نے دمشق سے کاریگر بھیجے۔ قیصر روم کو مسجد نبوی کی تعمیر کا علم ہوا تو اس نے سونے کی کثیر مقدار۔ ایک سو کاریگر مینت کاری کے سامان سے لدے ہوئے چالیس اونٹ تحفہ کے طور پر بھیجے۔ سنہ ۹۱ھ میں جب مسجد مکمل ہوئی تو ولید خود اسے دیکھنے مدینہ منورہ گیا۔

یاد رہے کہ حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصال کے وقت بیشتر صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین موجود تھے۔ تو آپ کو مسجد کے کنارے سیدہ عائشہ صدیقہ رضہ کے حجرہ میں دفن کیا گیا۔ صحابہ کرام رضہ نے آپ کو حجرہ میں اس لئے دفن کیا تاکہ کوئی اس پر مسجد تعمیر نہ کرے۔ نیز حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان تھا کہ نبی جہاں فوت ہوں اسی جگہ دفن کئے جاتے ہیں۔ چنانچہ دفن کے وقت حجرہ اور مسجد نبوی کے درمیان دیوار حائل تھی جس میں دروازہ لگا ہوا تھا جس سے آپ مسجد میں داخل ہوا کرتے تھے۔ ان حالات میں صحابہ کرام رضہ کے وہم

گمان میں بھی نہیں تھا کہ کسی دن قبر نبویؐ کو مسجد نبویؐ میں داخل کر لیا جائے گا۔

مختصراً یہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر کو مسجد نبویؐ میں داخلے کو روکنے کے نہ صحابہ کرامؓ ذمہ دار ہیں اور نہ ہی سلف الصالحین کے علماء کرام۔ بلکہ یہ سارا کام خلیفہ وقت ولید بن عبد الملک کے حکم پر ہوا جس نے مسجد کے تعمیری جذبہ سے سرشار ہو کر احادیث رسولؐ کی بھی پروا نہ کی۔ آگے اس کام کی جزا و سزا اس جل شانہ کے ہاتھ میں ہے۔ ممکن ہے خلیفہ وقت کی نیک نیتی پر اسے اجر عظیم سے نوازا جائے۔

(آمین)

یہ کہنا کہ قبروں پر چراغ جلانیوالے پر لعنت کی متعلقہ حدیث میں لفظ "علیٰ" کے معنی صرف قبر کے اوپر دکی سطح مراد ہے۔ بالکل غلط فہمی ہے۔

ایک دوسرے مکتبۂ فکر کے مفتی مسمی احمد یار خاں گجراتی نے جو یہ فتوے صادر فرمایا ہے کہ چونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیث مبارکہ متعلقہ میں عربی لفظ علیٰ ارشاد فرمایا ہے جس کے معنی (اُوپر کی سطح) کے ہوتے ہیں۔ لہٰذا قبروں کے آس پاس چراغ جلانا جائز ہے یہ بالکل گمراہ کن اور خانہ ساز بات ہے کیونکہ ذیل کے قرآنی اور حدیث کے حوالہ جات سے ثابت ہوتا ہے کہ "علیٰ" کے معنی (اوپر کی سطح) کے علاوہ آس پاس یا نزدیک کے بھی ہوتے ہیں۔ لہٰذا چراغ نہ اوپر جلانا جائز ہے اور نہ آس پاس۔

قرآن مجید کی آیات مبارکہ جن میں "علیٰ" کے معنی آس پاس یا نزدیک کے ہیں

وَلَا تُصَلِّ عَلٰٓى اَحَدٍ مِّنۡهُمۡ مَّاتَ اَبَدًا وَّلَا تَقُمۡ عَلٰى قَبۡرِهٖ ؕ اِنَّهُمۡ كَفَرُوۡا بِاللّٰهِ وَرَسُوۡلِهٖ وَمَاتُوۡا وَهُمۡ فٰسِقُوۡنَ (التوبہ ۸۴)

اور اے رسول ان میں سے کوئی مر جائے اسکا نماز جنازہ نہ پڑھیں

اور نہ اس کی قبر پر کھڑے ہوں وہ اللہ اور اس کے رسول سے
فاسق ہو کر مرے ہیں۔
یہاں پر "علی" کا معنی قبر کے اوپر چڑھ کر نہیں بلکہ اس کے ارد گرد ہے

٢- اَوْ كَالَّذِیْ مَرَّ عَلٰی قَرْیَةٍ وَّهِیَ خَاوِیَةٌ عَلٰی عُرُوْشِهَا
(البقرۃ ٢٥٩)

ترجمہ: یا تو نے اس شخص کو نہ دیکھا جس کا گذر ایک بستی پر ایسی حالت میں ہوا کہ وہ چھتوں پر گری پڑی تھی۔
کیا یہاں "علی" کا مطلب گری پڑی چھتوں پر گذرتے ہوئے جانا مطلب ہے نہیں بلکہ یہاں بھی آس پاس سے گذرتے ہوئے جانا مطلب ہے۔

(٣) وَلَمَّا وَرَدَ مَآءَ مَدْیَنَ وَجَدَ عَلَیْهِ اُمَّةً مِّنَ النَّاسِ یَسْقُوْنَ
ترجمہ: اور (موسیٰ علیہ السلام) جب مدین کے پانی پر پہنچے تو وہاں کی ایک جماعت کو (مویشیوں کو) پانی پلاتے ہوئے پایا (القصص ٢٤)
یہاں بھی (علی) سے مراد پانی (کنویں) کے ارد گرد یا پاس

(٤) فَجَآءَتْهُ اِحْدٰىهُمَا تَمْشِیْ عَلَى اسْتِحْیَآءٍ
(القصص ٢٥)

پھر ان دونوں عورتوں میں سے ایک شرم و حیا کے ساتھ چلتی ہوئی۔ ان (موسیٰ علیہ السلام) کے پاس آئی۔

(٥) وَجَآءَ اِخْوَةُ یُوْسُفَ فَدَخَلُوْا عَلَیْهِ فَعَرَفَهُمْ وَهُمْ لَهٗ مُنْكِرُوْنَ
(یوسف: ٥٨)

ترجمہ: اور یوسف کے بھائی (مصر) آئے، پھر اس کے پاس پہنچے

سو یوسف نے ان کو پہچان لیا اور انہوں نے یوسف ؑ کو نہیں پہچانا
یہاں بھی "علیٰ" سے مراد نزدیک یا پاس ہے)
مگر اس سورۃ میں ہی "علیٰ" کے معنی اوپر (سطح) کے بھی ہیں
مثلاً:-

(٦) وَجَآءُوْ عَلٰی قَمِیْصِهٖ بِدَمٍ كَذِبٍ
(یوسف : ١٨)

ترجمہ: اور وہ سب یوسف کی (قمیص) پر جھوٹ موٹ کا خون لگا لائے۔

احادیث مبارکہ (مثالیں) جن میں علیٰ کے معنی پاس یا نزدیک کے ہیں

(١) عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ قَالَ دَخَلْتُ عَلٰی عَآئِشَةَ فَقُلْتُ یَا اُمَّاهُ اكْشِفِیْ لِیْ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَصَاحِبَیْهِ فَكَشَفَتْ عَنْ ثَلٰثَةِ قُبُوْرٍ لَا مُشْرِفَةٍ وَّلَا لَاطِئَةٍ مَّبْطُوْحَةٍ بِبَطْحَآءِ الْعَرْصَةِ الْحَمْرَآءِ۔ (رَوَاهُ اَبُوْدَاؤد)

قاسم بن محمد سے روایت ہے کہا میں حضرت عائشہ کے پاس گیا اور کہا اے میری ماں میرے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے دونوں ساتھیوں کی قبر کھولدے اس نے تین قبروں کو کھولا نہ بہت بلند تھیں اور نہ بالکل متصل زمین کے ساتھ بچھی ہوئی تھیں۔ بطحا کی سرخ کنکریاں۔

(روایت کیا اس کو ابو داؤد نے)

اگرچہ اس حدیث کا اُردو ترجمہ اس باب میں پہلے دیا جا چکا ہے تاہم (علیٰ) کے معانی کی وضاحت کے لئے عربی میں اسے دوبارہ تحریر کر دیا گیا ہے۔ صاف ظاہر ہے کہ راوی قاسمؒ ابن محمدؒ (بن حضرت ابوبکر صدیقؓ) اپنی پھوپھی حضرت عائشہؓ کے پاس گیا۔

(۲) عَنْ اَنَسٍ قَالَ شَهِدْنَا بِنْتَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تُدْفَنُ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَالِسٌ عَلَى الْقَبْرِ فَرَاَيْتُ عَيْنَيْهِ تَدْمَعَانِ فَقَالَ هَلْ فِيْكُمْ مِّنْ اَحَدٍ لَّمْ يُقَارِفِ اللَّيْلَةَ فَقَالَ اَبُوْطَلْحَةَ اَنَا قَالَ فَانْزِلْ فِيْ قَبْرِهَا فَنَزَلَ۔ (رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ)

انسؓ سے روایت ہے کہا میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی کو دفن کرنے کے وقت حاضر تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قبر کے پاس بیٹھے ہوئے تھے میں نے آپ کی دونوں آنکھوں کو دیکھا وہ آنسو بہاتی ہیں فرمایا تم میں سے کوئی ہے جس نے آج رات اپنی بیوی سے صحبت نہ کی ہو ابوطلحہ نے کہا میں ہوں آپ نے فرمایا تو قبر میں اتر پس وہ اُترے۔

(روایت کیا اسکو بخاری نے)

اس حدیث مبارکہ میں بھی (علیٰ) قبر کا معنی قبر کے پاس ہے نہ کہ قبر کے اوپر (سطح پر)

(۳) عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ قَالَ صَلَّيْتُ وَرَآءَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى امْرَاَةٍ مَّاتَتْ فِيْ نِفَاسِهَا فَقَامَ وَسَطَهَا (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

سمرہؓ بن جندب سے روایت ہے کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے نماز جنازہ پڑھی ایک عورت پر جو اپنے نفاس میں مر گئی تھی آپ اس کے وسط میں کھڑے ہوئے۔

یہاں پر بھی (علی) امراۃ کے معنی ہیں۔ نماز جنازہ پڑھی عورت کی میت کے پاس نہ کہ عورت کی میت کے اوپر۔

(۴) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ صَلّٰی عَلٰی جَنَازَةٍ ثُمَّ اَتَی الْقَبْرَ فَحَثٰی عَلَیْهِ مِنْ قِبَلِ رَأْسِهِ ثَلَاثًا۔ (رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ)

ابو ہریرہؓ سے روایت ہے بیشک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک جنازہ پر نماز پڑھی پھر قبر کے پاس آئے اور سر کی طرف سے تین لپ مٹی ڈالی۔ روایت کیا اس کو ابن ماجہ نے۔

یہاں کی صلی علی جنازۃ کے معنی ہیں جنازہ کے نزدیک نماز پڑھی نہ کہ اوپر میت کے۔

(۵) عَنْ جَابِرٍ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الطِّفْلُ لَا یُصَلّٰی عَلَیْهِ وَلَا یَرِثُ وَلَا یُوْرَثُ حَتّٰی یَسْتَهِلَّ رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ وَابْنُ مَاجَةَ اِلَّا اَنَّهٗ لَمْ یَذْکُرْ وَلَا یُوْرَثُ۔

جابرؓ سے روایت ہے بیشک نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بچہ اس پر نماز جنازہ نہ پڑھی جائے نہ وارث ہوگا اور نہ اس کا کوئی وارث بن سکے گا۔ یہاں تک کہ آواز کرے۔ روایت کیا اس کو ترمذی اور ابن ماجہ نے مگر ابن ماجہ نے لا یورث کے الفاظ نقل نہیں کیے۔

یہاں بھی لفظ علیہ استعمال ہوا ہے جس کا معنی ہے اس کے پاس نماز جنازہ۔ نہ کہ اس کی میت کے اوپر نماز جنازہ۔

(۶) عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا صَلَّیْتُمْ عَلَی الْمَیِّتِ فَاَخْلِصُوْا لَہُ الدُّعَاءَ
(رَوَاہُ اَبُوْدَاوٗدَ وَابْنُ مَاجَۃَ)

ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس وقت تم میت پر نماز جنازہ پڑھو اس کے لیے خالص دعا کرو۔ روایت کیا اس کو ابو داؤد اور ابن ماجہ نے۔

یہاں بھی میّت پر نماز جنازہ کا مطلب ہے میت کے پاس یعنی (علیٰ) کا مطلب یہاں بھی پاس یا نزدیک سے ہے۔

(۷) عَنْ جَابِرٍ قَالَ نَھٰی رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنْ یُّجَصَّصَ الْقُبُوْرُ وَاَنْ یُّکْتَبَ عَلَیْھَا وَاَنْ تُوْطَاَ۔ (رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ)

جابرؓ سے روایت ہے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع کیا ہے کہ قبریں پختہ بنائی جائیں۔ اور یہ کہ ان پر لکھا جائے اور یہ کہ ان کو روندا جائے۔ روایت کیا اس کو ترمذی نے۔

یہاں قبروں پر لکھنے کے لئے لفظ (علیٰ) یا عَلَیْھَا استعمال ہوا ہے اس کے بھی معنی چراغ نہ جلانے والی حدیث جیسے ہیں کیونکہ یہاں بھی مطلب ہے کہ نہ قبر کی سطح پر لکھا جائے اور نہ ہی کسی پتھر کی تختی پر لکھ کر سرہانے نصب کیا جائے یعنی تحریر نہ قبر کے اوپر ہو اور نہ آس پاس۔ افسوس کہ بدعتوں کی حوصلہ افزائی کرنے والوں نے اس میں بھی بے تکی منطق چلا کر قبروں کے سرہانے پر سنگ مرمر یا دوسرے

پتھروں کی سلوں پر لکھا کر گاڑنے کو جائز قرار دیا ہوا ہے۔ چنانچہ قبرستانوں میں سے گزرنے والے ناظرین اس قسم کی بیشمار سنگمرمر تختیوں کا مشاہدہ فرمائیں گے۔

مندرجہ بالا امثال سے یہ حقیقت پایہ ثبوت کو پہنچتی ہے کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے قبروں پر چراغ جلانے والے پر لعنت کی حدیث مبارکہ اور قبروں پر لکھائی کی حدیث مبارکہ میں 'علی' کے ہر دو مطالب پیش نظر رکھے۔ لہٰذا خود ساختہ لفظی مطلب سامنے رکھ کر ان بدعات کی حوصلہ افزائی کرنا قابل صد افسوس ہے۔ امام الانبیاء خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں خواہ مخواہ میں میخ نکال کر غلط وضاحت کرنا ان کے احکامات کو جھٹلانے کی بے جا کوشش ہے (اللہ رب العزت ایسے فتنوں سے بچائے)

حضورِ انور صلی اللہ علیہ وسلم کے صریح احکامات کے باوجود عجیب و غریب استدلال پر فتوے

قبر پر چراغ ولوبان اور اگر بتی

کسی بزرگ کے مزار پر لوبان جلانا شرح شریف میں کیا حکم رکھتا ہے اور جو شخص جلانے والے کو فاسق اور بدعتی کہے اس کا کیا حکم ہے۔

الجواب: عود۔ لوبان وغیرہ کوئی چیز نفس قبر پر رکھ کر جلانے سے احتراز چاہیئے۔ اگرچہ کسی برتن میں ہو۔ لما فیہ من التفاؤل القبیح بطلوع الدخان من علی القبر والعیاذ باللہ۔

صحیح مسلم شریف میں حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے۔ اِنَّہٗ قَالَ لابنہ وَھُوَ فی سیاقِ الموتِ اِذا انا متُّ فلا تصحبنی نائحۃٌ وَّلا نارٌ۔ الحدیث۔ شرح المشکوٰۃ للامام ابن حجر المکی میں ہے لانھا من التفاؤل القبیح مرقاۃ۔ شرح مشکوٰۃ میں ہے انھا سبب للتفاؤل القبیح اور قریب قبر سلگانا اگر وہاں نہ کچھ لوگ بیٹھے ہوں نہ کوئی تالی یا ذاکر ہو بلکہ صرف قبر کے لئے جلا کر چلا آئے تو ظاہر منع ہے کہ اسراف و اضاعتِ مال ہے۔

میت صالح اس غرفے کے سبب جو اس کی قبر میں جنت سے کھولا جاتا ہے اور بہشتی نسیمیں، بہشتی پھولوں کی خوشبوئیں لاتی ہیں دنیا کے اگر دلوبان سے غنی ہے اور معاذ اللہ دوسری حالت میں ہے اسے اس سے انتفاع نہیں تو جب تک سند مقبول سے نفع معقول نہ ثابت ہو تو سبیل احتراز لازم ہے۔ وَلَا یُقَاسُ عَلَی الوردِ والرَّیَاحِیْنِ الْمُصَیَّحِ یا ستحبا بہ فِی غَیْرِ مَا کِتَابٍ اور اگر بغرض حاضرین وقت فاتحہ خوانی یا تلاوت قرآن کریم و ذکر الٰہی سلگائیں تو بہتر و مستحسن ہے جو اسے فسق و بدعت کہے محض جاہلانہ جرأت کرتا ہے۔ یا اصول مردودہ وہابیت پہ مرتا ہے بہر حال یہ شرح مظہر پر افتراء ہے۔
(فتاویٰ رضویہ چہارم صـ ۱۴۱)

اگر بتی قبر کے اوپر رکھ کر نہ جلائی جائے سوئے ادب اور بدفالی ہے۔ عالمگیری میں ہے۔ اِنَّ سَقْفَ الْقَبْرِ حَقُّ الْمَیِّتِ - ہاں قریب قبر زمین خالی پر سلگائیں کہ خوشبو محبوب ہے واللہ تعالیٰ اعلم (فتاویٰ رضویہ چہارم صـ ۱۸۵)

بالجملہ حاصل حکم یہ ہے کہ قبور آئمہ پر روشنی جبکہ فائدے سے کوئی مصلحت مصالح مذکورہ کے امثال سے نہ ہو ضرور اسراف ہے اور اسراف بیشک ممنوع اور اسی کو فقہاء منع فرماتے ہیں کہ یہی علت منع بتاتے ہیں اور اگر زینت قبر مطلوب ہو تو قبر محل زینت نہیں اب بھی اسراف ہوا۔ بلکہ کچھ زائد یوں ہی اگر تعظیم قبر مقصود ہو کہ یہاں تعظیم نسبت نہیں۔ رہے مزارات محبوبان الٰہ ان میں اگر زینت قبر یا تعظیم نفس قبر کی نیت ہو یہاں بھی وہی ممانعت رہے گی کہ نہ تزیین شرعاً محمود

نہیں۔ اور اگر ان کی روح کریم کی تعظیم وتکریم مقصود ہو اب نہ اسراف ہے کہ نیت صالحہ موجود ہے نہ تعظیم قبر بلکہ تعظیم روح محبوب اور وہ شرعاً بلاشبہ مطلوب!

امام اجل تقی الدین سبکی وامام نورالدین سمہودی وامام عبدالغنی نابلسی رحمہم اللہ تعالیٰ اس کو جائز بتاتے ہیں کہ کسی کے قدلیب پر حکم لگانا کہ اسے تعظیم قبر ہی مقصود ہے نہ تعظیم روح ولی محض جزاف وبدگمانی و حرام بنص قرآنی ہے۔ الخ (فتاوی رضویہ چہارم ص۱۶۰)

طواف وبوسۂ قبر

(فتاوی رضویہ سے اقتباسات)

بوسہ وطواف وسجدۂ قبر برائے تعظیم سے متعلق ایک سوال کے جواب میں لکھتے ہیں۔

الجواب:۔ بلاشبہ غیر کعبہ معظمہ کا طواف تعظیمی ناجائز ہے اور غیر خدا کو سجدہ ہماری شریعت میں حرام ہے۔ اور بوسۂ قبر میں علماء کو اختلاف ہے اور احوط منع ہے۔ (احکام شریعت سوم ص۳۔)

پیر ومرشد کے مزار کا طواف کرنا اور مزار اور مزار کی چوکھٹ کو بوسہ دینا اور آنکھوں سے لگانا اور مزار سے الٹے پاؤں پیچھے ہٹ کر ہاتھ باندھے ہوئے واپس آنا جائز ہے کہ نہیں؟

الجواب:۔ مزار کا طواف کہ محض بہ نیت تعظیم کیا جائے ناجائز ہے کہ تعظیم بالطواف مخصوص بخانۂ کعبہ ہے مزار کو بوسہ نہ دینا چاہیئے۔

علماً اس میں مختلف ہیں اور بہتر یہ ہے بچنا اور اسی میں ادب زیادہ ہے آستانہ بوسی میں حرج نہیں اور آنکھوں سے لگانا بھی جائز کہ اس میں شرع شریف میں ممانعت نہ آئی اور جس چیز کو شرع نے منع نہ فرمایا منع نہیں ہو سکتی قَالَ اللّٰہِ تَعَالیٰ ان الحکم الا للّٰہ۔ ہاتھ باندھے الٹے پاؤں آنا ایک طرزِ ادب ہے اور جس ادب سے شرع نے منع نہ فرمایا اس میں حرج نہیں ہاں اگر اس میں اپنی یا دوسرے کی ایذا کا اندیشہ ہو تو احتراز کیا جائے۔ واللّٰہ تعالیٰ اعلم (فتاویٰ رضویہ چہارم ص۸)

.بوسہ قبر و طوافِ قبر اور قبر کی بلندی کے متعلق ایک جواب میں فرماتے ہیں کہ

۱) بوسہ قبر و طوافِ قبر کی بلندی کے متعلق ایک جواب میں تحریر فرماتے ہیں۔

بعض علماء اجازت دیتے ہیں اور بعض روایات بھی نقل کرتے ہیں کشف الغطا میں ہے در کفایہ الشعبی اثرے در تجویز بوسہ والدین قبر والدین نقل کردہ وگفتہ دریں صورت لاباس است و شیخ اجل ہم در شرح مشکوٰۃ بورود آں در بعضے اشارت کردہ بے تعرض بجرح آں۔

مگر جمہور علماء مکروہ جانتے ہیں تو اس سے احتراز ہی چاہیئے اشعۃ اللمعات میں ہے مسح نہ کند قبر را بدست و بوسہ نہ دہد آں را۔ کشف الغطا میں ہے کذافی عامۃ الکتب۔ مدارج النبوۃ میں ہے۔ بوسہ قبر والدین روایت فقہی می کنند و صحیح آست کہ لا یجوز است۔

(واللّٰہ تعالیٰ اعلم)

(۲) بعض علماً نے اجازت دی۔ مجمع البرکات میں ہے وبملنہ اَن یَطُوفَ حَوْلَہٗ ثَلٰثَ مَرَّاتٍ فَعَلَ ذَالِکَ مگر راجح یہ کہ ممنوع ہے۔

مولانا علی قاری منسک متوسط میں تحریر فرماتے ہیں الطواف من مختصات الکعبۃ فیحرم حول قبور الانبیاء والاولیاء۔ مگر اسے مطلقاً شرک ٹھہرا دینا جیسا کہ طائفہ وہابیہ کا مزعوم ہے محض باطل و غلط اور شریعت مطہرہ پر افترا ہے۔

(۳) ایک بالشت یا کچھ زائد۔ ۔ ۔ زیادہ فاحش بلندی مکروہ ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم (فتاویٰ رضویہ چہارم ص ۸۰ - ۸۱)

فتاویٰ رضویہ کا تجزیہ

(۱) بحوالہ حدیث متعلقہ بروایت حضرت ابن عباسؓ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے قبروں پر چراغ جلانے والوں پر لعنت فرمائی ہے۔ مگر امام احمد رضا خاں فاضل بریلوی نے یہ فرماتے ہوئے جائز قرار دیا ہے کہ چراغ اور عود اور لوبان صرف قبر کے لئے یعنی اینٹ پتھر اور گچ کی تعمیر کی زینت اور تعظیم کے لئے جلائے جائیں تو اسراف ہے اور منع ہے۔

یاد رہے کہ عود اور اگر ایسی اقسام کی لکڑیاں ہوتی ہیں جن کو جلانے سے عمدہ خوشبو نکلتی ہے۔ اسی طرح لوبان ایک قسم کی گوند ہوتی ہے جس کو بھی جلایا جائے تو خوشبودار دھواں نکلتا ہے۔ فاضل مولانا مزید فرماتے ہیں کہ مزارات محبوبان الٰہ کے مزارات کے لئے اگر اس نیت سے کیا جائے تو منع ہے۔ ہاں اگر اولیاء کرام کی روح کریم کی تعظیم و تکریم مقصود ہو تو نہ اسراف ہوا نہ

تعظیمِ قبر اور نیت صالح بھی موجود ہے تو یہ شرعاً مطلوب ہے یعنی جائز ہے۔ اور اگربتی قبر کے اوپر رکھ کر نہ جلائی جائے۔ بلکہ قبر کے قریب خالی زمین پر رکھ کر جلائی جائے۔ تو محبوب ہے۔

(۲) زائرین مزارات قبر پر چراغ۔ عود۔ لوبان اور اگربتیاں عمارات کی اینٹ پتھر کی تعظیم کی خاطر تو جلا کر نہیں رکھتے۔ بلکہ وہ تو صرف اہلِ مزارات کی تعظیم و تکریم سے خوشنودی حاصل کرنے کے لئے یہ نذروں کے طور پر کرتے ہیں۔ کیا یہ حقیقت نہیں؟

(۳) اس کتابچہ میں بحوالہ تورات یہ انکشاف بھی کیا گیا ہے کہ بنی اسرائیل کے مشرکین اللہ کے سوا دوسرے معبودوں یعنی دیوی دیوتاؤں کو لوبان جلا کر اس کی خوشبو بطور نذرانہ پیش کرتے تھے۔ کیا مزارات کی پوجا کرنے والے ہو بہو ان مشرکین کے مشابہ نہیں؟ اس مشابہت سے انہیں بھی مشرک کہنا کیوں جائز نہیں؟۔

(۴) یہ بھی مضحکہ خیز دلیل ہے کہ چراغ یا عود۔ اور اگربتیاں وغیرہ قبر یا مزار کے اوپر رکھ کر نہ جلائی جائیں۔ بلکہ قریب ہی زمین پر رکھ کر ایسا کیا جائے۔ کیا ان کے عمل و اثر میں کوئی فرق پڑے گا۔ ان چیزوں کے نہ جلانے کا صرف مقصد یہ ہے کہ مزارات پر اور گرد و نواح میں روشنی اور خوشبو نہ ہو مگر ہر دو طریقوں سے نتیجہ تو وہی رہا۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے مقدس حکم کو توڑنے مروڑنے یا رخنہ اندازی کرنے کا کیا فائدہ کیا ایسی ترغیبیں کارِ ثواب ہیں؟۔

(۵) اب رہا قبروں پر طواف اور بوسہ دینا تو چونکہ حج کے موقع پر خانہ خدا کا طواف اور حجر اسود کا بوسہ شعائر اللہ میں شامل ہیں جس کی سزاوار صرف اللہ جل شانہ کی ذات ہے کوئی دوسرا غیر اللہ معبود نہیں ہو سکتا۔ لہٰذا اگر کسی اہل مزار کے لئے یہ دونوں شعائر روا رکھے جائیں گے تو یقیناً یہ شرک ہے بلکہ جیسا کہ ذکر کیا گیا ہے کہ امام شافعیؒ کے مسلک میں یہ اعمال یعنی قبروں کو مسجد (سجدہ گاہ) بنانا۔ قبروں کو بتوں کی طرح پوجنا۔ قبروں کا طواف کرنا۔ قبروں کو بوسہ دینا اور قبروں کی طرف نماز پڑھنا سب کے سب گناہ کبیرہ میں شامل ہیں۔

(۶) ذرا غور کیجئے مزار پر بوسہ دینے اور آستانہ پر بوسہ دینے میں کیا فرق ہے۔ ہر دو نوں عمل صرف اور صرف اہل قبر سے پوجنے کا یکساں طور پر اظہار رہیں قطعاً کوئی فرق نہیں حجر اسود کے بوسہ کے مشابہ ہیں تو کیا یہ شرک نہ ہوا؟ - اب رہا مزار کی چوکھٹ کے بوسہ کے علاوہ آنکھوں پر لگانا اور مزار سے اُلٹے پاؤں پیچھے ہٹ کر ہاتھ باندھے ہوئے واپس آنا وغیرہ تو فاضل بریلوی کے اپنے اور اس میں حوالہ شدہ فتاویٰ کی رو سے نتیجتاً یہ کہا گیا ہے کہ یہ ممنوع ہے۔ مکروہ ہے مگر شرک نہیں ہے۔ ذرا بت پرست اقوام کی تواریخ کا مطالعہ کیجئے۔ کیا یہ مشرکانہ اعمال انہوں نے اپنے خود ساختہ معبودوں کی تعظیم کیلئے نہیں کیے کیا مندر کے پجاری آج بھی مندر میں ہاتھ باندھ کر تعظیماً آگے پیچھے نہیں چلتے؟

(۷) اب رہا سوال آنکھ پر لگانے کا تو یہ بھی حدود رجہ کی تعظیم کا اظہار ہے۔ کیا ہم نے کبھی قرآن مجید۔ فرقانِ حمید یعنی اللہ تعالیٰ کی مقدس کتاب کے علاوہ تلاوت کے لئے ہاتھوں میں پکڑتے ہی بوسہ کے بعد آنکھوں پر لگانے والی تعظیم و تکریم والی حرکت بھی صرف شعائر اللہ کے لئے مخصوص ہے۔ ہر حاجی نے دیکھا ہوگا کہ بعض زائرین حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روضہ اطہر کی جالیوں کو چھو کر چومنے اور آنکھوں سے لگانے کی کوشش کرتے ہیں۔ مگر وہاں سعودی عرب کی حکومت کے ڈیوٹی پر احکام شرک شرک کہہ کر انہیں منع کر دیتے ہیں۔

لہٰذا اس ساری بحث سے یہ نتیجہ اخذ ہوتا ہے کہ پختہ قبریں بنانا اور مزارات اولیاء کرام کے ساتھ ایسے اعمال روا رکھنا جو مشرکانہ زمرہ میں آتے ہوں پرہیز کرنا چاہیے کیونکہ قرآن کریم میں ارشاداتِ ربانی کے مطابق باقی سب گناہوں کی بخشش ہو سکتی ہے سوائے شرک کے۔ اللہ تعالیٰ ایسے کاموں سے بچائے۔ آمین

صرف اللہ تعالیٰ ہی قادر مطلق اور کارساز ہے

قرآن کریم میں بار بار اس بات کا اعادہ کیا ہے کہ دکھ درد دینے والی اور دور کرنے والی ذاتِ باری تعالیٰ ہے کسی دوسرے کے احاطہ اختیار سے یہ سب چیزیں باہر ہیں لہذا دوسری مخلوق کے سامنے ان مصائب و تکالیف کے مداوا کے لئے نہ جھکو نہ سجدے کرو۔ اور نذر و نیاز پیش کرو۔ اس ضمن میں ارشاد ربانی ہے۔

(۱) مَآ اَصَابَ مِنْ مُّصِيْبَةٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ (التغابن: ۱۱)

ترجمہ: اللہ کے حکم کے بغیر کوئی مصیبت نہیں پہنچتی۔

اس کے علاوہ مزید فرمایا۔

(۲) وَاِنْ يَّمْسَسْكَ اللّٰهُ بِضُرٍّ فَلَا كَاشِفَ لَهٗٓ اِلَّا هُوَ ۚ وَاِنْ يُّرِدْكَ بِخَيْرٍ فَلَا رَآدَّ لِفَضْلِهٖ ۚ يُصِيْبُ بِهٖ مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ (ہود: ۱۰۷)

ترجمہ: اور اگر تجھ کو خدا کوئی تکلیف پہنچائے تو اس کے سوا کوئی اس کو دور کرنے والا نہیں ہے۔ اور اگر تجھ کو کسی قسم کا فائدہ پہنچانا چاہے تو کوئی اس کے فضل کو روکنے والا نہیں۔

تشریح:۔ اگر اللہ تعالیٰ تجھے فقر۔ فاقہ۔ بیماری۔ بیروزگاری۔ اور غم و اندوہ میں مبتلا کرے تو اس کے سوا کوئی پیر۔ فقیر۔ ولی۔ شہید نبی مرسل اس کو دور کرنے والا نہیں۔ اور اگر اللہ تعالیٰ کسی کو مال و دولت۔ عزت۔ اولاد۔ صحت وغیرہ سے فائدہ پہنچانا چاہے تو کوئی اس کے فضل کو روکنے والا نہیں۔ لہذا

اگر کوئی یہ عقیدہ رکھے کہ مزاروں پر چڑھاوے چڑھا کر اور پیر پیراں حضرت غوث اعظم کی گیارہویں پکانے سے اس کے دکھ درد مٹ جائیں گے یا دولت اور اولاد وغیرہ ملے گی تو یہ کام مشرکانہ عقیدہ ہے۔

قرآن مجید میں غیر اللہ کے معبودوں کی بے بسی کی کتنی یہ خوبصورت مثال ہے۔ چنانچہ ارشاد ہوا۔

(۳) یٰاَیُّهَا النَّاسُ ضُرِبَ مَثَلٌ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ ؕ اِنَّ الَّذِیْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ لَنْ یَّخْلُقُوْا ذُبَابًا وَّلَوِ اجْتَمَعُوْا لَهٗ ؕ وَاِنْ یَّسْلُبْهُمُ الذُّبَابُ شَیْئًا لَّا یَسْتَنْقِذُوْهُ مِنْهُ ؕ ضَعُفَ الطَّالِبُ وَالْمَطْلُوْبُ ۝ (الحج ، ۷۳)

ترجمہ، اے لوگو ایک مثال دی جاتی ہے اس کو کان کھول کر سنو۔ جنہیں تم خدا کو چھوڑ کر پوجتے ہو وہ ایک مکھی کو تو پیدا نہیں کر سکتے اگرچہ سب کے سب جمع ہو جائیں۔ اور اگر ان سے مکھی کوئی چیز چھین لے جائے تو وہ ان سے چھڑا نہیں سکتے۔ ایسا عابد بھی بودا اور ایسا معبود بھی بودا۔ (بے بس)

اس آیت کریمہ کے بعد مومنوں کو یہ نصیحت کی گئی ہے۔ چنانچہ ارشاد ربانی ہے۔

(۴) یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا ارْكَعُوْا وَاسْجُدُوْا وَاعْبُدُوْا رَبَّكُمْ وَافْعَلُوا الْخَیْرَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ۝ (الحج ، ۷۷)

ترجمہ ، اے ایمان والو رکوع کرو اور سجدہ کرو اور بندگی کرو اپنے

رب کی اور بھلائی کرو تاکہ تمہارا بھی بھلا ہو۔
سب بدنی اور مالی عبادتیں اللہ تعالیٰ کے لئے کرنے کے عہد کی تاکید کی گئی ہے۔ چنانچہ حکم ہوتا ہے۔

(۵) قُلْ اِنَّ صَلَاتِیْ وَنُسُکِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۙ لَا شَرِیْکَ لَہٗ ۚ وَبِذٰلِکَ اُمِرْتُ وَاَنَا اَوَّلُ الْمُسْلِمِیْنَ ۝ (الانعام ۱۶۲ تا ۱۶۴)

ترجمہ:۔ تو کہہ کہ میری نماز اور میری قربانی اور میرا جینا اور میرا مرنا اللہ ہی کے لئے ہے جو پالنے والا سارے جہان کا ہے۔ کوئی نہیں اس کا شریک اور یہی مجھ کو حکم ہوا۔ اور میں سب سے پہلے فرمانبردار ہوں۔

تشریح:۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا گیا کہ آپ کہہ دیں کہ میری بدنی عبادات مثلاً نماز وغیرہ اور مالی عبادات مثلاً قربانی صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کے لئے ہے اور ان عبادات میں اللہ تعالیٰ کا کوئی شریک نہیں۔ یہ آیات مبارکہ ان حالات میں نازل ہوئیں جبکہ مشرکین مکہ بدنی اور مالی عبادات مذکورہ دوسرے معبودوں کے لئے کرتے تھے۔ یہاں سے یہ بات بھی کھل کر سامنے آجاتی ہے۔ کہ قربانی کی شکل میں نذر و نیاز بھی صرف اللہ وحدہٗ کے سوا کسی کے لئے نہیں۔ اگر کوئی کسی دوسرے کے لئے کریگا تو وہ مشرکین میں شامل ہوگا۔

علاوہ ازیں نمازوں میں ہم بار بار یہ عہد کرتے ہیں کہ ہم صرف اور صرف تیری عبادت کرتے ہیں۔ اور صرف تجھی سے مدد مانگتے ہیں

قبروں میں پڑے ہوئے جنکو تم پکارتے ہو وہ تمہاری آواز نہیں سنتے اور سنیں بھی تو تمہاری کوئی مدد نہیں کر سکتے (القرآن)

(الف) ارشاد ربانی ہے۔

ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ لَهُ الْمُلْكُ ۚ وَالَّذِينَ تَدْعُونَ مِنْ دُونِهِ مَا يَمْلِكُونَ
مِنْ قِطْمِيرٍ ۝ إِنْ تَدْعُوهُمْ لَا يَسْمَعُوا دُعَاءَكُمْ ۚ وَلَوْ سَمِعُوا مَا اسْتَجَابُوا
لَكُمْ ۚ وَيَوْمَ الْقِيَامَةِ يَكْفُرُونَ بِشِرْكِكُمْ ۚ وَلَا يُنَبِّئُكَ مِثْلُ خَبِيرٍ ۝ (الفاطر ۱۳ تا ۱۴)

یہ اللہ ہے تمہارا رب اس کے لئے بادشاہی ہے۔ اور جن کو تم پکارتے ہو اس کے (اللہ کے) سوائے۔ وہ مالک نہیں کھجور کی گٹھلی کے ایک چھلکے کے۔

اگر تم ان کو پکارو نہ سنیں تمہاری پکار۔ اور اگر سن لیں پہنچیں نہیں تمہارے کام پر۔ اور قیامت کے دن منکر ہوں تمہارے شریک ٹھہرانے سے اور کوئی نہیں بتلائے گا تجھ کو جیسا کہ بتلائے خبر رکھنے والا (اللہ)

تشریح: یعنی مشرکین کے معبود کسی حقیر سے حقیر چیز کے بھی مالک نہیں۔ اور نہ ہی تمہاری درخواستوں پر کوئی کاروائی کرنیکی طاقت رکھتے ہیں۔ بلکہ قیامت کے دن وہ کہیں گے کہ ہم نے ان لوگوں کو ہرگز نہیں کہا یا ترغیب دی کہ ہمیں اللہ تعالیٰ کا شریک ٹھہراؤ۔

(ب) قُلْ أَرَأَيْتُمْ شُرَكَاءَكُمُ الَّذِينَ تَدْعُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ أَرُونِي مَاذَا خَلَقُوا
مِنَ الْأَرْضِ أَمْ لَهُمْ شِرْكٌ فِي السَّمَاوَاتِ أَمْ آتَيْنَاهُمْ كِتَابًا فَهُمْ عَلَىٰ بَيِّنَتٍ مِنْهُ

بَلْ اِنْ یَّعِدُ الظّٰلِمُوْنَ بَعْضُهُمْ بَعْضًا اِلَّا غُرُوْرًا (الفاطر: ۴۰)

تو کہو بھلا دیکھو تو اپنے شریکوں کو جن کو پکارتے ہو۔ اللہ کے سوائے۔ دکھلاؤ تو مجھ کو جو کچھ کہ خلق کیا انہوں نے زمین میں؟ یا جو کچھ ان کا ساجھا ہے آسمانوں میں یا ہم نے ان کو کوئی کتاب دی ہے۔ کہ یہ اس کی سند پر قائم ہیں۔ کوئی نہیں۔ پر یہ وعدہ بتلاتے ہیں ایک دوسرے کو سب فریب ہے۔

تشریح:۔ اس آیت کریمہ کا مطلب مذکورہ آیات نمبر ۱۳ اور ۱۴ کا ہی ہے، سوائے اس کے کہ آخر میں یہ بتایا گیا ہے کہ یہ گنہگار لوگ جن میں پیشوا پیر پنڈت۔ پروہت۔ کاہن، واعظ مجاور اور اس کے ایجنٹ شامل ہیں اپنی دوکانیں چمکانے کے لیے عوام کو اُلّو بنا دیتے ہیں اور طرح طرح کے قصے گھڑ کر جھوٹے بھروسے دلا دیتے ہیں کہ خدا کو چھوڑ کر فلاں فلاں کا دامن تھام لوگے تو دنیا کے سارے کام بھی بن جائیں گے اور آخرت میں چاہے کتنے ہی گناہ سمیٹ کر لے جاؤ۔ وہ اللہ سے تمہیں بخشوا لیں گے۔

(ج) قُلْ اَرَءَيْتُمْ مَّا تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَرُوْنِيْ مَاذَا خَلَقُوْا مِنَ الْاَرْضِ اَمْ لَهُمْ شِرْكٌ فِي السَّمٰوٰتِ ۭ اِيْتُوْنِيْ بِكِتٰبٍ مِّنْ قَبْلِ هٰذَآ اَوْ اَثٰرَةٍ مِّنْ عِلْمٍ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۝ وَمَنْ اَضَلُّ مِمَّنْ يَّدْعُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَنْ لَّا يَسْتَجِيْبُ لَهٗٓ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ وَهُمْ عَنْ دُعَاۗىِٕهِمْ غٰفِلُوْنَ ۝ (الاحقاف ۴ تا ۵)

تو کہو بھلا دیکھو تو جن کو تم پکارتے ہو۔ اللہ کے سوا دکھلاؤ تو مجھ کو کیا بنایا انہوں نے زمین یا ان کا کچھ ساجھا ہے آسمانوں میں لاؤ میرے پاس کوئی کتاب اس سے پہلے کی یا کوئی علم جو چلا آتا ہو اگر تم ہو سچے اور اس سے زیادہ گمراہ کون جو پکارے

اللہ کے سوائے ایسے کو نہ پہنچے اس کی پکار کو دن قیامت تک اور ان کو خبر نہیں ان کے پکارنے کی۔

(د) وَاللّٰهُ يَعْلَمُ مَا تُسِرُّونَ وَمَا تُعْلِنُونَ ﴿١٩﴾ وَالَّذِينَ يَدْعُونَ مِنْ دُونِ اللّٰهِ لَا يَخْلُقُونَ شَيْئًا وَهُمْ يُخْلَقُونَ ﴿٢٠﴾ أَمْوَاتٌ غَيْرُ أَحْيَاءٍ ۖ وَمَا يَشْعُرُونَ أَيَّانَ يُبْعَثُونَ ﴿٢١﴾ (النحل: ۱۹ تا ۲۱)

ترجمہ:۔ اور اللہ جانتا ہے جو کچھ تم چھپاتے ہو اور جو کچھ ظاہر کرتے ہو۔ اور اللہ کو چھوڑ کر جن کو یہ لوگ پکارتے ہیں وہ کچھ بھی پیدا نہیں کرتے اور خود وہ مخلوق ہیں وہ مردہ ہیں ان میں جان نہیں اور ان کو خبر نہیں کب اٹھائے جائیں گے۔

(ر) إِنَّكَ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتَىٰ وَلَا تُسْمِعُ الصُّمَّ الدُّعَاءَ إِذَا وَلَّوْا مُدْبِرِينَ (النمل: ۸۰)

ترجمہ (اے پیغمبر) تو مُردوں کو نہیں سنا سکتا اور نہ بہروں کو اپنی آواز سنا سکتا ہے جب وہ پیٹھ پھیر کر بھاگ کھڑے ہوں۔

(س) وَمَا يَسْتَوِي الْأَحْيَاءُ وَلَا الْأَمْوَاتُ ۚ إِنَّ اللّٰهَ يُسْمِعُ مَنْ يَشَاءُ ۖ وَمَا أَنْتَ بِمُسْمِعٍ مَنْ فِي الْقُبُورِ ﴿٢٢﴾ (الفاطر: ۲۲)

اور نہیں برابر زندے اور مردے۔ اللہ سنا دیتا ہے جسے چاہتا ہے اور (اے پیغمبر) جو لوگ قبروں میں مدفون ہیں تم ان کو اپنی باتیں نہیں سنا سکتے۔

صاف ظاہر ہے کہ جب پیغمبر خدا مُردوں کو اپنی آواز نہیں سنا سکتے تو عوام کی کیا مجال کہ قبروں میں پڑے ہوئے صالحین تک اپنی آواز سنا سکیں۔ چنانچہ مُردوں کو آواز سنانا اور مُردہ دلوں کو مومن بنانا صرف اللہ کی مدد سے ممکن ہے

(ش) وَمَا النَّصْرُ إِلَّا مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ الْعَزِيزِ الْحَكِيمِ۔ (آلِ عمران: ۱۲۶)

اور نہیں ہے مدد کہیں سوائے اللہ کے جو ہے زبردست حکمت والا

(ص) قُلْ إِنِّي لَا أَمْلِكُ لَكُمْ ضَرًّا وَلَا رَشَدًا۔ (الجن: ۲۱)

(کہدے اے محمدؐ) میں تمہارے نقصان اور بھلائی کا اختیار نہیں رکھتا۔

(ط) مومنوں سے کہا گیا ہے کہ ہر نماز میں کہیں

إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ نَسْتَعِينُ (الفاتحہ: ۴)

ہم صرف تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھ ہی سے مدد مانگتے ہیں

(ع) وَمَا لَكُمْ مِنْ دُونِ اللّٰهِ مِنْ وَلِيٍّ وَلَا نَصِيرٍ۔

(البقرۃ: ۱۰۷)

اللہ تعالیٰ کے سوا تمہارا کوئی حمایتی اور مددگار نہیں ہے۔

چنانچہ ان ارشاداتِ ربانی کی تائید میں حدیث ہے کہ:۔

جب تو مدد چاہے تو اللہ سے ہی مدد چاہ (مشکوٰۃ)

(۳) صرف اللہ تعالیٰ ہی کارساز اور سفارشی ہے

قرآن مجید میں بار بار فرمایا گیا ہے۔ کہ جن کو تم نے اللہ کے علاوہ معبود بنا رکھا ہے۔ اس لئے کہ وہ دنیا اور آخرت میں تمہارے مددگار اور سفارشی ہوں گے تو یہ بالکل غلط عقیدہ ہے۔ یہ اولیاء پرستی تمہارے کسی کام نہ آئے گی۔

ارشادِ ربانی ہے۔

وَيَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ اللّٰهِ مَا لَا يَضُرُّهُمْ وَلَا

يَنْفَعُهُمْ وَ يَقُوْلُوْنَ هٰٓؤُلَآءِ شُفَعَآؤُنَا عِنْدَ اللّٰهِ
قُلْ اَتُنَبِّئُوْنَ اللّٰهَ بِمَا لَا يَعْلَمُ فِي السَّمٰوٰتِ وَلَا
فِي الْاَرْضِ ؕ سُبْحٰنَهٗ وَ تَعٰلٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ

(یونس، آیت ۱۰)

اور (مشرک) خدا کے سوا ایسی چیزوں کی پرستش کرتے ہیں جو نہ تو ان کو نقصان ہی پہنچا سکتی ہیں، اور نہ ان کو فائدہ ہی پہنچا سکتی ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ ہمارے یہ (معبود) اللہ کے پاس ہمارے سفارشی ہیں۔ (اے پیغمبر!) ان لوگوں سے کہو کہ تم اللہ کو ایسی چیز (خدا کے شریک) کی خبر دیتے ہو جس کو وہ نہ تو آسمانوں میں پاتا ہے، اور نہ زمین میں، وہ ان لوگوں کے شرک سے پاک اور بلند تر ہے۔"

تشریح: اس آیت میں خدا کہتا ہے کہ میرے علم میں نہ تو کوئی آسمانوں میں سفارشی، حاجت روا، مشکلکشا، نافع اور ضار ہے اور نہ ہی زمین میں ہے۔ پھر تم اللہ سے زیادہ علم اور خبر رکھتے ہو؟ جو کہتے ہو، فلاں حاجت روا ہے، فلاں مشکلکشا ہے۔ فلاں ڈوبی ہوئی ناؤ کو ترانے والا ہے۔ فلاں بیٹا بخشنے والا ہے، فلاں بندِ غم سے آزاد کرنے والا ہے۔ فلاں دین و دنیا میں شاد کرنے والا ہے، فلاں دستگیر ہے، فلاں گنج بخش ہے۔ فلاں میرا خدا کے پاس سفارشی ہے۔ فلاں بگڑی بنانے والا ہے، فلاں ایکے میں میکھ مارنے والا ہے۔ سُبْحٰنَهٗ وَ تَعٰلٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ۔ اللہ تعالیٰ تمہارے ان شرکیہ قولوں، فعلوں، عملوں اور عقیدوں سے پاک، منزہ اور بہت بلند ہے۔

اولیاء اور بزرگ جب تک زندہ رہتے ہیں وہ لوگوں کو توحید کی تعلیم ہی دیتے ہیں۔ انہیں خدا کے در پر جھکاتے ہیں۔ شرک مٹاتے اور خدا کی خالص عبادت کرتے اور کراتے ہیں۔ پھر جب وہ فوت ہو جاتے ہیں تو

لوگ ان کی قبروں کی پوجا پاٹ کر کے گمراہ ہو جاتے ہیں۔ اور قبروں کی پرستش کرانا شیطان کا سب سے بڑا حیلہ اور مکر ہے لوگوں کو جہنم میں گرانے کے لئے۔ لوگ بزرگوں کی محبت اور ارادت کے سبب انکے مزاروں پر بہت کچھ شریعت کے خلاف کر گزرتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ وہ نیک کام کر رہے ہیں۔ مثلاً عرس منانا۔ سجدے کرنا۔ نذریں نیازیں ماننا۔ مجاور بننا۔ اور اعتکاف کرنا وغیرہ۔ یہ سب غیر شرعی کام ہیں۔

ثابت ہوا دنیا اور آخرت میں اللہ تعالیٰ کے سوا نہ کوئی مددگار ہے نہ کارساز ہے۔ اور نہ کوئی سفارشی ہے۔

چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جو کہ نزولِ وحی یعنی قرآن مجید کی تفسیر کے طور پر مبعوث ہوئے ہیں تو وہ بھی اس طرح ایک حدیث صحیح میں تاکیداً ارشاد فرماتے ہیں۔

(۲) وَإِذَا سَأَلْتَ فَاسْئَلِ اللّٰهَ وَإِذَا اسْتَعَنْتَ فَاسْتَعِنْ بِاللّٰهِ۔ (مشکوٰۃ)

ترجمہ:۔ جب تم مانگو تو اللہ سے مانگو اور جب مدد طلب کرو تو صرف اللہ تعالیٰ سے طلب کرو۔

روزِ محشر مشائخؒ، اولیاؒ اور انبیاؑ کرام کا اپنی قبور پرستی مشرکین کی غیر شرعی حرکات سے لاتعلقی کا اظہار اور ایسا ہی اظہار حضرت عیسیٰؑ اور ملائکہ کا مشرکین کے لئے

مذکورہ بالا بزرگانِ دین قیامت کے روز اپنی قبروں کی پرستش کرنے والے مشرکین کے غیر شرعی اعمال کی ذمہ داری ہرگز قبول نہ کریں گے۔ چنانچہ اس بات کی تصدیق قرآن کریم میں ذیل کے ارشادات سے بلاشک وشبہ ہوتی ہے۔

(۱) وَيَوْمَ يَحْشُرُهُمْ وَمَا يَعْبُدُونَ مِن دُونِ اللَّهِ فَيَقُولُ ءَأَنتُمْ أَضْلَلْتُمْ عِبَادِي هَٰؤُلَاءِ أَمْ هُمْ ضَلُّوا السَّبِيلَ ﴿١٧﴾ قَالُوا سُبْحَانَكَ مَا كَانَ يَنبَغِي لَنَا أَن نَّتَّخِذَ مِن دُونِكَ مِنْ أَوْلِيَاءَ وَلَٰكِن مَّتَّعْتَهُمْ وَآبَاءَهُمْ حَتَّىٰ نَسُوا الذِّكْرَ وَكَانُوا قَوْمًا بُورًا ﴿١٨﴾ فَقَدْ كَذَّبُوكُم بِمَا تَقُولُونَ فَمَا تَسْتَطِيعُونَ صَرْفًا وَلَا نَصْرًا ۚ وَمَن يَظْلِم مِّنكُمْ نُذِقْهُ عَذَابًا كَبِيرًا ﴿١٩﴾ (الفرقان: ۱۷ تا ۱۹)

ترجمہ: اور جس دن اللہ ان کو (مشرکین کو) اور جن کو وہ لوگ اللہ کو چھوڑ کر پوجتے تھے (اولیاءُ اور انبیاءُ وغیرہ) کو جمع کرے گا۔ پھر فرمائیگا کہ کیا تم نے میرے ان بندوں کو گمراہ کیا تھا؟

یا یہ خود ہی راہ راست سے بھٹک گئے تھے؟۔

وہ عرض کریں گے تو پاک ہے (شرک سے) ہماری کیا مجال تھی کہ تیرے سوا اور کارسازوں کو تجویز کریں۔ لیکن تو نے ان کو اور ان کے باپ دادا کو آسودگی دی یہاں تک کہ تیری یاد بھلا بیٹھے اور (یوں) یہ لوگ خود ہی برباد ہو گئے۔ ان (مشرکین) سے کہا جائے گا کہ انہوں نے (تمہارے معبودوں نے) تو تمکو تمہاری باتوں میں جھوٹا ٹھہرایا۔ اب تم نہ تو خود ٹال سکتے ہو۔ اور نہ مدد دیئے جا سکتے ہو۔ اور جو تم میں ظالم (گنہگار) ہوگا ہم اس کو بڑا عذاب چکھائیں گے۔

(۲) اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق فرمایا۔

وَاِذْ قَالَ اللّٰہُ یٰعِیْسَی ابْنَ مَرْیَمَ ءَاَنْتَ قُلْتَ لِلنَّاسِ اتَّخِذُوْنِیْ وَاُمِّیَ اِلٰھَیْنِ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ ؕ قَالَ سُبْحٰنَکَ مَا یَکُوْنُ لِیْۤ اَنْ اَقُوْلَ مَا لَیْسَ لِیْ بِحَقٍّ ؕ اِنْ کُنْتُ قُلْتُهٗ فَقَدْ عَلِمْتَهٗ ؕ تَعْلَمُ مَا فِیْ نَفْسِیْ وَلَاۤ اَعْلَمُ مَا فِیْ نَفْسِکَ ؕ اِنَّکَ اَنْتَ عَلَّامُ الْغُیُوْبِ

(المائدہ: ۱۱۶)

ترجمہ:- (اور وہ وقت بھی قابل ذکر ہے) جب اللہ تعالیٰ فرمائیگا کہ اے عیسیٰ بن مریم کیا تو نے ان لوگوں سے کہدیا تھا۔ کہ مجھ کو (عیسیٰ علیہ السلام) کو اور میری ماں (مریم) کو بھی خدا کے علاوہ معبود قرار دے لو۔ (عیسیٰ ؑ) کہیں گے کہ تو پاک ہے (شرک سے) مجھے کس طرح زیبا تھا۔ کہ میں ایسی بات کہتا۔ جس کا مجھے کوئی حق نہیں۔ اگر میں نے کہا ہوگا تو ضرور تجھے اس کا علم ہوگا

تو میرے دل کے اندر کی بات جانتا بھی ہے اور میں تیرے علم
جو کچھ ہے۔ اس کو نہیں جانتا۔ تمام غیبوں کا جاننے والا تو ہی ہے۔

(۳) یہ سمجھ کر کہ مخلوقات میں ملائکہ اللہ باری تعالیٰ کے سب سے
زیادہ قرب میں ہونے کے سبب بارگاہ الٰہی میں بہتر سفارشی
ہو سکتے ہیں۔ بعض لوگوں نے ان کی پرستش کی چنانچہ اللہ جل
شانہٗ وہی سوال ان سے دوہرائے گا۔

چنانچہ ارشاد ربانی ہے۔

وَيَوْمَ يَحْشُرُهُمْ جَمِيعًا ثُمَّ يَقُولُ لِلْمَلَائِكَةِ
أَهَٰؤُلَاءِ إِيَّاكُمْ كَانُوا يَعْبُدُونَ۔
قَالُوا سُبْحَانَكَ أَنْتَ وَلِيُّنَا مِنْ دُونِهِمْ
بَلْ كَانُوا يَعْبُدُونَ الْجِنَّ أَكْثَرُهُمْ بِهِمْ مُؤْمِنُونَ
فَالْيَوْمَ لَا يَمْلِكُ بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ نَفْعًا
وَلَا ضَرًّا۔ وَنَقُولُ لِلَّذِينَ ظَلَمُوا ذُوقُوا عَذَابَ
النَّارِ الَّتِي كُنْتُمْ بِهَا تُكَذِّبُونَ

(سباء: ۴۰ تا ۴۲)

ترجمہ: اور جس دن اللہ تعالیٰ (ان سب فرشتوں کی پوجا کرنے والوں)
کو جمع کرے گا پھر فرشتوں سے فرمائے گا کیا یہ لوگ تمہاری عبادت
کیا کرتے تھے۔ وہ عرض کریں گے (شرک) سے پاک ہے تیری ذات
ہمارا تو تجھ سے تعلق ہے۔ نہ کہ ان لوگوں سے۔ بلکہ یہ لوگ
تو جنوں کی عبادت کیا کرتے تھے۔ ان میں اکثر انہیں پر اعتقاد
رکھتے تھے (سو آج تم میں سے (عابد اور خود ساختہ معبودوں
میں سے) نہ کوئی کسی کو نفع پہنچانے کا اختیار رکھتا ہے اور

نہ نقصان پہنچانے کا اور ہم ظالموں (مشرکین) سے کہیں گے کہ جس دوزخ کے عذاب کو تم جھٹلایا کرتے تھے۔ اس کا مزہ چکھو۔

تشریح:۔ مندرجہ بالا ارشادات ربانی سے یہ تصریح ہوتی ہے کہ ذات الٰہی کو چھوڑ کر جن لوگوں نے بزرگانِ دین یعنی انبیاء و مرسلین علیہم السلام اور اولیاء کرام کی پرستش کی یعنی ان کے بت بنا کر یا قبر پرستی کی شکل میں۔ وہ مشرکین ہیں اور ان کا ٹھکانہ جہنم ہے۔ اسی طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور ان کی والدہ حضرت مریم علیہا السلام کو خدا تصور کرکے پوجنے والوں کا حشر ہوگا۔ اور اللہ کے فرشتوں کی پوجا کرنے والوں کو بھی دوزخ کا مزہ چکھنا ہوگا۔ کیونکہ ان گروہانِ مشرکین کے معبود اس دن انہیں گمراہی پر چلنے کی ذمہ داری ہرگز نہیں لیں گے لہٰذا انہیں ان شرکوں کے بدلے جن میں وہ ملوث رہے جہنم میں دھکیل دیا جائے گا۔

یاد رہے کہ کتاب اللہ میں بار بار مشرکین کو متنبہ کیا گیا ہے کہ شرک ایک ایسا گناہ عظیم ہے کہ جسے اللہ بزرگ و برتر ہرگز ہرگز معاف نہیں کریگا۔ البتہ وہ غفور الرحیم ہے۔ دوسرے ہر قسم کے گناہ کو چاہے گا تو معاف کر دے گا۔

بھائیو! اب بھی وقت ہے قبر پرستی سے باز آجاؤ۔ ورنہ بے حد پچھتانا پڑے گا۔ اور روزِ محشر کے بعد کچھ نہیں ہو سکیگا۔ اپنی حاجات کے لئے بدنی۔ زبانی۔ مالی سب عبادات خدائے واحد کے لئے روا رکھ کر شرک سے بچ جاؤ۔

(آمین)

اللہ تعالےٰ کا شریک قرار دینا ناقابلِ معافی گناہ اور جسکے مرتکب ہونے والے پر جنت حرام (القرآن)

چنانچہ اس ضمن میں ارشادِ ربانی ہے ا۔

اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ وَيَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَآءُ ۚ وَمَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدِ افْتَرٰٓى اِثْمًا عَظِيْمًا (النساء ۴۸)

ترجمہ! یقیناً اللہ اس امر کو معاف نہیں کرے گا کہ اس کا شریک بنایا جائے۔ ہاں اس کے ماسوا دوسرے جس قدر گناہ ہیں، انہیں وہ جس کے لئے چاہے گا معاف کر دے گا۔ کیونکہ جس نے اللہ کا شریک قرار دیا اس نے ایک بڑا گناہ اور افترا کیا۔

(۲) اسی سورۃ مبارکہ کی آیت نمبر ۱۱۶ میں بھی یہی ارشادِ ربانی ہے۔ ماسوائے آخری الفاظ کے یہاں ایک بڑا گناہ اور افترا کیا کی بجائے یہ معانی ہیں کہ وہ گمراہی میں بہت دور نکل گیا،،

(۳) اِنَّهٗ مَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدْ حَرَّمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ وَمَاْوٰىهُ النَّارُ ۗ وَمَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ اَنْصَارٍ (المائدہ : ۷۲)

ترجمہ:۔ جو شخص اللہ کا شریک قرار دیتا ہے۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے جنت حرام کر دی ہے اور اس کا ٹھکانہ آگ ہے۔ ایسے ظالموں کا کوئی مددگار نہیں۔

(۴) یاد رہے کہ شرک ایک اتنا سنگین ترین گناہ ہے کہ سورۃ انعام میں اللہ تعالیٰ نے کم وبیش اٹھارہ انبیاء و مرسلین علیہم السلام کا نام

بنام ذکر کرنے کے بعد شرک متعلق اس طرح ارشاد فرمایا۔

وَلَوْ اَشْرَكُوْا لَحَبِطَ عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ (الانعام: ۸۹)

اگر ان لوگوں نے شرک کیا ہوتا تو ان کا کیا کرایا سب غارت ہو جاتا۔

(۵) حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اگرچہ ایک عظیم نبی صلی اللہ علیہ وسلم تھے اور اللہ کے حبیب تھے۔ پھر بھی شرک کے متعلق ذاتِ باری تعالیٰ کا لہجہ کس قدر سخت ہے۔ ملاحظہ فرمایئے۔

وَلَقَدْ اُوْحِیَ اِلَیْكَ وَاِلَى الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِكَ لَئِنْ اَشْرَكْتَ لَیَحْبَطَنَّ عَمَلُكَ وَلَتَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِیْنَ

(الزمر: ۶۵)

ترجمہ: یقیناً آپ کی طرف اور آپ سے پہلے والے لوگوں کی طرف یہ وحی بھیجی کہ اگر تم شرک کرو گے تو تمہارے عمل بیکار ہو جائیں گے اور ضرور بالضرور تم گھاٹا اٹھانے والوں میں سے ہو جاؤ گے۔

مشرکین مکہ حاجت روائی کیلئے خدا اور اولیاء اللہ دونوں کو شامل کرتے جبکہ حال کے مشرکین صرف اولیاء اللہ سے مدد کے طلب گار ہیں۔

چنانچہ قرآن پاک کی حسبِ ذیل آیات مبارکہ سے مذکورہ بالا روشنی پر روشنی پڑتی ہے۔

(۱) فَاِذَا رَكِبُوْا فِی الْفُلْكِ دَعَوُا اللّٰهَ مُخْلِصِیْنَ لَهُ الدِّیْنَ فَلَمَّا نَجّٰىهُمْ اِلَى الْبَرِّ اِذَا هُمْ یُشْرِكُوْنَ (العنکبوت: ۶۵)

ترجمہ:۔ پس جب (مشرک لوگ) سوار ہوتے ہیں کشتی میں اور کشتی طوفان میں غرق ہونے لگتی ہے۔ تو پکارتے ہیں صرف اللہ ہی کو خالص کرتے ہوئے اس کی (عبادت شرک سے) پھر جب خدا ان کو دریا سے نجات دیکر خشکی کی طرف پہنچا دیتا ہے تو نجات پاتے ہی وہ شرک کرنے لگتے ہیں۔ لات و منات کی طفیل بچ گئے لاؤ نذر نیاز ان کی)

هُوَ الَّذِي خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَّجَعَلَ مِنْهَا زَوْجَهَا لِيَسْكُنَ إِلَيْهَا فَلَمَّا تَغَشّٰهَا حَمَلَتْ حَمْلًا خَفِيفًا فَمَرَّتْ بِهٖ فَلَمَّا أَثْقَلَتْ دَّعَوَا اللّٰهَ رَبَّهُمَا لَئِنْ اٰتَيْتَنَا صَالِحًا لَّنَكُونَنَّ مِنَ الشّٰكِرِينَ ۔ فَلَمَّا اٰتٰهُمَا صَالِحًا جَعَلَا لَهٗ شُرَكَآءَ فِيمَا اٰتٰهُمَا فَتَعٰلَى اللّٰهُ عَمَّا يُشْرِكُونَ

(الاعراف: ۱۸۹-۱۹۰)

ترجمہ: (لوگو سنو اللہ وہی (قادر مطلق) ہے جس نے تم کو ایک جان (آدمؑ) سے پیدا کیا اور اُسی سے اس کا جوڑا بنایا تاکہ مرد کو عورت کو سکون ملے تو جب مرد عورت تو عورت کو ہلکا سا حمل رہ جاتا ہے — (نطفہ قرار پاتا ہے) پھر وہ اس حمل کو لئے پھرتی (پھر جب حمل بڑھ جانے سے عورت زیادہ بوجھل ہو جاتی ہے۔ تو عورت مرد) دونوں خدا سے اپنے پروردگار سے دعا مانگتے ہیں کہ (اے خدا) اگر تو ہم کو (جیتا جاگتا) پورا بچہ عنایت کرے گا تو ہم تیرا احسان مانیں گے پھر جب (خدا) ان کو (جیتا جاگتا) پورا بچہ عنایت کرتا ہے تو اس (بچہ) میں جو خدا نے ان کو عنایت کیا تھا خدا کے شریک بنانے لگتے ہیں سو خدا تعالیٰ کی شان ان کے شرک سے بہت بلند ہے۔

یہ استدلال کہ مزارات کے اولیاء کرام کو سجدہ جائز ہے کیونکہ آدمؑ کو فرشتوں نے سجدہ کیا اور یوسفؑ کو اس کے والدین اور بھائیوں نے سجدہ کیا تھا بالکل غلط فہمی پر مبنی ہے

سجدہ کے معنی اور مدارج

۱۔ سجدہ کا لفظ عربی زبان میں جھکنے کے معنی میں آتا ہے۔ روایات میں اس کے دو مدارج کا ذکر ہے۔ اولاً سجدۂ عبادت یا پرستش سوائے اللہ تعالیٰ کے کسی غیر کے لئے ہرگز جائز نہیں دوئم سجدۂ تحیت یا تعظیم جو پچھلے مذاہب میں غیر اللہ کے لئے جائز تھا۔

سجدۂ عبادت میں جھک کر پیشانی اور ناک زمین کی سطح پر رکھی ہوتی ہے۔ جبکہ سجدہ تحیت میں صرف رکوع کی حد تک جھکنا ہوتا ہے۔ بنی اسرائیل میں سجدۂ تحیت یا تعظیم کی اس رسم کا عام رواج تھا۔ تورات اور بائیبل میں اسکی بکثرت مثالیں ہیں۔ چنانچہ بائیبل (تکوین: ۱۸-۳) میں ہے کہ حضرت ابراہیمؑ نے جب اپنے خیمہ کی طرف تین آدمیوں کو آتے دیکھا تو ان کے استقبال کے لئے دوڑے

اور زمین تک جھکے"۔ ان الفاظ کا عربی ترجمہ والی بائیبل میں اس طرح لکھا گیا ہے "فلما نظر رکض لاستقبالهم من باب الخيمة و سجد إلى الارض"

آگے چل کر بائیبل ہی میں جس موقع پر بنی حتّ نے حضرت سارہ کے دفن کے لئے قبر کی زمین مفت دی وہاں اُردو بائیبل کے الفاظ اس طرح ہیں۔

"ابرہام نے اُٹھ کر بنی حتّ کے آگے جو اس ملک کے لوگ ہیں۔ آداب بجا لا کر ان سے یوں گفتگو کی" اور عربی ترجمہ کی بائیبل کے مطابق:

"فقام إبراهيم وسجد لشعب الارض لبني حتّ"

(تکوین: ۲۳ - ۷)

اور جب ان لوگوں نے قبر کی زمین ہی نہیں بلکہ پورا کھیت اور ایک غار نذر میں پیش کر دیا تب۔

"ابرہام اس ملک کے لوگوں کے سامنے جھکا"

عربی میں بائیبل کے یہی الفاظ اس طرح ہیں۔

"فسجد ابراهيم امام شعب الارض"

(تکوین ۲۳ - ۱۲)

ان مثالوں سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ اس طرح سجدے کا مفہوم وہ نہیں جو اب اسلامی اصطلاح میں سمجھ لیا گیا ہے (بحوالہ تفسیر سورۃ یوسف حاشیہ نمبر ۷۰ از تفہیم القرآن (مصنف علامہ ابوالاعلیٰ مودودی)

اس تفصیل سے صاف ظاہر ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام کو جو اس کے والدین اور بھائیوں نے سجدہ کیا وہ سجدہ تحیۃ یا تعظیمی تھا۔ باقی رہا سوال حضرت آدم علیہ السلام کا کہ اس کو فرشتوں نے سجدہ کیا تو اس میں شرک کا کوئی پہلو نہیں۔ اس لئے کہ اولاً تو سجدہ خدا کے حکم کی تعمیل تھا اس لئے گویا خدا ہی کو سجدہ تھا۔ ثانیاً سجدہ شرک کی علامت اسلام میں قرار دیا گیا ہے اسلام سے پہلے اس کی اہمیت تعظیم کے ایک طریقہ سے زیادہ کچھ بھی نہیں تھی۔ چنانچہ اگر یہ کہا گیا کہ آدم کو سجدہ کرو اس کے معنی یہ بھی ہیں کہ آدمؑ کی تعظیم بجا لاؤ یعنی سجدہ تحیۃ کے معنی میں حکم دیا گیا۔ اس طرح فرشتوں کا آدم علیہ السلام کو سجدہ کرنا ہر دو صورتوں میں برحق تھا۔

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ فرشتوں کو آدم علیہ السلام کی تعظیم بجا لانے کا حکم کیوں دیا گیا؟ بعض علماء کا خیال ہے اس سے فرشتوں کی اطاعت اور بندگی کا امتحان لینا مقصود تھا۔ کیونکہ فرشتے نوری تھے اور آدم علیہ السلام کی تخلیق خاکی تھی۔ چنانچہ سب فرشتے اس امتحان میں کامیاب ہو گئے سوائے ابلیس ملعون کے جو جنات میں سے تھا اور اپنی کثرت عبادت کی بناء پر فرشتوں کے گروہ میں شامل تھا۔ تاہم وہ تخلیق میں ناری ہونے کے ناطے تکبر میں آ کر آدم علیہ السلام کو سجدہ کرنے سے انکاری ہو گیا اور ہمیشہ کے لئے لعین قرار پایا۔

بعض دوسرے علماء کرام کی رائے میں آدمؑ کو فرشتوں سے سجدہ کرانا انسان کی بڑائی کا اظہار کرنا تھا کیونکہ یہی انسان جب انبیاء اور مرسلینؑ کے مدارج پر فائز ہوتا ہے تو فرشتوں سے بہتر ہوتا

ہے۔ چنانچہ حضرت شاہ مولانا عبدالقادرؒ قرآن کریم کی سورۃ التین کی آیت نمبر ۴ کے ترجمہ کے حاشیہ میں تحریر فرماتے ہیں کہ خدا نے انسان کو کیسے اچھے سانچے میں ڈھالا اور کیسی کچھ قوتیں اور ظاہری و باطنی خوبیاں اس کے وجود میں جمع کی ہیں کہ اگر یہ اپنی صحیح فطرت پر ترقی کرے تو فرشتوں پر گویا سبقت لے جائے۔ بلکہ مسجود ملائکہ بنے۔ مولانا مودودیؒ نے بھی مذکورہ بالا سورت کے تعارفی الفاظ میں لکھا کہ اللہ تعالیٰ کا خاص طور پر (اس سورت میں) انبیاءؑ کے مقامات ظہور کی قسم کھا کر یہ فرمانا کہ انسان کو بہترین ساخت پر پیدا کیا گیا ہے یہ معنی رکھتا ہے کہ نوع انسان کو اتنی بہتر ساخت عطا کی گئی کہ اس کے اندر نبوت جیسے بلند درجہ کے حامل لوگ پیدا ہوئے جس سے اونچا منصب خدا کی کسی دوسری مخلوق کو نصیب نہیں ہوا (تفہیم القرآن مصنف سید ابوالاعلیٰ مودودی۔ جلد ششم)

اس لحاظ سے آدم علیہ السلام چونکہ پہلے پیغمبر بھی واقع ہوئے تھے لہٰذا فرشتوں سے بہتر مخلوق ہوئے۔

حسب ذیل حدیث مبارکہ سے بھی انسان (مومن) کی فرشتوں پر برتری ثابت ہوتی ہے۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رض قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمُؤْمِنُ أَكْرَمُ عَلَى اللّٰهِ مِنْ بَعْضِ مَلٰئِكَتِهٖ۔ (رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ)

ترجمہ: ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مومن اللہ کے ہاں بعض فرشتوں سے مکرم ہے۔

(ابن ماجہ۔ مشکوٰۃ)

کسی شاعر نے اسی خیال کی ترجمانی اس طرح کی ہے -

فرشتہ سے بہتر ہے انسان بننا
مگر اس میں لگتی ہے محنت زیادہ

شریعتِ محمدیؐ میں غیر اللہ کے لئے سجدہ کرنے کی ہر دو اقسام یعنی سجدۂ عبادت اور سجدۂ تحیت کلی طور پر شرک ہے ویسے بھی تعظیمی سجدہ جو رکوع کے مماثل تھا کو رکوع میں مدغم کر کے خدائی عبادت صلوٰۃ کا حصہ بنا دیا گیا - سجدۂ تحیت کے متعلق ایک حدیث میں ہے

کہ حضرت سلمان رضی اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سجدہ کرنے کا ارادہ کیا تو حضورؐ نے فرمایا کہ مخلوق کو نہ چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو سجدہ کرے۔

(مدارک)

صاف ظاہر ہے کہ جب حضور پُر نور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے آپکو سجدۂ تحیت لئے یعنی تعظیمی سجدہ کرنے سے منع فرمایا تو ہر دو اقسام کے سجدے شریعت محمدیؐ میں ممنوع ہو گئے اور کسی طرح کی غلط فہمی کا امکان نہ رہا تو پھر مزارات کے پوجاری جن مذہون اولیاء کرام کو ہر دو سجدے کرتے ہیں کس طرح جائز قرار دیا جاسکتا ہے لہٰذا شریعت محمدیؐ کی رو سے غیر اللہ کو ہر قسم کا سجدہ شرک ہے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس گناہ عظیم سے بچائے!

اجمیر شریف میں خواجہ معین الدینؒ نے مراقبہ میں صاحب تاثیر بزرگ مولانا عبدالغفور مدنیؒ سے کہا کہ ہم نے اپنے لئے تعظیمی سجدہ کرانا مجاوروں کو نہیں سکھایا۔ انہیں سمجھائیں کہ سجدہ صرف اللہ تعالیٰ کے لیے ہے۔

مشہور و معروف کتاب یارہ "عاشقانِ رسولؐ" میں مولانا موصوف کے حالات زندگی درج ہیں آپ تربیلا ڈیم کے قریب ایک گاؤں میں پیدا ہوئے دلی کے مدرسہ امینیہ میں تعلیم پائی۔ اور وہیں مدرس ہوئے ۱۹۳۸ء میں مدینہ پہنچے اور پھر ۱۹۶۹ء میں وہاں وفات پائی اور جنت البقیع میں مدفون ہوئے مذکورہ کتاب کے اقتباسات میں حسب ذیل واقعہ بھی درج ہے۔

اجمیر شریف میں آپ خواجہ معین الدین چشتیؒ کے مزار مبارک پر حاضری کے لئے پہنچے تو مجاوروں نے روک لیا اور کہا پہلے تعظیمی سجدہ کرو آپ کا دل نہ مانا پیچھے ہٹ آئے ادھر ادھر نظر دوڑائی تو ایک اور راستہ نظر آیا۔ آنکھ بچا کر اس راستہ سے اندر داخل ہو گئے، مراقبہ میں بیٹھے تو خواجہ معین الدین چشتیؒ کا جسد مبارک مرقد سے بلند ہوتا نظر آیا۔ آواز آئی عبدالغفور ہم نے تو یہ کام نہیں سکھایا۔ اب تمہارا دور ہے تم ہی انہیں سمجھاؤ کہ سجدہ صرف اللہ تعالیٰ کے لئے ہے۔"

(بحوالہ "نور بصیرت"۔ روزنامہ نوائے وقت
۱۴ جنوری ۱۹۹۶ء)

حاجات و ضروریات کیلئے غیر اللہ سے سوال نہ کرو فرمانِ حضرت قطبِ ربانی شیخ عبد القادر جیلانی رح

حضرت شیخ عبد القادر جیلانی رح نے اپنے مقالہ جات مشمولہ آپ کی مشہور و معروف تصنیف بعنوان "فتوح الغیب" میں بار بار یہ تاکید کی ہے کہ ہر قسم کی مدد کے لئے صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کیا جائے۔ اور ایسے مقاصد کے لیے غیر اللہ سے سوال سے پرہیز کیا جائے۔ چنانچہ:



(۱) مقالہ نمبر ا میں فرمایا۔
پس تو اسباب شرک سے پرہیز کر تاکہ وہ تجھے اپنے حقیقی مولیٰ (آقا مددگار) سے غیر مولیٰ (غیر اللہ) کی طرف راغب و رجوع نہ کر دیں اور جو بھی چیز اللہ کے سوا ہے وہ "غیر مولیٰ" کا حکم رکھتی ہے۔ پس تو اپنے رب کے علاوہ غیر اللہ کی طرف رجوع نہ کر اور اپنے نفس پر اس طرح ظلم و ستم نہ کر کہ غیر اللہ کے سبب اللہ کے احکامات سے غافل ہو جائے۔

(۲) مقالہ نمبر ۴۳: اس مقالہ میں ارشاد فرمایا۔
پھر اخلاص کا ایک واضح تقاضا یہ بھی ہے کہ تو اپنی حاجات غیر اللہ کے سامنے نہ لے جائے اور اپنی ہر ضرورت کے لئے رب واحد کے حضور التجا کرے اور جب اللہ تعالیٰ تجھے مطلوبہ نعمت عطا فرمائے تو پھر اس نعمت پر زیادہ سے زیادہ شکر بھی واجب ہے

(۳) مقالہ نمبر ۱۴۲ ۔ پس جو شخص دنیا و عقبیٰ میں عزت و آبرو اور سلامتی کا چاہنے والا ہو اسے چاہیئے کہ صبر و تحمل اختیار کرے اور رضائے الٰہی سے مُنہ نہ موڑے۔ نیز مخلوقات سے اپنے خالق کی شکایت کرنی چھوڑ دے اور اپنی حاجات ہمیشہ اللہ تعالےٰ سے طلب کرے۔

(آگے چل کر اسی مقالہ میں ایک حدیث مبارکہ کے حوالے سے لکھا ہے)

حضرت عباسؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے ارشاد فرمایا

جب تو سوال کرے تو اللہ سے سوال کر۔ اور جب مدد مانگے تو اللہ سے مانگ۔

(۴) مقالہ نمبر ۱۴۳ ۔ حضرت قطب ربانیؒ نے ارشاد فرمایا۔

"مخلوقات اور غیر اللہ سے صرف وہ لوگ سوال کرتے ہیں جن کا یقین و ایمان ضعیف ہے، جن میں صبر و توکل نابود ہے اور جو توحیدِ الٰہی کی معرفت نہیں رکھتے اور اس کے برعکس غیر اللہ کے سامنے سوال کرنے سے فقط وہی لوگ محفوظ رہ سکتے ہیں جو توحیدِ باری تعالےٰ کی معرفت رکھتے ہیں، جن کا یقین و ایمان محکم ہے۔ جن کا طریق توکل علی اللہ ہے اور جو ذکر و فکر کی مزاولت سے حقیقت و صداقت کی بصیرت رکھتے ہیں اور بہ اقتضائے ایمانی اس چیز کی شرم و حیا رکھتے ہیں کہ خدائے حیّ القیوم کے ہوتے ہوئے مخلوقات میں کسی سے سوال کریں۔"

(۵) مقالہ نمبر ۱۴۴ ۔ بحوالہ کلام اللہ آپ نے فرمایا۔ بلکہ کلام اللہ میں

کتنی ہی جگہ اللہ تعالیٰ حکماً مومن سے مطالبہ کرتا ہے کہ وہ اپنی حاجات و ضروریات اس کے حضور پیش کرے۔ تاکہ وہ اس کی دعا قبول کرے اور اس کی مشکل کشائی فرمائے۔

مثلاً فرمایا مسلمانو! میرے حضور دعا کرو کہ میں تمہاری دعا قبول کروں اور تمہاری حاجات و ضروریات تمہیں دوں۔ اور ایک دوسری جگہ بطور عہد فرمایا۔ جب میرے بندے میرے متعلق آپ سے دریافت کریں تو فرمائیے میں ان سے بہت قریب ہوں۔ جب بھی کوئی پکارنے والا مجھے پکارتا ہے تو میں اس کی دعا قبول کرتا ہوں۔ پس بندوں کو چاہیئے کہ میری اطاعت اختیار کریں۔

(۶) مقالہ نمبر ۷۹ :۔ آپ نے اپنے بیٹے حضرت شیخ عبدالوہاب رح کو وصیت میں فرمایا۔

تجھ پر لازم ہے کہ اللہ تعالیٰ سے ہمیشہ ڈرتا رہے اور اس کی مخلوقات میں سے کسی سے خوف نہ کھائے۔ اللہ کے علاوہ مخلوقات میں سے کسی سے اپنی اُمیدیں اور حاجات وابستہ نہ کر۔ اپنے تمام کاموں کو اللہ تعالیٰ کے سپرد رکھ۔ اس سے اپنی تمام ضروریات طلب کر۔ اور اللہ کے سوا کسی سے وثوق نہ رکھ۔ یہ شرک ہے۔

مقالات نمبر ۱۳ اور نمبر ۷۹ کی رُو سے غیر اللہ کو ولی یا (مددگار) یا حاجت روا ماننا شرک ہے۔ پھر حضرت غوث اعظم رح کے لئے ختم شریف غوثیہ رح میں یہ دعا کیوں!۔

ے امداد کن امداد کن از رنج و غم آزاد کن
در دین و دنیا شاد کن یا غوث اعظم دستگیر رح

یا

امداد کن امداد کن از بند غم آزاد کن
در دین و دنیا شاد کن یا شیخ عبدالقادرؒ

کیا یہ پیرانِ پیر حضرت شیخ عبدالقادرؒ جیلانی محبوبِ سبحانی قطبِ ربّانی کے احکامات کے خلاف عمل بلکہ بقول ان کے مشرکانہ فعل نہیں۔؟

(معاذ اللہ)

محبوب سبحانی قطب ربانی شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کی اپنی کتاب غنیۃ الطالبین کے مطابق اس شخص پر لعنت جو اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر اپنے جیسی مخلوق پر بھروسہ کرے

مذکورہ بالا کتاب کے عربی سے اُردو ترجمہ میں جو کہ مولانا راغب رحمانی دہلوی کی کاوش کا نتیجہ ہے اور جو نفیس اکیڈمی کراچی نے پبلش کیا ہے کے دوسرے حصہ کے صفحات ۴۸۹ تا ۴۹۰ پہ ملاحظہ فرمایئے۔

اللہ کو چھوڑ کر دوسروں سے لالچ رکھنے کی اللہ تعالیٰ نے مذمت فرمائی ہے۔ چنانچہ یحییٰ بن کثیر سے روایت کی جاتی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ میں نے تورات پڑھی تو اس میں دیکھا کہ حق تعالیٰ فرماتا ہے۔ کہ اس پر اللہ کی لعنت ہے جو اپنی جیسی مخلوق پر بھروسہ رکھے۔

ایک حدیث قدسی میں حق تعالیٰ فرماتا ہے مجھے اپنی عزت وجلال اور کرم وشرف کی قسم جو شخص میرے علاوہ کسی غیر سے اُمید رکھتا ہے میں اس کی اُمید ضرور بالضرور کاٹ دوں گا اور ایسے لوگوں میں ذلیل وخوار

کردوں گا۔ اسے اپنے قرب سے دور کردوں گا اور اپنے وصل سے اس کا تعلق کاٹ دوں گا۔ کیا وہ سختیوں میں غیراللہ سے امیدیں وابستہ رکھتا ہے کہ حالانکہ سختیاں میرے ہاتھوں میں ہیں اور میں زندہ ہوں کیا وہ غیروں سے امیدیں قائم کرتا ہے اور پریشانیوں کے لئے غیروں کے دروازے کھٹکھٹاتا ہے حالانکہ وہ بند ہیں اور ان کنجیاں میرے ہاتھ میں ہیں۔

ایک دوسری حدیث قدسی میں ہے کہ حق تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ جو بندہ لوگوں کو چھوڑ کر مجھے مضبوط پکڑ لیتا ہے اور میں اس کے دل اور نیت سے واقف ہوں۔ پھر اس سے آسمان اور زمین اور ان کے باشندے اس کے خلاف سازشیں کریں تو میں ضرور اس سازش سے نکلنے کے لئے اس کے لئے کوئی نہ کوئی راہ نکال دیتا ہوں اور جو بندہ مجھے چھوڑ کر لوگوں کو پکڑ لیتا ہے۔ تو میں اوپر سے آسمان کے ذرائع اسے کاٹ دیتا ہوں اور نیچے سے زمین کو شور بنا دیتا ہوں اور دنیا میں اسے مشقت میں ڈال کر ہلاک کر دیتا ہوں۔

بعض صحابیؓ۔ میں نے سنا کہ سرورِ عالم صلعم نے فرمایا کہ جو لوگوں سے عزت حاصل کرنا چاہے گا خوار ہوگا۔ کہا جاتا ہے کہ جو اپنے جیسے انسان پر بھروسہ کرتا ہے ذلیل و خوار ہوتا ہے اولادِ آدم کی طرف اسکے دل کا جھانکنا اور اس سے لالچ رکھنا اس کی پریشانی اور ذلت و خواری کے لئے کافی ہے۔ اس میں دو باتیں جمع ہوگئی دنیوی ذلت اور روزی میں ایک حبہ (دانہ) کی

بھی زیادتی کے بغیر حق تعالیٰ سے دوری۔ حق تعالیٰ آرام کے بعد تکلیف سے محفوظ فرمائے۔ آمین۔

گویا حضرت پیرانِ پیر غوث الاعظمؒ کی ارشادات کی روشنی میں اپنی حاجات اور ضروریاتِ زندگی کے متعلق کسی انسانی مخلوق پر بھروسہ یا امید رکھنا بمطابق احادیثِ نبویہؐ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس شخص پر لعنت ہے جو ایسا کرتا ہے۔

علاوہ ازیں جیسا کہ پہلے ذکر کیا گیا ہے قطب ربانی کی تصنیف بعنوان "فتوح الغیب" میں بھی اس بات پر زور دیا گیا ہے کہ غیر اللہ سے مدد کے لئے سوال نہ کیا جائے۔ کیونکہ یہ شرک ہے۔

اب ذرا حسبِ ذیل قصیدہ بھی ملاحظہ فرمایئے۔ جس میں شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کے عقائد و نظریات پر پانی پھیر دیا گیا ہے۔

غوث الاعظمؒ کی طرف منسوب شدہ قصائد

(بحوالہ، بدعات اور ان کا شرعی پوسٹ مارٹم۔ مصنف علامہ شیخ احمد بن حجر قاضی دوحہ۔ قطر۔ مترجم رئیس الاحرار ندوی (صفحات ۲۴۴ تا ۲۴۹)

ضریحی بیت اللہ مَنْ جَاءَ زائرًا   یھرول لہٗ یحظی بعز و رفعۃ

میری قبر بیت اللہ ہے جو شخص اس کی زیارت کے لئے دوڑ کر آئے گا' وہ عزت و رفعت سے بہرہ ور ہو گا۔

وسری سر اللہ سار بخلقہ   فلذ بجنابی ان اردت مودتی

اور میرا بھید سر الٰہی ہے جو ساری مخلوق میں جاری ہے' اس لئے اگر تم کو میری محبت مطلوب ہے تو میری بارگاہ میں پناہ لو۔

وامری امر اللہ ان قلت کن فیکن　　وکل بامر اللہ فاحکم بقدرتی

اور میرا حکم حکم الٰہی ہے اگر میں لفظ کن کہہ دوں تو وہ ہو جائے گا اور تمام چیز حکم الٰہی سے ہوتی ہے لہٰذا تم میری قدرت کو حکم مانو۔

واصبحت بالوادی المقدس جالسا　　علی طور سینا قد سموت بخلعتی

اور میں وادیٔ مقدس میں بیٹھا رہتا ہوں اور طور سیناء پر اپنی خلعت کے ساتھ جلوہ افروز ہوتا ہوں۔

وطابت لی الاکوان من کل جانب　　فصرت لھا اھلا بتصحیح نیتی

پوری کائنات چہار جانب سے میرے لئے خوشگوار ہو گئی' چنانچہ اپنی صحیح نیت کی بنیاد پر میں ان تمام چیزوں کا اہل ہو گیا ہوں۔

عاینت اسرافیل واللوح والرضاء　　وشاھدت انوار الجلال بنظرتی

میں نے اسرافیل' لوح محفوظ اور رضائے الٰہی اور انوار خداوندی کا مشاہدہ اپنی آنکھوں سے کیا ہے۔

وشاھدت ما فوق السمٰوٰت کلھا　　کذا العرش والکرسی فی طی قبضتی

اور آسمانوں کے اوپر کی تمام چیزوں کا میں نے مشاہدہ کیا' اسی طرح عرش و کرسی میرے قبضہ قدرت میں ہے۔

وکل بلاد اللہ ملکی حقیقۃ　　واقطابھا من تحت حکمی وطاعتی

اور اللہ تعالیٰ کے سارے ممالک درحقیقت میری ملکیت ہیں اور تمام اقطاب میرے حکم کے تابع ہیں۔

وجودی سری فی سر سر الحقیقۃ　　ومرتبتی فاقت علی کل رتبۃ

میرا وجود حقیقت کے راز میں سرایت کئے ہوئے ہے' اور میرا مرتبہ تمام مرتبوں سے بلند ہے۔

ومطلع شمس لافق ثم مغیبھا　　واقطار ارض اللہ فی حال خطوتی

اور سورج کے طلوع و غروب ہونے کے مقامات اور اللہ تعالیٰ کی زمین کے تمام گوشوں کو اپنے چلنے پھرنے کی حالت میں

اقلبہا فی راحتی کلعبۃ — اطوف بہا جمعًا علی طول محنتی

میں ایک کھلونے کی طرح اپنی ہتھیلی میں الٹتا پلٹتا رہتا ہوں اور ان کو ہمہ وقت گردش دیتا رہتا ہوں۔

وقطب اقطاب الوجود حقیقۃ — علی سائر الاقطاب عزی وحرمتی

اور میں درحقیقت وجود کے سارے اقطاب کا قطب ہوں اور سارے اقطاب پر میری عزت و حرمت قائم ہے۔

توسّل بنا فی کل ہول وشدۃ — اغیثک فی الاشیاء طرا بہمتی

ہر خوف و دہشت کی حالت میں تم مجھے وسیلہ بناؤ میں اپنی ہمت سے تمام معاملوں میں تمہاری فریاد رسی کروں گا۔

انا لمریدی حافظ مایخافہ — واحرسہ من کل شر وفتنۃ

میں اپنے مرید کی حفاظت ہر اس چیز سے کرتا ہوں جس سے وہ ڈرتا ہے اور تمام شر و فتنہ سے اسے بچاتا ہوں۔

مریدی اذا ما کان شرقًا ومغربا — اغثہ اذا ما صار فی ای بلدۃ

میرا مرید مشرق و مغرب کے جس شہر میں ہو میں اس کی فریاد رسی کرتا ہوں'

طبولی فی السماء والارض دقت — وشاوس السعادۃ قد بدا لی

آسمان و زمین میں میرے نقارے بج رہے ہیں اور سعادت کے دستے میرے لئے ظہور پذیر ہو رہے ہیں۔

انا الحسنی والمخدع مقامی — واقدامی علی عنق الرجال

میں سراپا بھلائی ہوں اگرچہ میرا قیام کوٹھری میں رہتا ہے اور میرے پیر تمام لوگوں کی گردنوں پر ہیں۔

وولانی علی الاقطاب جمعا — فحکمی نافذ فی کل حال

مجھے اللہ تعالیٰ نے تمام بلند پایہ اولیاء پر حاکم بنایا ہے اور میرا ہی حکم ہر حال میں نافذ ہوتا ہے۔

نظرت الی بلاد الله جمعا کخردلة علی حکم اتصالی

میں اللہ تعالیٰ کی ساری سرزمین پر نظر رکھتا ہوں اور ساری کائنات ایک رائی کے دانے کی طرح میرے ماتحت ہے۔

فلو القیت سری فوق نار لماتت وانطفت فی سرحالی

اگر میں اپنا راز آگ پر ڈال دوں تو وہ بجھ جائے۔

ولو القیت سری فوق میت لقام بقدرة المولیٰ مشی لی

اور اگر میں اپنا راز کسی مردہ پر ڈال دوں تو وہ قدرت الٰہی سے کھڑا ہو کر چلنے لگے۔

ولو القیت سری فی جبال لدکت واختفت بین الرمال

اور اگر میں اپنا راز پہاڑوں پر ڈال دوں تو ریزہ ریزہ ہو جائیں اور تودہ ریگ میں چھپ جائیں۔

ولو القیت سری فی بحار لصار الکل غورا فی الزوال

اگر میں اپنا راز سمندروں میں ڈال دوں تو وہ سب فنا کر ہو تہہ نشین ہو جائیں

وما منها شهور او دهور تمر وتقتضی الا اتی لی

جتنے مہینے اور زمانے گذرتے ہیں وہ میرے پاس آتے ہیں

وتخبرنی بما یاتی ویجری وتعلمنی فاقصر عن جدالی

اور یہ مہینے اور زمانے اپنے احوال مجھ سے بتاتے ہیں کہ ان مہینوں اور زمانوں میں کیا ہو رہا ہے اور کیا ہو گا۔

بلاد الله ملکی تحت حکمی ووقتی قبل قبلی قد صفا لی

اللہ تعالیٰ کے تمام ممالک میری ملکیت اور میرے حاکم کے تابع ہیں اور میرا وقت میری جانب آنے سے پہلے ہی میرے لئے صاف ہو گیا۔

مریدی لاتخف واش فانی عزوم قاتل عند القتال

اے مرے مرید کسی چغل خور سے نہ ڈر اس لئے کہ میں صاحب عزیمت ہوں، اور بوقت قتال جنگ کر سکتا ہوں۔

مریدی لاتخف اللہ ربی عطانی رفعۃ نلت المعالی

میرے مرید خوف زدہ مت رہو' میرے رب نے مجھے بلندی عطا کی ہے۔ اس لئے میں نے ساری بلندیاں حاصل کر لی ہیں۔

مریدی ھم وطب واشطح وغن وافعل ماتشاء فالاسم عالی

میرے مرید تم خوش رہو' بکو اور گاؤ اور جو چاہو کرو کیونکہ میرا نام بلند ہے

وکل ولی لہ قدم وانی علی قدم النبی بدر الکمال

ہر ولی کا ایک مقام ہوتا ہے اور میں مقام نبوی کا بدر کمال (چودھویں رات کا چاند) ہوں

انا الجیلی محی الدین اسمی واعلامی علی رؤس الجبال

میرا نام محی الدین جیلانی ہے اور میرے جھنڈے پہاڑوں کی چوٹیوں پر ہیں۔

وعبد القادر المشھور اسمی وجدی صاحب العین الکمال

اور میرا مشہور نام عبدالقادر ہے اور میرے دادا صاحب عین کمال ہیں۔

موصوف شیخ عبدالقادر جیلانی کی طرف منسوب شدہ ایک اور قصیدہ کے کچھ اشعار یہ ہیں۔

انا الدرۃ البیضاء انا سدرۃ الرضا تجلت لی الانوار واللہ اعطانی

میں سفید موتی اور سدرۃ رضا ہوں' میرے لئے انوار کی تجلی ہوئی اور اللہ تعالیٰ نے مجھے سب کچھ عطا کیا ہے۔

وصلت الی العرش المجید بحضرۃ فنادمنی ربی حقیقا وناجانی

میں بارگاہ الٰہی میں عرش تک پہنچ چکا ہوں اور میرا رب میرا ہم نشین رہ چکا ہے اور مجھ سے سرگوشی کی ہے۔

نظرت لعرش اللہ واللوح نظرۃ فلاحت لی الاملاک والرب سمانی

میں نے عرش الٰہی اور لوح محفوظ کو ایک نظر دیکھا تو میرے لئے ساری ملکیتیں ظاہر ہو گئیں اور رب نے میرا نام رکھا

وتوجني تاج الوصال بنظرة   ومن خلع التشريف والقرب كساني
اس نے مجھے تاج وصال پہنایا اور شرف قربت کا لباس زیب تن کرایا

ولو انني القيت سري بدجلة   لغارت وغيض الماء من سر برهاني
اور اگر میں اپنا راز دریائے دجلہ میں ڈال دوں تو میرے برہان کے رازجہ کی وجہ سے دریائے دجلہ خشک ہو جائے

ولو انني القيت سري على لظى   لاخمدت النيران من عظم سلطاني
اور اگر میں اپنا بھید بھڑکتے ہوئے شعلے پر ڈال دوں تو میری عظمت سلطان کے باعث آگ سرد پڑ جائے۔

ولو انني القيت سري بميت   لقام باذن الله حيا وناداني
اگر میں اپنا راز کسی مردہ پر ڈال دوں تو وہ حکم الٰہی سے زندہ ہو کر مجھے پکارنے لگے۔

وقفت على الانجيل حتى شرحته   وفسرت توراة واسطر عبراني
میں نے انجیل پر کام کرنا شروع کیا تو اس کی شرح لکھ ڈالی اور توریت کی تفسیر کی اور عبرانی زبان میں بھی لکھتا ہوں۔

كذا السبعة الالواح جمعا فهمتها   وبينت آيات الزبور وقرآن
اسی طرح ساتواں الواح کو پوری طرح سمجھتا ہوں اور زبور و قرآن کی آیات کے معانی بیان کرتا ہوں

وفككت رمزا كان عيسى يحله   به كان يحيي الموت والرمز سرياني
میں نے وہ راز کھول کر حاصل کر لیا جس کے ذریعہ عیسیٰ علیہ السلام مردوں کو زندہ کرتے تھے اور یہ راز سریانی زبان میں تھا۔

قاضی موصوف کا چند اشعار پر تبصرہ۔

شیخ عبدالقادر جیلانی کے قصائد میں سے ہم نے تھوڑا سا مواد نقل کیا ہے ہم یہ گمان نہیں رکھتے کہ شیخ موصوف نے ایسی احمقانہ اور کفریہ باتیں کہی ہوں گی جو

اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ ان کا کہنے والا احمق تھا اور ایسے درجہ پر پہنچنے کا مدعی تھا جس پر انبیاء و مرسلین علیہم السلام بھی نہیں پہنچ سکتے حتیٰ کہ ہمارے نبی سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم بھی۔

بعض اشعار میں تو ربوبیت کا دعویٰ بھی پایا جاتا ہے اور بعض میں کہا گیا ہے کہ شیخ عبدالقادر جیلانی کا حکم اللہ تعالیٰ کے حکم کے برابر ہے۔

یہاں میں بعض اشعار کے ان معانی کی وضاحت کر رہا ہوں' جن معانی و مضامین پر یہ اشعار مشتمل ہیں' پہلے شعر میں شیخ جیلانی کی قبر کو کعبہ مشرفہ کے برابر بتلایا گیا ہے اور جب قبر مذکور کعبہ ہو تو اس کی زیارت ہی نہیں اس کا طواف بھی جائز ہوا اور ذرہ برابر عقل رکھنے والے پر بھی یہ مخفی نہیں کہ کعبہ کے علاوہ دوسری کسی چیز کا طواف کفر صریح ہے اور تین مسجدوں کے علاوہ (بیت اللہ' مسجد نبوی اور مسجد اقصیٰ) کسی اور جگہ کی زیارت کے لئے سفر کرنا بدعت مذمومہ ہے۔

یہ معلوم ہے کہ قبر نبوی کعبہ کے درجہ میں نہیں پھر کسی غیر کی قبر کا کیا مقام' دوسرے شعر میں نعوذ باللہ دعویٰ ربوبیت کیا گیا ہے اور اس کا مصرعہ ثانیہ غیر مفید ہے' کیونکہ اللہ تعالیٰ نے کسی کو اتنا اختیار نہیں دیا کہ وہ کن کہے تو جو چاہے وہ ہو جائے۔

اس منصب کا دعویٰ نہ کسی نبی و رسول اور نہ مقرب فرشتے کے لئے کیا گیا ہے بلکہ انبیاء و مرسلین علیہم السلام جب کسی ضرورت و شدت میں پڑتے تو اللہ واحد سے مدد طلب کرتے۔

ان تمام قصائد میں اسی طرح کا دعویٰ ربوبیت و الوہیت یا فخر و مباہات' خود پسندی اور گھمنڈ کی باتیں موجود ہیں' یہ نہیں کہا جا سکتا کہ یہ باتیں نعمت الٰہی کی تحدیث ہیں' کیونکہ اللہ و رسول اور شیخ عبدالقادر جیلانی پر ان اشعار کے کہنے والے افتراء پرداز شاعر نے جو دعوے کئے ہیں' ان کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے شیخ مذکور کو نہیں نوازا۔

کوئی شک نہیں کہ یہ اشعار صوفیاء میں سے زنادقہ کے وضع کردہ ہیں تاکہ یہ مسلمانوں کو اللہ تعالیٰ اور توحید سے پھیر کر دوسرے عقائد باطلہ میں گرفتار کر دیں اور انہیں پیروں فقیروں کے پھندوں میں پھنسا دیں تاکہ لوگ ان کی تعظیم کریں اور ان کی بابت ایسی عقیدت رکھیں جو صرف اللہ تعالیٰ کے لئے جائز ہے اور اس کارستانی کا مقصود یہ ہے کہ دنیا میں کچھ ساز و سامان حاصل کر سکیں اور اپنے مریدین کے یہاں ان کی تعظیم و تقدیس ہو سکے اور مرنے کے بعد بھی ان کی توقیر ہوتی رہے تاکہ لوگوں کو جاہلیت کی بت پرستی کی طرف واپس لے جائیں' حالانکہ اللہ تعالیٰ نے اسی بت پرستی کو مٹانے کے لئے کتابیں نازل کیں۔ انبیائے کرام و مرسلین عظام علیہم السلام کو بھیجا اور سلسلہ جہاد قائم کیا نیز اللہ تعالیٰ نے اس غرض سے کتابیں نازل کیں اور انبیاء بھیجے کہ بندے اللہ تعالیٰ کی توحید کے معتقد ہوں اور صرف اسی کی عبادت کریں۔

شدائد و مشکلات میں اسی کی پناہ ڈھونڈھیں اس کے حکم کی تعمیل کریں اور ممنوعات سے بچیں بخدا یہود و نصاریٰ بھی اس درجے کے کفر تک نہیں پہنچے۔ اللہ تعالیٰ ہم کو اور تمام مسلمانوں کو ایسی باتوں سے عافیت میں رکھے۔ آمین

قطب الاقطاب بری شاہ لطیف قادریؒ کی تعلیمات

آپ کی تعلیمات قرآن پاک کے مطابق تھیں آپ ہمیشہ اپنے پیروکاروں کو تلاوت قرآن پاک اور اس پر عمل کرنے کی تلقین فرمایا کرتے تھے آپ نے صرف خدائے واحد کی عبادت پر زور دیا اور شرک کی جڑیں کاٹ کر رکھ دیں۔ آپ نے حسن اخلاق اور عادات وخصائل میں اسوۂ رسول صلعم کی حتی الوسع پیروی کی۔ آپ حصول رزق کے سلسلہ میں محنت، دیانت اور خلوص کی تبلیغ فرمایا کرتے تھے۔ خود پھٹے پرانے کپڑے سی لیا کرتے تھے۔ آپ نماز باجماعت کی پابندی کرتے اور ساتھیوں کو بھی ایسا کرنے کی تلقین کرتے تھے۔ ہمیشہ دو زانو بیٹھتے۔ متواتر روزے رکھتے اور رات بھر عبادات و ریاضت میں مصروف و مشغول رہتے تھے۔ آپ نے غربت و افلاس میں زندگی گذاری۔ کئی کئی روز فاقے کئے اور روزہ میں رہتے۔ اللہ تعالیٰ کے حضور دعا کے متعلق فرماتے۔

نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد ہے۔

(۱) اللہ تعالیٰ کو دعا سے زیادہ کوئی چیز پسند نہیں ہے۔

(ابن ماجہ)

(۲) دعا مومن کا ہتھیار ہے

(ابو داؤد)

(۳) قبولیت کا یقین رکھ کر اللہ سے دعا کرو۔

(ترمذی)

آپ اکثر فرمایا کرتے تھے کہ اللہ تعالیٰ ہر انسان کی شہ رگ کے قریب ہے۔ ہر وقت اس کو یاد کرو تاکہ ہدایت پا سکو۔ ان کے عقیدے کے مطابق دعائیں صرف مصیبت اور پریشانی کے وقت ہی نہیں ہونی چاہیئے۔ بلکہ ہر حال اور ہر وقت کرنی چاہیئں۔ اللہ کو یاد کرتے کا یہ ایک سنت طریقہ ہے۔

(اولیائے ہند)

قبر پرستی کرنے والو کیا اس صوفی صالح بزرگ کے تاکید نہیں کی کہ ہر حال میں اللہ ہی سے دعا کرو اور اس ہی سے مدد مانگو۔

حضرت غوث بہاؤ الدین زکریا سہروردیؒ کی تعلیمات

آپ کی صوفیانہ تعلیمات میں حسب ذیل فرمان شامل ہیں۔

(۱) بندہ پر لازم ہے کہ اپنے پروردگار کی عبادت صدق و خلوص کے ساتھ کرے اور شعوری طور پر کوشش کرے کہ عبادات و افکار میں غیر کی کھلم کھلا نفی کرے۔

(۲) ذکر الٰہی کو اپنے اوپر لازم کیا جائے۔ محبت و محنت کو اپنا شعار بنایا جائے۔ سچ کو اپنا اوڑھنا اور بچھونا بنایا جائے۔ اپنے نفس کا متواتر احتساب کیا جائے۔ جسم کی سلامتی کم کھانے میں

ہے۔ دین کی سلامتی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر بکثرت درود بھیجنے میں ہے۔ آپ ایک عظیم فلاح کار تھے۔ اور تارک الدنیا ہو کر خانقاہوں میں قید ہو کر جانے والوں کو پسندیدہ نگاہوں سے نہیں دیکھتے تھے۔

آپ کا معمول تھا۔ رات بھر عبادت اور قرآن مجید کی تلاوت میں مشغول رہتے۔ باقاعدگی سے تہجد ادا کرتے۔ آپ کو قرآن مجید سے بہت شغف تھا۔ ایک دفعہ آپ نے دو رکعت نفل نیت کر کے پہلی رکعت میں سارا قرآن حکیم ختم کیا اور چار سیپارے مزید پڑھے۔ پھر دوسری رکعت میں سورۃ اخلاص پڑھی۔

(۳) درس قرآن کا باقاعدہ اہتمام کیا۔ اپنی خانقاہ میں یونیورسٹی طرز کا ادارہ قائم کیا۔ چنانچہ آج کل ملتان ہی میں ان کی یاد میں بہاء الدین زکریا یونیورسٹی قائم ہے۔

حضرت غوث بہاء الدین زکریا سہروردیؒ کے حالات زندگی مختلف کتابوں میں ملتے ہیں۔ مثلاً تاریخ فرشتہ، تذکرۃ الاولیاء۔ اور حضرت بابا فرید الدین مسعود شکر گنجؒ اور حضرت نظام الدین اولیاءؒ کا بیان بحوالہ فوائد الفواد۔

ہم نے دیکھا کہ اس صوفی بزرگ نے بھی اپنی تعلیمات میں غیر اللہ کی عبادت کے خلاف پر زور تلقین کی ہے جس غیر کی عبادت میں بزرگوں کی قبروں کے گرد طواف۔ ان کے سامنے سجدے اور قبر یا آستانہ کو بوسہ دینا بھی شامل ہے۔

حضرت موسیٰ ؑ نے بھی بنی اسرائیل کو قبروں میں مدفون مُردوں سے مدد مانگنے سے منع کیا تھا

حضرت موسیٰ ؑ نے بنی اسرائیل کو مُردوں سے مدد مانگنے سے منع فرمایا تھا کہ جو شخص ایسا کرے گا اس کے لیے یہ فعل اللہ تعالیٰ کے عذاب کا موجب ہو گا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اس شرکیہ عمل سے منع فرمایا ہے۔ کیونکہ تمام انبیاءؑ کا دین ایک ہے۔ اگرچہ شریعتیں ان کی اپنی اپنی تھیں۔ صحیح بخاری میں ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا

اِنَّ مَعْشَرَ الْاَنْبِیَاءِ دِیْنُنَا وَاحِدٌ

ترجمہ: ہم تمام انبیاء کا دین ایک ہے۔

(اللہ تعالیٰ کا ارشاد سورہ الشوریٰ کا اس ضمن میں یہ ہے (اختصار کی خاطر صرف ترجمہ دیا جا رہا ہے)

"اس نے لوگوں کے واسطے وہی دین مقرر کیا ہے جس کو اختیار کرنے کا حکم نوحؑ کو دیا تھا۔ اور جس کی (اے محمد) ہم نے تمہاری طرف وحی بھیجی ہے۔ اور جس کا ابراہیم اور موسیٰ اور عیسیٰ کو حکم دیا تھا۔

بحوالہ کتاب الوسیلہ ص ۳۳۷، ۳۳۸

سمندر کی طوفانی لہروں میں غیر اللہ معبودوں کی بجائے صرف اللہ تعالیٰ کی امداد کے مشاہدہ پر ابوجہل کے بیٹے عکرمہ نے اسلام قبول کیا

قرآن مجید میں مشرکین کیلئے بار بار اس حقیقت کو دوہرایا گیا ہے کہ دیویاں اور دیوتا جن کی تم پرستش کرتے ہو کلی طور پر بے اختیار ہیں۔ نہ مخلوقات میں ان کا کوئی حصہ ہے اور نہ ہی وہ تمہاری کوئی مدد کر سکتے ہیں۔ مایوس ہو کر آخر کار تمہیں اللہ کی مدد ہی مانگنی پڑتی ہے۔

چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے

قُلْ أَرَءَيْتَكُمْ إِنْ أَتَاكُمْ عَذَابُ اللَّهِ أَوْ أَتَتْكُمُ السَّاعَةُ أَغَيْرَ اللَّهِ تَدْعُونَ إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ ﴿٤٠﴾ بَلْ إِيَّاهُ تَدْعُونَ فَيَكْشِفُ مَا تَدْعُونَ إِلَيْهِ إِنْ شَاءَ وَتَنْسَوْنَ مَا تُشْرِكُونَ ﴿٤١﴾ (الانعام: ۴۰-۴۱)

ترجمہ:۔ ان (مشرکین) سے کہو ذرا غور کر کے بتاؤ۔ اگر تم پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے کوئی بڑی مصیبت آجاتی ہے یا آخری گھڑی آپہنچتی ہے تو اس وقت تم اللہ کے سوا کسی اور کو پکارتے ہو؟ بولو اگر تم سچے ہو۔ اس وقت تم اللہ ہی کو کیوں پکارتے ہو پھر اگر وہ چاہتا ہے تو اس مصیبت کو تم پر سے ٹال دیتا ہے۔ ایسے موقعوں پر تم اپنے ٹھہرائے ہوئے شریکوں کو بھول جاتے ہو

تشریح:۔ اس آیت مبارکہ میں فطرت انسانی کی طرف اشارہ ہے کہ مصیبت

کی گھڑی میں آخر تمہیں اس کارساز پروردگار کی طرف جھکنا پڑتا ہے۔ کہ غیر اللہ کے معبودوں کو اللہ کا شریک ٹھہرانا تمہاری سرشت کے بھی خلاف ہے۔ صرف خدا پرستی اور توحید کی شہادت پر جہالت کے پردے پڑے ہوتے ہیں جس سے تم بلاوجہ دیویوں دیوتاؤں کے بتوں کی پوجا کرتے ہو تاہم تم پر حق نمائی کی کسی نہ کسی موقع پر نشاندہی ضرور ہو جاتی ہے۔ چنانچہ ذیل کی مثال اس کا ثبوت ہے۔

جب مکہ معظمہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھوں فتح ہو گیا تو عکرمہ جدہ کی طرف بھاگے اور ایک کشتی پر سوار ہو کر حبش کی راہ لی۔ راستہ میں سخت طوفان آیا اور کشتی خطرہ میں پڑ گئی اس پر مشرکین نے جیسے جیسے اپنے دیوی دیوتاؤں کو مدد کے لئے پکارا ویسے ویسے ہی طوفان بڑھتا گیا۔ جب ان غیر اللہ کی مدد کی امید نہ رہی تو سب نے کہا کہ اب اللہ تعالیٰ کی مدد مانگو۔ چنانچہ ایسا کرنے سے طوفان کا زور ٹوٹ گیا اور کشتی تباہ ہونے سے بچ گئی۔ اس پر عکرمہ کی آنکھیں کھل گئیں اور دل نے آواز دی کہ اگر یہاں اللہ کے سوا کوئی مددگار نہیں تو کہیں اور کیوں ہو۔ یہی تو وہ بات ہے جو اللہ کا وہ نیک بندہ (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں بیس برس سے سمجھا رہے ہیں اور ہم خواہ مخواہ اس سے لڑ رہے ہیں۔ یہ عکرمہ کی زندگی میں فیصلہ کن لمحہ تھا۔ اس نے اس وقت اللہ تعالیٰ سے عہد کیا کہ اگر طوفان سے بچ گیا۔ تو سیدھا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس

جاؤں گا اور ان کے ہاتھ میں ہاتھ دے دوں گا۔

چنانچہ انہوں نے اپنے عہد کو پورا کیا اور واپسی پر نہ صرف اسلام قبول کیا۔ مگر بقیہ زندگی اسلام کے لئے جہاد کرتے گذری۔

نذر و نیاز جیسی مالی عبادات صرف اللہ تعالیٰ کیلئے

حصولِ مقاصد کیلئے جو منتیں اور چڑھاوے یا نذر و نیاز اولیاء کرام کے مزاروں کیلئے پیش کیے جاتے ہیں یہ سب مشرکانہ اعمال ہیں۔ قرآن مجید میں ان کے متعلق بار بار تنبیہ کی گئی ہے یہاں ان چند آیات مبارکہ کا حوالہ دیا جا رہا ہے جن میں نذروں کے خلاف آگاہی ہے۔ چنانچہ ارشادِ ربانی ہے۔

وَمَآ اَنْفَقْتُمْ مِّنْ نَّفَقَةٍ اَوْ نَذَرْتُمْ مِّنْ نَّذْرٍ فَاِنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُهٗ ۗ وَمَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ اَنْصَارٍ

(البقرہ ۲۷۰)

ترجمہ (اے لوگو) تم نے جو کچھ بھی خرچ کیا ہو خیرات میں یا جو نذر بھی مانی ہو اللہ کو اس کا علم ہے۔ اور ظالموں کا کوئی مددگار نہیں

تشریح: اس آیت میں یہ وضاحت کی گئی ہے کہ اے لوگو تم نے نذر خواہ اللہ کے لئے مانی ہو۔ یا غیر اللہ کے لئے۔ دونوں صورتوں میں اللہ خوب جانتا ہے۔ خیرات کی صورت میں خوب اجر ملیگا اور خدا کو چھوڑ کر دوسروں کے لئے نذر ماننے والوں کو سزا سے بچانے کے لئے کوئی مددگار نہیں ملیگا۔

اللہ کی راہ میں نذر ماننے کی اعلیٰ وارفع مثال یہ بھی ہے

چنانچہ ارشاد ہے۔

إِذْ قَالَتِ امْرَأَتُ عِمْرَانَ رَبِّ إِنِّي نَذَرْتُ لَكَ مَا فِي بَطْنِي مُحَرَّرًا فَتَقَبَّلْ مِنِّي ۖ إِنَّكَ أَنتَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ

(آلِ عمران : ۳۵)

ترجمہ : جب عمران کی عورت یہ کہہ رہی تھی کہ اے میرے پروردگار اس بچے کو جو میرے پیٹ میں ہے تیری نذر کرتی ہوں وہ تیرے ہی کام کے لئے وقف ہوگا۔ میری اس پیشکش کو منظور فرما تو سننے اور جاننے والا ہے۔

تشریح : عمران کی عورت نے یہ منت مانی تھی۔ کہ میرے پیٹ میں جو بچہ ہے میں اسے تبلیغ ، احکامات خداوندی کیلئے ہیکل (بیت المقدس) کے خدمت گذاروں میں شامل کر دوں گی۔ مگر منشائے ایزدی کے تحت اس کے ہاں بیٹا کی بجائے بیٹی پیدا ہوئی۔ جس پر وہ بی بی غمزدہ ہوئی۔ مگر اللہ تعالیٰ نے اس کی نذر کو شرف قبولیت بخشا اور اس کی نذر والی بچی مریم علیہ السلام کو اس قدر سربلندی عطا کی کہ اس میں سے ایک برگزیدہ نبی حضرت عیسےٰ علیہ السلام۔ یسوع مسیح پیدا کئے۔ جن پر آسمانی کتاب انجیل مقدس کی شکل میں نازل ہوئی۔

وحی کا نزول : یاد رہے کہ یہ نذر صرف اللہ تعالیٰ کے لئے کسی مخلوق کی خاطر ہرگز نہ تھی۔ حالانکہ عمران کی عورت کا برادر نسبتی حضرت زکریا ؑ

بھی موجود تھا جس کے سامنے یہ نذر نہ مانی بلکہ اس کے برعکس حضرت زکریا علیہ السلام نے تو اس کی مثال کی پیروی میں اپنے لئے ایک صالح بیٹے کے لئے پروردگارِ عالم کی بارگاہ میں دن رات دعائیں کیں۔ جو قبول ہوئیں۔ اور اسے بھی ایک نیک پاک بیٹے حضرت یحیٰ علیہ السلام سے نوازا گیا۔ گویا خلوصِ نیت کی نذریں اور دعائیں بارگاہ ایزدی میں ہمیشہ بار آور ہوتی ہیں۔

(۳) جب حضرت مریم علیہا السلام کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا حمل ہوا تو حکم ہوا کہ فلاں کھجور کے درخت کے نیچے بیٹھ کر زچگی کے دن گذارے جہاں اسے اللہ تعالیٰ کی طرف سے کھانے پینے کا انتظام ہوا۔ ایک چشمہ پھوٹا جہاں سے وہ پانی پیتی تھیں اور کھجور کے تنے کو ہلا کر کھجوروں کی خوراک حاصل کرتی تھیں۔ اور اسے یہ ہدایت کی گئی کہ اگر تجھے کوئی آدمی نظر آئے تو کہدے

فَقُوْلِیْٓ اِنِّیْ نَذَرْتُ لِلرَّحْمٰنِ صَوْمًا فَلَنْ اُکَلِّمَ الْیَوْمَ اِنْسِیًّا

(مریم ۲۶)

ترجمہ: میں نے رحمان کیلئے روزے کی نذر مانی ہے آج میں کسی سے نہ بولوں گی۔

تشریح: قرآن کریم میں اس ارشاد سے یہ بھی ثابت ہوا کہ اللہ تعالیٰ کے لئے نہ صرف خورد و نوش بلکہ روزے کی نذر ماننا بھی جائز ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں اسے عام طور پر اختیار

کیا جاتا رہا ہے۔

چنانچہ اس کی ایک مثال یہ ہے کہ جب اُم المومنین حضرت زینب رضؓ نے حضور پُر نور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اپنے نکاح کی خبر سنی تو اس نے روزوں کی منت مانی۔

اس نکاح کا ذکر قرآن کریم میں اس طرح ہے۔

فَلَمَّا قَضٰى زَيْدٌ مِّنْهَا وَطَرًا زَوَّجْنٰكَهَا لِكَيْ لَا يَكُوْنَ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ حَرَجٌ فِيْٓ اَزْوَاجِ اَدْعِيَآئِهِمْ اِذَا قَضَوْا مِنْهُنَّ وَطَرًا ؕ وَكَانَ اَمْرُ اللّٰهِ

(الاحزاب : ۳۷)

ترجمہ: پھر جب زید اس سے اپنی حاجت پوری کر چکا تو ہم (اللہ تعالیٰ) نے اس (مطلقہ خاتون) کا تم سے نکاح کر دیا تاکہ مومنوں پر اپنے منہ بولے بیٹوں کی بیویوں کے معاملہ میں کوئی تنگی نہ رہے جبکہ وہ ان سے حاجت پوری کر چکے ہوں اور اللہ کا حکم تو عمل میں آنا ہی چاہیے تھا۔

تشریح:۔ سیاق و سباق کی رو سے زید بن حارثہ ایک غلام تھا جس کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے متبنیٰ یا بیٹا بنایا تھا اور اس کی شادی اپنی پھوپھی زاد بہن حضرت زینب رضؓ سے کرا دی مگر ان کی آپس میں نہ بن سکی اور اس نے طلاق دے دی اور اس زمانہ کے رسم و رواج کے مطابق منہ بولے بیٹے کی مطلقہ بیوی سے شادی کو بہت بُرا سمجھا جاتا تھا۔ مگر اللہ تعالیٰ نے اس بے معنی بندھن کو توڑنے کی خاطر یہ آیت نازل فرما کر یہ بتا دیا کہ حضرت زینب رضؓ کا نکاح آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے کر دیا گیا ہے

اس حکم خداوندی کا علم جب مذکورہ خاتون کو ہوا۔ تو اس نے خوشی کی انتہا میں بشارت دینے والے کو اپنا زیور دے دیا جو وہ پہن رہی تھیں۔ اور سجدہ میں گر کر دو مہینوں کے روزوں کی نذر یا منت مانی کہ اگر ایسا ہو جائے گا تو وہ اتنے روزے رکھے گی چنانچہ ایسا ہونے پر اس نے منت پوری کی۔

قرآن پاک میں جنتیوں کی ایک صفت یہ بیان کی گئی ہے۔ کہ یہ وہ لوگ ہوں گے جو اپنے عہد کردہ منتوں یا نذروں کو پورا کرتے ہیں چنانچہ ارشاد ہوتا ہے۔

يُوفُونَ بِالنَّذْرِ وَيَخَافُونَ يَوْمًا كَانَ شَرُّهُ مُسْتَطِيرًا

(الدھر: ۷)

ترجمہ: - یہ وہ لوگ ہوں گے جو اپنی نذروں کو پورا کرتے ہیں اور ڈرتے ہیں اس دن سے جس کی سختی عام ہو گی۔

بارگاہِ الٰہی میں خلوصِ نیت سے نذر یا منت ماننے کی دیگر مثالیں

(۱) صوفی بزرگ خواجہ کمال الدینؒ سعد شیرازی جواہرات کے تاجر بھی تھے ایک دفعہ ان کا جہاز عدن کی طرف جا رہا تھا ابھی آدھے سے کم سمندری سفر طے ہوا تھا کہ باد مخالف چلنے لگی۔ جہاز میں کھلبلی مچ گئی۔ خواجہ صاحب حضرت بہاؤالدین زکریاؒ کے سچے مرید تھے۔ آپ نے اس

حضرت وہاں میں لوگوں کو کہا کہ اگر ہمارا جہاز بحفاظت کنارے تک پہنچ گیا تو ہم اپنے مال کا تیسرا حصہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں تقسیم کر دیں گے۔ سب مسافر رضامند ہو گئے۔ خواجہ کمال الدینؒ سر بسجود ہو کر خدا سے فریاد کرنے لگے۔ اگرچہ حضرت غوث بہاؤالدین زکریاؒ ہزاروں میل کی مسافت پر ملتان میں بیٹھے تھے۔ مگر خود کمال الدینؒ نے روحانی بصیرت سے کشف میں دیکھا کہ حضرت بہاؤالدین ملتانی بھی ان کے لئے بارگاہ ایزدی میں سجدہ ریز ہیں اور معلوم بھی نہ ہو سکا کہ جہاز ساحل عدن پر بحفاظت پہنچ گیا۔ عدن پہنچ کر سب سوداگران نے حسب وعدہ اپنے مال و اسباب کا تیسرا حصہ خواجہ کمال الدینؒ کے حوالے کیا آپ نے ایک شخص فخر الدین گیلانی کے ہاتھ ستر لاکھ روپے حضرت بہاؤالدین زکریاؒ ملتانی کی خدمت میں پہنچائے۔ آپ نے کمال استغناء کا مظاہرہ کرتے ہوئے شام تک یہ خطیر رقم غربا مساکین میں تقسیم کر دی جس سے بہاء الدین زکریاؒ کے جود و سخا کی دھوم مچ گئی۔

(بحوالہ کتابچہ بعنوان حضرت غوث بہاؤالدین زکریا سہروردی شائع کردہ شعبہ نشر و اشاعت انجمن خدام الفقراء اسٹیلائٹ ٹاؤن راولپنڈی)

تشریح: اس مثال میں بے شک ہر دو اولیاء کرام نے سربسجود ہو کر دعا بھی مانگی تاہم منت یا نذر جو مانی گئی وہ نہ کسی قبر کے لئے تھی۔ نہ زندہ کی خوشنودی کے لئے بلکہ خالصتاً اس

بزرگ دیر تر ذات باری تعالیٰ کے لئے مالی عبادت کے طور پر تھی۔

ایک اور مثال جو راقم الحروف کے ایک مخلص دوست نے بیان کی۔ وہ اس طرح ہے۔ کہ کراچی میں ایک صاحب محمد شیخ نامی ویڈیو کے کاروبار میں بلیو پرنٹ فلموں کی ویڈیو بنا کر بیچتے تھے اور کاروبار کافی دھوم دھام سے چل رہا تھا۔ ایک روز اسی سلسلہ میں ایک اجنبی گاہک سے سخت کلامی شروع ہوئی جس پر وہ گاہک مرنے مارنے پر اتر آیا بلکہ موزر سے دکاندار پر وار کرنے کے لئے ہاتھ اٹھایا ہی تھا کہ مسمی محمد شیخ مذکور نے بارگاہِ الٰہی میں منت مانی کہ اگر آج تو مجھے اس ظالم سے بچالے تو میں بقیہ زندگی تیرے دین کی تبلیغ میں گزاروں گا اور اس گندے کاروبار کی نوعیت بدل کر نیک راہ پر چلنے اور لوگوں کو چلانے کی کوشش کروں گا۔ چنانچہ اس کے بعد میرے دوست نے بیان جاری رکھتے ہوئے کہا کہ جب قتل کے ارادہ سے اجنبی گاہک نے موزر سے ایک کے بعد دوسری اور دوسری کے بعد تیسری علیٰ ہذا القیاس چھ تک گولیاں چلانے کی کوشش کی تو ہر بار گولی فیل ہو گئی۔ اور محمد شیخ بال بال بچ گئے۔ اس کے بعد شیخ صاحب نے بلیو پرنٹ کے کاروبار کو خیرباد کہا اور اپنی منت یا نذر کو پورا کرنے کے لئے قرآن کریم کی تمام سورتوں کے مختلف زبانوں میں ترجمے کرا کر ویڈیو تیار کئے اور اپنا بیان جاری رکھتے ہوئے بتایا

کہ اس قرآنی ویڈیو لائبریری کے استفادہ سے دیگر مذاہب
کے لوگ مثلاً یہود ونصاریٰ مشرف بہ اسلام ہو رہے ہیں۔ یہ بڑی
ہی خوش آئند بات ہے ہاں البتہ بعض علماء قرآنی آیات
کی ویڈیو پر معترض ہو سکتے ہیں کہ یہ تصاویر کی شکل میں ہو جاتی
ہیں مگر چونکہ یہ سلسلہ محض تعلیم کی خاطر وقتی طور پہ کیا جاتا
ہے لہذا اللہ جل شانہ ایسے گناہ معاف کرنے کے لئے
غفور الرحیم ہے۔ ممکن ہے اس عمل کا ثواب گناہ سے زیادہ
ہو جائے:

خدا کے سوا کسی دوسرے کے نام پر ذبیحہ یا نذر کا گوشت حرام ہے۔

کسی ایسے جانور کا گوشت جس پر اللہ کی بجائے کسی دوسرے کا نام لے کر ذبح کیا گیا ہو۔ یا بیشک ذبح کرتے وقت اللہ کا نام لیا لیا گیا ہو مگر وہ کسی دوسرے کے لئے نذر ہو۔ دونوں صورتوں میں حرام ہے۔

چنانچہ ارشاد ربانی ہے۔

(۱) اِنَّمَا حَرَّمَ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةَ وَالدَّمَ وَلَحْمَ الْخِنْزِيْرِ وَمَآ اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ

ترجمہ: یہ کہ مردار نہ کھاؤ۔ خون اور سور کے گوشت سے پرہیز کرو اور کوئی ایسی چیز نہ کھاؤ جس پر اللہ کے سوا کسی اور کا نام لیا گیا ہو۔ (البقرہ: ۱۷۳)

تشریح: مردار۔ خون اور سور کے گوشت کے علاوہ اس آیت کا اطلاق اس جانور کے گوشت پر بھی ہوتا ہے جسے خدا کے سوا کسی اور کے نام پر بطور نذر پکایا گیا ہو۔ آگے چل کر اس قسم کے ذبیحہ کا قرآن مجید میں پھر اس طرح ذکر ہے۔

حُرِّمَتْ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةُ وَالدَّمُ وَ
لَحْمُ الْخِنْزِيْرِ وَمَآ اُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهٖ وَالْمُنْخَنِقَةُ وَالْمَوْقُوْذَةُ
وَالْمُتَرَدِّيَةُ وَالنَّطِيْحَةُ وَمَآ اَكَلَ السَّبُعُ اِلَّا مَا ذَكَّيْتُمْ وَ
وَمَا ذُبِحَ عَلَى النُّصُبِ (المائدہ: ۳)

ترجمہ: تم پر حرام کیا گیا مردار، خون، سور کا گوشت وہ جانور جو خدا کے سوا کسی دوسرے کے نام پر ذبح کیا گیا ہو یا جو جانور گلا گھونٹ کر، چوٹ کھا کر، بلندی سے گر کر یا ٹکر کھا مرا ہو۔ یا کسی درندے نے پھاڑا ہو۔ سوائے اس کے جسے تم نے زندہ پا کر ذبح کر لیا ہو۔ اور اس جانور کا گوشت بھی حرام ہے) جو کسی نصب پر ذبح کیا گیا ہو۔ نیز ارشاد ہوا۔

اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ وَرَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا۔ (المائدہ: ۳)

ترجمہ: آج میں نے تمہارے دین کو تمہارے لئے مکمل کر دیا ہے

اور اپنی نعمت تم پر مکمل کر دی ہے اور تمہارے لئے اسلام کو تمہارے دین کی حیثیت سے قبول کر لیا ہے

تشریح: اس آیت مبارکہ میں سب حلال حرام کی پابندیوں کا ذکر کر کے ارشاد ربانی ہے۔ کہ۔

تمہارے دین کی تکمیل ہو چکی ہے۔ لہٰذا ان پابندیوں کو کبھی نہ چھوڑنا ان پابندیوں میں یہ بھی مذکور ہے کہ وہ جانور جس پر ذبح کے وقت خدا کے سوا کسی اور کا نام لیا گیا ہو۔ یا جس کو ذبح کرنے سے پہلے یہ نیت کی گئی ہو۔ کہ یہ فلاں بزرگ یا فلاں دیوی یا دیوتا کی نذر ہے اس کا گوشت تم پر حرام ہے۔ اس آیت مبارکہ میں آگے چل کر یہ بھی وضاحت کی گئی ہے کہ اس جانور کا گوشت بھی تم پر حرام ہے جو کسی "نصب" پر ذبح کیا گیا ہو یہاں نصب سے مراد وہ سب مقامات ہیں جس کو غیر اللہ کی نذر و نیاز چڑھاوے کیلئے لوگوں نے مخصوص

کر رکھا ہو خواہ وہاں کوئی پتھر یا لکڑی کی مورت ہو یا کسی نسک یادگار یا کسی خاص مشرکانہ اعتقاد سے وابستہ ہو۔ ہم لوگ ایسے مقام کو آستانہ یا استھان کے ہم معنی کہتے ہیں آگے چل کر اسی سورت کی آیت نمبر ۹۰ میں پھر انہیں کاموں کے متعلق کہا گیا ہے۔ کہ یہ سب شیطانی کام ہیں ان سے پرہیز کرو کیا اِن مقامات میں اولیاء کرام کی درگاہیں اور مزار شامل نہیں جہاں روزانہ ہزاروں کی تعداد میں ذبیحہ نذر و نیاز کی شکل میں دیئے جاتے ہیں۔ یقیناً یہ مذکورہ مقامات کی فہرست میں شامل ہیں اور مشرکانہ کام ہیں۔

اللہ تعالیٰ کے علاوہ مخلوق کے لئے عبادت۔ نذر و نیاز اور قربانی کفر و شرک

اِن اسلامی مسائل میں اسلامی علماء اور ارباب قلم کے فتاویٰ

(۱) نذر عبادت ہے۔ اور مخلوق عبادت کے لائق نہیں اگر نذر ماننے والے کا یہ خیال ہے کہ میت کو یہ اختیارات حاصل ہیں تو یہ عقیدہ صریحاً کفر ہے (بحر الرائق)

(۲) غیر اللہ کے نام پر جانور ذبح کرنا یا غیر اللہ کی نذر ماننا کفر ہے (بحر الرائق)

(۳) جو نذر اموات کے واسطے ہوں اندروئے تقرب ہے وہ باطل اور حرام ہیں۔
(فتاویٰ عالمگیری۔ در مختار)

یہود و نصاریٰ کے نذروں کے طریقے

(۱) بنی اسرائیل کے بادشاہ رئیس اور دیگر متمول لوگوں کے، ہیکل (عبادت گاہ) کے لئے سونا چاندی اور ان سے بنے ہوئے برتن نذروں میں دیتے تھے۔

(تورات۔ کتاب عزرا۔ باب ۸، ۲۵ تا ۲۹)

(۲) دکھ درد کو رفع کرنے کے لئے روزہ رکھ کر دعا مانگی جاتی تھی

(تورات۔ کتاب نحمیاہ۔ باب ۱، ۴-۶)

(۳) آسیب زدہ سے روح نکالنے کے لئے روزہ کے ساتھ دعا کی جاتی تھی۔

(انجیل۔ کتاب مقدس مرقس باب نمبر ۹ : ۲۸)

(۴) کلیساؤں کے کام کے لئے سفر پر روانہ کرتے وقت روزہ رکھ کر دعا کی جاتی تھی۔

(انجیل مقدس کتاب رسولوں کے اعمال۔ باب ۱۳، ۲-۳ اور ۱۴، ۲۲)

بنی اسرائیل کو غیر اللہ کیلئے نذروں کے متعلق انتباہ

(۱) تورات کی کتاب جامع باب (۵ : ۳-۴) میں ہے کہ تو نے خدا کے لئے کوئی منت مانی تو اس کے ادا کرنے میں دیر نہ کر۔ کیونکہ وہ (اللہ تعالےٰ) کے احمقوں سے خوش نہیں ہوتا۔ پس جو منت

تو نے مانی ہے۔ اسے ادا کر بہتر ہے کہ تو منت نہ مانے برلنیبت اس کے تو منت مان اسے ادا نہ کرے۔

(۲) بنی اسرائیل کے نبی حزقی ایل کے نام کی کتاب کی جو تورات میں ہے کے باب (۲۰ : ۲۸) میں ہے کہ اس میں بھی تمہارے باپ، دادا نے اپنی سخت بے وفائی سے میری تکفیر کی کہ جب میں ان کو اس ملک میں لایا جس کی بابت میں نے ہاتھ اٹھایا تھا کہ میں ان کو عطا کروں گا تو انہوں نے ان سب بلند پہاڑیوں اور گھنے درختوں کو دیکھ کر وہیں اپنے ذبیحوں کو ذبح کیا اور وہیں اپنی غضب انگیز نذریں گذاریں اور وہیں اپنی خوشبو جلائی اور اپنے تپادن تپائے۔

تشریح :۔ آگے چل کر اسی باب کی آیات ظاہر ہوتا ہے کہ اس زمانہ میں قبائل عالم لکڑی اور پتھر کی بھی پرستش کرتے تھے چنانچہ بنی اسرائیل کو جب حضرت علیہ السلام مصر سے نکال کر لائے تو ابد میں انہوں نے بھی ایسے معبودوں کی پرستش کر کے خدا تعالیٰ کو غضبناک کرنا شروع کیا۔ یاد رہے کہ اس زمانہ میں دوسری ذبیح وغیرہ نذروں کے ساتھ لوبان کو جلا کر خوشبو پیدا کر کے بھی معبودوں کو نذریں پیش کی جاتی تھیں نیز اس حوالہ میں ان مشرکانہ نذروں کو کفر سے تعبیر کیا گیا ہے۔

(۳) بنی اسرائیل نے کسی تصوراتی آسمانی دیوی یا ملکہ کو پوجا بھی

شروع کر رکھی تھی چنانچہ ان کے بنی ارمیاہ نے ان کو جب خدائی احکامات کے تحت اس کے خلاف متنبہ کیا تو کتاب ارمیا باب ۴۴ : ۱۶ - ۱۷ کے مطابق انہوں نے یہ کہہ کر انکار کر دیا کہ یہ بات جو تو نے خداوند کے نام سے ہم سے کہی ۔ اسے ہم ہرگز نہ مانیں گے ۔ بلکہ ہم اس بات کے مطابق جو ہمارے منہ سے نکلی ہے عمل کریں گے کہ ہم آسمان کی ملکہ کے لئے خوشبو جلائیں گے اور ان کے لئے تپاون انڈیلیں گے ۔ جیسے کہ ہم نے اور ہمارے باپ دادا نے اور ہمارے بادشاہوں اور ہمارے سرداروں نے یہوداہ کے شہروں اور یروشلم کے کوچوں میں کیا ۔

تشریح :۔ تورات کی مختلف کتابوں میں ایسی بیشمار مثالیں ہیں جس سے ثابت ہوتا ہے کہ بنی اسرائیل مصر سے یروشلم اور یہوداہ وغیرہ جگہوں پر آ کر آباد ہونے کے بعد بت پرست بن گئے خود ساختہ دیوی اور بتوں کی کیلئے ذبیحوں اور دیگر نذروں سے خداوند کو غضبناک کیا ۔ جس سے ان پر آفات پر آفات ٹوٹیں اور شہر کے شہر ویران ہو گئے ۔

تورات کے ان حوالہ جات کا مقصد صرف یہ ظاہر کرنا ہے کہ نذر و نیاز اللہ تعالیٰ معبودیت کے لئے اس کی عبادات ہیں جس کے کوئی دوسرا انسان بت یا دیوی دیوتا مستحق نہیں ہو سکتا ۔

یاد رہے کہ دیگر آسمانی کتب یعنی تورات ۔ زبور ۔ انجیل سے صرف ان حوالہ جات کا ذکر کیا گیا ہے ۔ جو قرآن و سنت سے مطابقت رکھتے ہیں ۔

خدا کی نافرمانی اور انسانی طاقت سے باہر والی نذریں ناجائز ہیں

اِس مضمون کے تحت کئی احادیثِ مبارکہ ہیں۔ مثلاً ایک حدیث ہے کہ

(۱) عمران بن حصین رضی سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا گناہ کی شرط کو پورا کرنا جائز نہیں اور نہ اس چیز میں جس کا وہ مالک نہیں ہے روایت کیا اس کو مسلم نے۔ مسلم میں ایک روایت یوں ہے کہ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی میں نذر کو پورا کرنا جائز نہیں (مشکوٰۃ)

دیگر روایات حسبِ ذیل ہیں۔

۲۔ ابن عباس سے روایت ہے کہ رسول اللہ علیہ وسلم خطبہ فرما رہے تھے ایک آدمی کھڑا تھا۔ آپ نے اس کے نام اور احوال کے متعلق سوال کیا لوگوں نے کہا اس کا نام ابو اسرائیل ہے اس نے نذر مانی ہے کہ وہ کھڑا رہیگا۔ نہ بولے گا۔ اور روزہ رکھیگا آپ نے فرمایا اس کو کہو کلام کرے اور سایہ میں آوے اور بیٹھے۔ اپنے روزے کو پورا کرے۔ (بخاری)

(۳) عبداللہ بن مالک سے روایت ہے کہ عقبہ بن عامر نے اپنی بہن کا حال نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ اس نے ننگے پاؤں

ننگے سر اور پیدل حج کرنے کی نذر مانی ہے۔ آنحضرت نے فرمایا۔ اس کو حکم کرو کہ وہ اپنا سر ڈھانپے

(۴) ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ عقبہ بن عامر کی بہن نے نذر مانی کہ وہ پیدل حج کریگی اور وہ اس کی طاقت نہیں رکھتی بنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تیری بہن کے پیدل چلنے سے اللہ تعالیٰ بے نیاز ہے۔ چاہیئے کہ سوار ہو اونٹ ذبح کرے روایت کیا اس کو ابوداؤد اور دارمی نے۔ ابوداؤد کی ایک روایت میں یوں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ تیری بہن کو مشقت نہیں دیتا۔ سوار ہو کر حج کرے۔ اور اپنی قسم کا کفارہ دے حکم کرو کہ اپنا سر ڈھانپے (مشکوٰۃ)

اور سوار ہو جائے اور چاہیئے کہ تین روزے رکھے

ابوداؤد۔ ترمذی۔ نسائی۔ ابن ماجہ۔ دارمی مشکوٰۃ

تشریح:- پہلی مثال میں چونکہ روزہ ابو اسرائیل کی طاقت میں تھا اور خدا کے احکامات اور سنت رسول کے مطابق باقی اس کی مشقتیں جائز تھیں جو وہ کر رہا تھا۔ نیز روزہ ایک ایسی بدنی عبادت ہے جو خالصتاً اللہ تعالیٰ کے لئے ہے۔ لہٰذا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی اجازت فرمادی۔ (واللہ اعلم بالصواب۔

دوسری مثال میں سارے کام مناسک حج کے مطابق نہ ہونے کی صورت میں ناجائز تھے لہٰذا اس نذر کو توڑ کر تین روزے بطور کفارہ کے حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

(واللہ اعلم بالصواب)

عبادات متعلقہ شعائر اللہ کی نقل شرک

شعائر اللہ کی تعریف

حضرت شیخ الاسلام علامہ عثمانی اپنی تصنیف فوائد القرآن صفحہ ۱۳۷ پر تحریر فرماتے ہیں کہ۔
شعائر اللہ سے مراد وہ چیزیں ہیں جو حق تعالیٰ کی عظمت و معبودیت کے لئے خاص علامات و نشانات قرار دی گئی ہیں۔ ان کی فہرست بمطابق قرآنی احکامات حسب ذیل ہے۔

حرم محترم۔ بیت اللہ شریف۔ جمرات۔ صفا و مروہ۔ ہدی۔ احرام۔ مساجد۔ کتب سماویہ وغیرہ۔ تمام حدود و فرائض اور احکام دینیہ شامل ہیں۔

ان نشانیوں میں سے بعض مخصوص چیزوں کا جو مناسک سے متعلق ہیں ذکر کیا گیا ہے۔

چنانچہ ادب والے مہینے (الشہر الحرام) چار ہیں۔ جیسا کہ سورۃ التوبہ، ۳۶) میں ہے۔ منہا اربعۃ حرم) ان میں سے چار ہی مہینے ہیں ادب کے۔ وہ ہیں (ذوالقعدہ کے علاوہ باقی تین مہینے ذوالحجہ محرم اور رجب) ان چار مہینوں کی تعظیم واحترام یہ ہے کہ دوسرے مہینوں سے بڑھکر ان میں نیکی اور تقویٰ کو لازم پکڑا جائے اور شر و فساد سے بچنے کا اہتمام کیا جائے۔ خصوصاً حاجیوں کو ستا کر اور دق کر کے حج بیت اللہ سے نہ روکا جائے۔ متعلقہ ارشادات ربانی سورۃ التوبہ کے علاوہ البقرۃ ۱۵۸، المائدہ ۲، اور الحج، ۳۲، ۳۳، ۳۶ اور ۳۶ آیات کریمہ میں دیئے گئے ہیں۔

علامہ محمد صادق سیالکوٹی نے اپنی تصنیف "انوار التوحید" (صفحہ ۲۰۴) میں شعائر اللہ کی فہرست قدر وضاحت سے اس طرح تحریر کی ہے۔ حرم۔ مسجد الحرام۔ خانہ کعبہ۔ مقام ابراہیم۔ صفا مروہ منیٰ۔ مزدلفہ عرفات وغیرہ اور تمام اعمال حج مثلاً وقوف عرفہ رمی جمار۔ اعتکاف۔ حرم میں بھیجے جانے والے اونٹ خدا کے نام کی نذریں۔

قربانیاں اور پھران تمام مقامات متبرکہ مذکورہ کا ادب احترام کرنا۔ وہاں مسنون اعمال اور عبادات بجا لانا۔ اعمال وعبادات حج میں انتہائی خلوص اور للہیت کو مدنظر رکھنا اور قربانیاں خوبصورت موٹی تازی۔ بے عیب اور قیمتی لینا۔ شعائر اللہ کی تعظیم کرنا ہے

عبادات مختص ذات باری تعالےٰ

قرآنی احکامات سے ثابت ہوتا ہے کہ رکوع۔ سجود۔ طواف قربانی نذر ونیاز وغیرہ اللہ تعالیٰ کے لئے عبادات کا حصہ ہیں کسی نبی یا ولی کے لئے ایسا کرنا شرک ہے۔

سورہ الحج میں ان عبادات کا ذکر شعائر اللہ کی مناسبت سے بڑی وضاحت سے کیا گیا ہے چنانچہ ارشاد ربانی ہے:

(۱) وَاِذْ بَوَّاْنَا لِاِبْرٰهِيْمَ مَكَانَ الْبَيْتِ اَنْ لَّا تُشْرِكْ بِيْ شَيْـًٔا وَّطَهِّرْ بَيْتِيَ لِلطَّآئِفِيْنَ وَالْقَآئِمِيْنَ وَالرُّكَّعِ السُّجُوْدِ۝

(الحج: ۲۶)

ترجمہ: اور جب ہم نے ابراہیم کو اس گھر (کعبہ) کی جگہ تبلادی کہ میرے

ساتھ کسی کو شریک مت کرنا۔ اور میرے گھر کو طواف کرنے والوں اور قیام کرتے والوں اور رکوع کرنے والوں اور سجود کرنے والوں کے واسطے پاک رکھنا۔

(۲) پھر آگے چل کر سورۃ نمبر ۲۷ اور ۲۸ میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کو لوگوں میں حج کا اعلان کرنے کے لئے اور بیت اللہ پہنچ کر اپنے چوپاؤں کو ذبح کر کے قربانی کر کے خود کھانے اور محتاجوں کو کھلانے کے لئے کہا گیا۔ پھر اگلی آیت مبارکہ میں طواف کے ساتھ نذروں کو پورا کرنے کا بھی ذکر اسی طرح ہے۔

ثُمَّ لْيَقْضُوا تَفَثَهُمْ وَلْيُوفُوا نُذُورَهُمْ وَلْيَطَّوَّفُوا بِالْبَيْتِ الْعَتِيقِ

(الحج، ۲۹)

ترجمہ: پھر لوگوں کو چاہیئے کہ اپنا میل کچیل دور کریں اور اپنی نذریں پوری کریں۔ اور اس قدیم گھر کا طواف کریں۔

مندرجہ بالا ذکر کردہ ساری کی ساری عبادات اللہ کے لئے مخصوص ہیں اور کسی دوسرے کے لئے نہیں جیسا کہ آیت نمبر ۲۶ اور ذیل کی آیت نمبر ۳۱ میں تاکیداً اللہ تعالےٰ کی ذات کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرانے کا ذکر ہے۔ چنانچہ ارشادِ ربانی ہے

حُنَفَاءَ لِلَّهِ غَيْرَ مُشْرِكِينَ بِهِ ۚ وَمَنْ يُشْرِكْ بِاللَّهِ فَكَأَنَّمَا خَرَّ مِنَ السَّمَاءِ فَتَخْطَفُهُ الطَّيْرُ أَوْ تَهْوِي بِهِ الرِّيحُ فِي مَكَانٍ سَحِيقٍ

(الحج، ۳۱)

ترجمہ: اس طرح سے اللہ ہی کی طرف جھکے رہو۔ اس کے ساتھ کسی کو

شریک مت ٹھہراؤ اور جو شخص اللہ کے ساتھ شریک کرتا ہے تو گویا وہ آسمان سے گر پڑا پھر پرندوں نے اسے اُچک لیا یا اس کو ہوا نے کسی دور دراز جگہ پر جا ڈالا۔

اگلی آیت مبارکہ سے صاف ظاہر ہے کہ ذکر کردہ سارے شعائر صرف اور صرف اللہ کی ذات باری تعالیٰ کے لئے ہیں کسی دوسرے کے ساتھ ان تعظیم و احترام کی عبادات کو اپنانے سے وہ ہستی اللہ تعالیٰ کا شریک قرار پائے گی چنانچہ نتیجۃً فرمایا کہ:۔

ذٰلِكَ وَمَنْ يُّعَظِّمْ شَعَآئِرَ اللّٰهِ فَاِنَّهَا مِنْ تَقْوَى الْقُلُوْبِ (الحج ۳۲)

ترجمہ: یہ سن چکے) اور جو شخص اللہ کے مقرر کردہ شعائر کا احترام کرے تو یہ دلوں کی پرہیزگاری کی بات ہے

تشریح:۔ بلاشک و شبہ سورہ الحج میں ان احکامات ربانی کے پیش نظر کسی اور ہستی کو چاہے وہ ولی ہو یا نبی ہو یا کسی [illegible] ثابت ہو کے لئے نہ قیام۔ نہ رکوع نہ سجدہ نہ طواف نہ قربانی اور نہ نذر و نیاز جائز ہے ورنہ تو وہ ہستی اس قادر مطلق کے برابر کی سب عبادات میں حقدار بن کر اس کی شریک بن گئی جس کے خلاف نہ صرف عام مومنوں کو بلکہ اپنے برگزیدہ بندوں کو خبردار کیا۔

شعائر اللہ کے متعلق جاہلانہ اور باطل پر مبنی استدلال

مفتی احمد یار خاں صاحب تحریر فرماتے ہیں۔ کہ اولیاء اللہ اور ان کے مزارات شعائر اللہ ہیں۔ اور شعائر اللہ یعنی اللہ کے دین کی

نشانیوں کی تعظیم کرنے کا قرآنی حکم ہے۔

وَمَن يُعَظِّمْ شَعَائِرَ اللّٰهِ فَإِنَّهَا مِن تَقْوَى الْقُلُوبِ ۔

اس تعظیم میں کوئی قید نہیں ہر ملکے ہر سمے جس ملک اور جس زمانہ میں جو بھی جائز مروج ہے۔ وہ کرنا جائز ہے۔ ان کی قبروں پر پھول ڈالنا۔ چادریں چڑھانا۔ چراغاں کرنا سب میں ان کی تعظیم ہے۔ لہذا جائز ہے

(بلفظہ جاء الحق ص ۲۸۳)

اس بے معنی فتوی کے بعد ذہن میں یہ سوال ابھرتے ہیں۔

(۱) مندرجہ بالا شعائر اللہ کی فہرست میں نہ اولیا اللہ اور نہ ہی ان کے مزارات کا ذکر ہے۔(معاذ اللہ معاذ اللہ) کیا باری تعالےٰ نے یہ فہرست نامکمل چھوڑ دی۔ حالانکہ اس سورۃ مبارکہ (المائدہ) میں جہاں اکثر شعائر اللہ کا ذکر کیا گیا ہے اسی میں یہ اگلی آیت نمبر ۳ نازل ہوئی ہے

اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ

آج ہم نے تمہارے دین کو مکمل کر دیا۔

لہذا اس مفتی نے خدائے بزرگ و برتر کی نامکمل فہرست کو بزعم خود مکمل کیا ہے۔ کیا یہ بدعت کی تعریف نہیں؟ بلکہ اللہ کے احکامات کو جھٹلانا نہیں ہے؟

(۲) کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو (معاذ اللہ) یہ علم نہیں تھا کہ اولیاء اللہ اور مزارات اولیاء اللہ بھی شعائر اللہ ہیں کیونکہ انہوں نے قبروں اور مزاروں کو

پختہ بنانے۔ ان پر قبہ تعمیر کرنے۔ ان پر چراغ جلانے وغیرہ
کے احکامات صادر فرماتے وقت ان کے لئے فرق روا نہیں رکھا؟

(۳) کیا صحابہ کرام رضؓ تابعین رحؒ اور تبع تابعین رحؒ کو بھی یہ علم نہ ہوا کہ اولیاء
اللہ اور ان کے مزارات شعائر اللہ ہیں۔ انہوں نے بھی
ان شعائر کے لئے تعظیمی کام کیوں نہ کئے؟

(۴) حالانکہ سورۃ الحج کی جس آیت مبارکہ (نمبر ۳۲) کا مفتی
مذکور نے اپنے فتوے میں حوالہ دیا ہے۔ اس کی اگلی آیت نمبر ۳۳)
اور پھر نمبر (۳۴) میں شعائر اللہ میں قربانی کے جانور۔
بیت العتیق (بیت اللہ شریف) اور قربانی کے اونٹوں
کا ذکر ہے۔ وہاں بھی اولیاء اللہ اور ان کے مزارات
کا ذکر نہیں۔

(۵) کسی امام نے بھی مزاراتِ اولیائے اللہ کو شعائر اللہ نہیں ٹھہرایا

(۶) کیا شعائر اللہ کی تعظیم چراغ جلانے سے ہو گی جس عمل پر حضور
پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے لعنت فرمائی ہے۔

مفتی احمد یار خاں صاحب نے سورۃ الحج کی آیت نمبر ۳۲
کا کچھ حصہ بطور حوالہ دیا ہے۔ افسوس کہ انہوں نے اس سے
پہلی چار آیات (نمبر ۲۷ تا ۳۱) کو جان بوجھ کر چھوڑ
دیا ہے۔ کیونکہ ان میں شعائر اللہ یعنی خدا کی عظمت و بزرگی
اور عبادت سے متعلقہ ذیل کی چودہ باتوں کا ذکر ہے۔

(۱) ان لوگوں کا حج کے لئے بیت اللہ جانا۔

(۲) اس سفر کو خدا کی خوشنودی کا ثواب۔ دینی امر اور عبادت
جان کر اختیار کرنا

(۳) دور دراز مقامات سے پیدل یا سواری پر جانا۔
(۴) وہاں پہنچ کر خدا کے نام پر جانوروں کی قربانی دینا۔
(۵) معین دنوں میں قربانی دینا۔
(۶) خدا کے نام پر مانی ہوئی نذروں نیازوں کو ادا کرنا۔
(۷) خانہ کعبہ کا طواف کرنا یا اس کے گرد پھرنا۔
(۸) حرمات الٰہی کی تعظیم بجا لانا۔
(۹) قرآنی حلال کردہ چیزوں کو حلال اور حرام کردہ چیزوں کو حرام ماننا۔
(۱۰) اوثان پرستی سے بچنا۔ بتوں کی (پوجا) کی نجاست سے دور رہنا۔
(۱۱) حنفاء اللہ۔ اللہ کی توحید کرنے والا ہونا۔
(۱۲) اللہ کے ساتھ (اس کی تعظیم و توحید میں) کسی کو شریک نہ کرنا
(۱۳) خدا تعالیٰ کے ساتھ شریک لانے والے کو بہت اونچی جگہ (آسمان) سے گرا ہوا مردہ یا مردار سمجھنا۔ ایسا مردار جس کو کوّے چیلیں نوچ نوچ کر کھا گئے ہوں۔ یا اس کو ہوا اڑا کر کہیں دور گھاٹی یا کھڈ میں پھینک آئی ہو۔
(۱۴) شعائر اللہ کی بڑائی کو دل کی پرہیزگاری کی علامت سمجھنا۔

صاف ظاہر ہے کہ یہ چودہ باتیں صرف خدا تعالیٰ کی تعظیم اور عبادت کے لیے مخصوص ہیں۔ ان شعائر اللہ میں سے کوئی بات بھی غیر اللہ کے لیے نہیں۔ لہٰذا ان ارشادات ربانی کو نظر انداز کر کے قصداً ثواب سمجھ کر کسی بھی مزار یا روضے۔ چلے یا تھان پر سفر کر کے جانا منع ہے۔ کیونکہ اس میں خدا کی مانند اور برابر غیر اللہ کی تعظیم پائی جاتی ہے۔ بلکہ اوپر کی تفصیل کے مطابق تو شرک ہے۔ اس لیے آنحضرت

صلی اللہ علیہ وسلم نے سوائے تین مسجدوں کے حرموں کے کسی بھی متبرک مکان یا مزار کی زیارات کے لیے سفر کرنا منع فرمایا ہے۔

مندرجہ بالا چودہ باتوں سے یہ بھی راہنمائی ہوتی ہے کہ سوائے شعائر اللہ کے باقی مزاروں وغیرہ کی تعظیم کرنا مثلاً اوپر چراغ جلانا پھول ڈالنا کعبہ کی طرح قبر پر غلاف چڑھانا۔ قبر کو پختہ بنانا مزاروں کے کسی حصہ کو حجر اسود کی طرح بوسہ دینا وغیرہ وغیرہ۔ سب منع ہے

افسوس صد افسوس ایسے مفتیوں کی ایسی جاہلانہ تحقیق پر جنہیں قرآن پاک سے شعائر اللہ جیسے کو الف دستیاب نہیں ہو سکے اور وہ الٹی سیدھی بلکہ اپنی باتوں سے زندگی میں بدعتوں میں اضافہ کرتے چلے گئے۔ (اللہ بچائے)

دونوں اقسام کے اعمال کا اجمالی موازنہ

بیت اللہ (خانہ خدا)۔ (حج کے دوران اللہ تعالیٰ کی عبادات)	درگاہیں (اولیاء کرام کے مزارات) (عرس کے دوران مشرکانہ اعمال۔)
(۱) ہر سال حج کے ایام مقررہ میں مناسک ادا کرنا۔	(۱) ہر سال عرس کا دن مقرر کر کے تقریب کرنا۔
(۲) احرام باندھنا۔	(۲) ننگے سر یا ننگے پیر چلنا۔
(۳) لبیک اللہم لبیک کا ورد کرنا	(۳) یاھو۔ حق باھو۔ جیسے کلمات کا ورد
(۴) غلاف کعبہ بدلنا۔	(۴) قبر کی چادر کا بدلا جانا۔
(۵) حجر اسود کا بوسہ	(۵) آستانہ بوسی یا مزار بوسی
(۶) طواف کعبہ۔	(۶) قبر کے پھیرے لگانا۔

(۷) ملتزم کو چمٹ کر رونا۔ برائے معافی گناہ	(۷) ڈیوڑھی اور دروازے سے چمٹ کر حاجات کا اظہار کرنا۔
(۸) رکوع اور سجود کرنا۔	(۸) رکوع اور سجود کرنا۔
(۹) صفا اور مروہ کے درمیان سعی	(۹) بابا کی بیٹھک سے قبر تک دوڑنا
(۱۰) آبِ زمزم نوش فرمانا۔ تبرک کے طور پر	(۱۰) قبر کے دھوون کے مبارک پانی تبرک کے طور پر نوش فرمانا
(۱۱) بیت اللہ کو عرق گلاب سے غسل دینا	(۱۱) اولیائے مزاروں کو ایسا ہی غسل دینا
(۱۲) ہدی قربانی کے جانور لاکر ذبح کرنا۔	(۱۲) حضرت کی نذر کا اونٹ بکرا وغیرہ ساتھ لے جاکر ذبح کرنا۔
(۱۳) غلاف پوشی	(۱۳) چادر پوشی

شعائر اللہ کے متعلق حدیث مبارکہ میں ذیل کی روایات ہیں۔

(۱) ابن عباس سے روایت ہے۔ کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ حجر اسود جنت سے اترا تھا اس وقت وہ دودھ سے زیادہ سفید تھا۔ بنو آدم کے گناہوں نے اسے سیاہ کر ڈالا۔ (مشکوٰۃ شریف۔ احمد۔ ترمذی)

(۲) ابن عمرؓ سے روایت ہے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا تھا۔ فرماتے تھے کہ حجر اسود اور مقام ابراہیم جنت کے یاقوت ہیں اللہ تعالےٰ نے ان کے نور کو دور کر دیا ہے۔ اگر اللہ تعالےٰ ان کے نور کو دور نہ کرتا یہ مشرق و مغرب کے درمیان روشنی کرتے (مشکوٰہ شریف۔ ترمذی)

(۳) ملتزم خانہ کعبہ کی دیوار کا وہ حصہ جو اس کے دروازہ اور حجر اسود

کے درمیان ہے اور حج کرنے والے اس سے لپٹ کر گناہوں کی معافی کے لئے روتے ہیں۔

(۴) مناسکِ حج میں صفا اور مروہ کے درمیان چکر کاٹنے کو سعی کہتے ہیں کیونکہ یہ حضرت ہاجرہؓ کی اس کوشش (سعی) کی یاد میں ہے جو کہ اس نے پانی کی تلاش میں دونوں پہاڑیوں کے درمیان چکر کاٹے تھے

(۵) آبِ زمزم وہ پاک پانی ہے جو اس چشمہ سے نکلتا ہے جو بچپن میں حضرت اسماعیل علیہ السلام کے پیاس کی وجہ سے مکہ معظمہ کی سرزمین پر اسکے پاؤں کی ایڑیاں مارنے سے پھوٹا تھا۔

اندریں حالات کسی پختہ گچ والی یا پتھر والی وغیرہ قبر کا بوسہ محض اہلِ قبر کی تعظیم کے لئے کرنا حجرِ اسود کے بوسہ کی نقل ہے یہ شرک ہے۔ کیونکہ کسی ولی کی قبر کا کوئی حصہ یا آستانہ شعائر اللہ میں تصور نہیں کیا جا سکتا نہ قرآن کریم میں ایسا کوئی حکم ہے اور نہ احادیث مبارکہ سے ایسا کوئی تعظیمی بوسہ ثابت ہے اگر یہ سنت رسولؐ ہوتی تو صحابہ کرامؓ، تابعینؒ، تبع تابعینؒ ضرور اس پر عمل پیرا ہوتے۔

مذکورہ مشرکانہ اعمال کے علاوہ عرس کے میلہ میں رقص و سرود یعنی گانے بجانے کی محفلوں کے انعقاد سے زائرین ہر قسم کے گناہ کے مرتکب ہوتے ہیں۔ اگرچہ غلط اعتقاد و تصورات کی بنا پر ایسے میلوں میں حصہ لینے والے ان گناہوں کے دفاع کے لئے بے بنیاد دلائل پیش کرتے ہیں اور ہر زائر اپنے آپ کو اہلِ طریقت ثابت کرنے کی کوشش کرتا ہے۔

حافظ ابن القیمؒ کی تحقیق کے مطابق غالیوں نے مزار پرستی کو حج بیت اللہ کے برابر قرار دیدیا۔

چنانچہ حافظ ابن القیمؒ فرماتے ہیں کہ

وقد آل الامر بهؤلاء الضلال المشركين الى ان شرعوا للقبور حجاً ووضعوا له مناسك حتى صنف بعض غلاتهم في ذلك كتاباً وسماه مناسك حج المشاهد مضاهاة منه بالقبور للبيت الحرام ولا يخفى ان هذا مفارقة الدين الاسلام ودخول في دين عباد الاصنام (اغاثة اللهفان ۱۹۷)

بالآخر یہ گمراہ لوگ مشرک اس حد تک شرک میں پھنس گئے کہ انہوں نے قبروں کا حج کرنا مشروع قرار دیدیا اور اس کے احکامات کو مرتب کیا جہاں تک کہ بعض غالی قسم کے لوگوں نے ان تمام چیزوں کو ایک کتاب میں اکٹھا کر دیا۔ اور اس کتاب کا نام "مناسک حج المشاہد" (مزاروں کی حج کے احکامات) رکھا گویا کہ ان لوگوں نے مزارات کو بیت الحرام کے مشابہ بنا دیا۔

ظاہر ہے کہ ان کا یہ رویہ دین اسلام سے جدا ہو جانے کے مترادف ہے۔ اور بتوں کے پجاریوں کا مذہب اختیار کرنا ہے۔

مذکورہ بالا تحقیق کی تشریح۔

چنانچہ اس کی تشریح ایک دوسرے مقام پر ان الفاظ کے ساتھ موجود ہے۔

فلو رأيت غلاة المتخذين لها عيداً وقد نزلوا عن الاكوار والدواب

آپ مشاہدہ کر رہے ہیں کہ وہ لوگ جو غلو کے ساتھ قبروں کو میلہ گاہ بناتے ہیں

إذا رأوها من مكان بعيد،
فوضعوا لها الجباه، وقبلوا الارض
وكشفوا الرؤس، وارتفعت أصواتهم
بالضجيج وتباكوا حتى تسمع لهم
النشيج، ورأوا أنهم قد أربوا
في الربح على الحجيج، فاستغاثوا
بمن لا يبدي ولا يعيد، و
نادوا ولكن من مكان بعيد،
حتى اذا دنوا منها صلوا عند
القبر ركعتين، ورأوا أنهم قد
احرزوا من الاجر ولا أجر
من صلى الى القبلتين فتراهم
حول القبر ركعاً سجداً يبتغون
فضلاً من الميت ورضواناً
وقد ملئوا اكفهم خيبة وخسراناً
فلغير الله، بل للشيطان ما يراق
هناك من العبرات ويرتفع من
الاصوات، ويطلب من الميت
من الحاجات ويسأل من تفريج
الكربات، واغناء ذوي الفاقات
ومعافاة أولي العاهات والبليات

وہ دُور سے ہی اپنی سواریوں سے نیچے اُتر آتے ہیں وہ ان قبروں کو دیکھتے ہوئے دُور سے قبروں کے سامنے پیشانیوں کو رکھ دیتے ہیں۔ قبر کی مٹی کا بوسہ لیتے ہیں احتراماً سروں سے کپڑا اتار دیتے ہیں۔ اسی پر بس نہیں بلکہ پورے زور کے ساتھ چیخنا چلانا شروع کر دیتے ہیں اور اس قدر تکلف کے ساتھ گریہ وزاری کا سماں باندھ دیتے ہیں کہ ان کی آوازیں سے خاص قسم کی اندوہناکی ٹپکتی ہے۔ نیز یہ لوگ شدت کے ساتھ اس بات کا یقین رکھتے ہیں کہ بیت اللہ کا حج کرنے والے لوگوں سے بھی زیادہ ثواب حاصل ہو رہا ہے۔ چنانچہ وہ لوگ جن قبروں والوں سے فریاد رسی کرتے ہیں وہ انہیں نہ فائدہ پہنچا سکتے ہیں اور نہ اُن سے کسی مضرت کا خوف ہے اُن لوگوں کا وطیرہ یہ ہے کہ یہ لوگ دُور دراز مسافت سے پکارتے ہوئے جب قبر کے قریب پہنچتے ہیں تو حاجت برای کے لئے قبر کے پاس دو رکعت نماز ادا کرتے ہیں۔ اس بات کا یقین رکھتے ہیں کہ جو شخص

ثم انشئوا بعد ذلك حول القبر
طائفين، تشبيهاً له بالبيت الحرام
الذي جعله الله مباركاً وهدى
للعالمين، ثم اخذوا في التقبيل
والاستلام، أرأيت الحجر الأسود
ومايفعل به وفد البيت الحرام
ثم عفروا لديه تلك الجباه
والخدود، التي يعلم الله انها لم
تعفر كذلك بين يديه في السجود
ثم كملوا مناسك حج القبر
بالتقصير هناك والحلاق،
واستمتعوا بخلاقهم من ذلك
الوثن اذ لم يكن لهم عند الله
من خلاق، وقربوا لذلك الوثن
القرابين، وكانت صلاتهم
ونسكهم وقربانهم لغير الله
رب العالمين۔

اغاثة اللهفان ص ١٩٤

بیت اللہ یا بیت المقدس کو قبلہ بنا کر نماز پڑھتا ہے، اُسے کچھ ثواب نہیں ملتا۔ بس ثواب تو ہمارے حصہ میں ہے۔ یہ لوگ قبر کے اردگرد رکوع و سجود کی حالت میں صاحب قبر سے التجائیں طلب کرتے ہیں اور اس کی رضا کے طالب ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ ان لوگوں نے اپنے دامنوں کو ناکامیوں اور نامرادیوں سے بھر لیا ہے۔ ان کا آنسو بہانا دردناک اونچی آوازوں سے رونا غیر اللہ کے لئے ہے بلکہ شیطان کی خوشنودی کے لئے ہے جبکہ یہ لوگ مردوں سے آہ وزاری کرتے ہوئے اپنی ضرورتوں کو پیش کرتے ہیں اور مشکلات کا حل طلب کرتے ہیں اور اپنی مفلسی کو غنا میں مبدل کرنے کی آرزو کرتے ہیں۔ بیماریوں اور مصیبتوں سے تندرستی کے طلبگار ہیں۔ پھر اسی پر بس نہیں کرتے بلکہ بیت الحرام کی طرح قبر کے اردگرد طواف کرتے ہیں حالانکہ بیت الحرام کو تو اللہ پاک نے یہ اعزاز عطا فرمایا اور تمام دنیا کے لئے سرچشمۂ ہدایت ٹھہرایا۔ قبر کا طواف کرنے کے ساتھ ساتھ احتراماً اُسے چومتے ہیں اور تبرکاً اسے ہاتھ لگاتے ہیں، جیسا کہ بیت الحرام کا قصد کرنے والے حجر اسود کا بوسہ لیتے ہیں۔ پھر اپنی مسکنت کے عالم

میں قبر کے سامنے اپنی پیشانیوں اور رخساروں کو خاک آلود کرتے ہیں۔ شاید اس مسکنت اور تضرع کے ساتھ بارگاہِ ایزدی میں سجدہ ریز ہوتے ہوئے اپنی پیشانیوں کو اس قدر نہ رگڑتے ہوں۔ بعد ازاں قبر کی حج کے احکامات کی تکمیل کرتے ہوئے اپنے سر کے بال منڈواتے ہیں اور اس قبر والے سے اپنے مقدر کے روشن ہونے کا اس انداز سے مطالبہ کرتے ہیں کہ شاید ان کے مقدر بنانے میں اللہ پاک کا کوئی حصہ نہیں ہے۔ اس قبر کے پاس قربانیاں ذبح کرتے ہیں پس ان کی نمازیں، ان کی عبادتیں اور ان کی قربانیاں غیر اللہ کے لئے ہیں۔

شیطان کا بدعتیوں اور مشرکوں کو سبز باغ دکھانا

(بحوالہ قرآن کریم)

چونکہ شرک ایک ایسا سنگین گناہ ہے جس کے متعلق کتاب اللہ میں بار بار وعیدیں آئی ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے مشرکین کو ہرگز نہیں بخشنا لہذا شیطان ملعون کی ہمیشہ ازحد کوشش رہی ہے کہ کسی نہ کسی طرح اولادِ آدم کو شرکیہ گناہوں میں پھنسائے جس کے لئے وہ طرح طرح کے مکر و فریب کے جال پھیلاتا ہے۔ اور ہوسِ انسانی کو مطمئن کرنے کی کوشش کرتا ہے چنانچہ قرآن کریم میں ایسے بیشمار واقعات کا تذکرہ ہے جس میں سے چند ایک کے بیان پر یہاں اکتفا کیا جا رہا ہے۔

(۱) چنانچہ جب حضرت سلیمان علیہ السلام نے پرندوں کا جائزہ لیا تو ہُدہُد کو نہ پایا جس کے متعلق غصہ کا اظہار فرمایا۔ تاہم وہ عین اسی وقت حاضر ہو گیا۔ اور قبیلہ سبا کے متعلق اپنی دریافت کے ساتھ یوں گویا ہوا۔

وَجَدْتُّهَا وَقَوْمَهَا يَسْجُدُوْنَ لِلشَّمْسِ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَزَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطٰنُ اَعْمَالَهُمْ فَصَدَّهُمْ عَنِ السَّبِيْلِ فَهُمْ لَا يَهْتَدُوْنَ (النمل ۲۴)

ترجمہ: میں نے اس (ملکہ عورت) کو اور اس کی قوم کو دیکھا کہ وہ اللہ کو چھوڑ کر آفتاب کو سجدہ کرتے ہیں۔ اور شیطان نے ان کے اعمال ان کی نظر میں خوشنما بنا رکھے ہیں۔ اور ان کو راہ راست سے روک رکھا ہے۔ سو وہ راست نہیں پاتے۔

(۲) مشرکین کا فرشتوں کو اللہ کی بیٹیاں تجویز کرنا اور پھر اپنے لئے بیٹی کی ولادت کو ناپسند کرنے کا ذکر کرتے ہوئے باری تعالیٰ نے ارشاد فرمایا۔

تَاللّٰهِ لَقَدْ اَرْسَلْنَآ اِلٰٓى اُمَمٍ مِّنْ قَبْلِكَ فَزَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطٰنُ اَعْمَالَهُمْ فَهُوَ وَلِيُّهُمُ الْيَوْمَ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ (النحل: ۶۳)

ترجمہ:۔ خدا کی قسم (اے رسول) آپ سے پہلے جو اُمتیں ہو گذری ہیں۔ ان کے پاس بھی ہم نے رسولوں کو بھیجا تھا سو ان قوموں کو بھی شیطان نے ان کے اعمال مستحسن کر کے دکھلائے سو وہی آج ان لوگوں کا رفیق ہے اور ان کے واسطے دردناک عذاب ہے

(۳) قوم عاد و ثمود کا ذکر کرتے ہوئے ارشادِ باری تعالیٰ ہے

وَعَادًا وَّثَمُوْدَا۟ وَقَدْ تَّبَيَّنَ لَكُمْ مِّنْ مَّسٰكِنِهِمْ وَزَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطٰنُ اَعْمَالَهُمْ فَصَدَّهُمْ عَنِ السَّبِيْلِ وَكَانُوْا مُسْتَبْصِرِيْنَ (العنکبوت: ۳۸)

ترجمہ: اور عاد اور ثمود کو بھی ہم نے ہلاک کیا اور ان کے ہلاک ہونے کا یہ حال تم پر ان کے رہنے کے مقامات سے کھل چکا ہے اور شیطان نے ان کو ان کے اعمال مستحسن کر کے دکھا رکھا تھا۔ پھر ان کو راہ راست سے روک رکھا تھا حالانکہ وہ لوگ ہوشیار تھے

(۴) اس طرح شیطان کے جھوٹے وعدوں اور امیدوں کا ذکر کرتے ہوئے ارشاد ہے۔

يَعِدُهُمْ وَيُمَنِّيْهِمْ وَمَا يَعِدُهُمُ الشَّيْطٰنُ اِلَّا غُرُوْرًا۔

أُولَٰئِكَ مَأْوَاهُمْ جَهَنَّمُ وَلَا يَجِدُونَ عَنْهَا مَحِيصًا ۔ (النساء: ۱۲۰ تا ۱۲۱)

ترجمہ: شیطان لوگوں سے وعدے کیا کرتا ہے ۔ اور ان کو اُمیدیں دلاتا ہے اور ان سے جو کچھ شیطان وعدے کرتا ہے سب فریب ہے ایسے لوگوں کا ٹھکانا جہنم ہے اور وہ اس سے کہیں بچنے کی جگہ نہ پائیں گے۔

تشریح:- آیات مبارکہ مندرجہ بالا سے صاف ظاہر ہے کہ شرکیہ کاموں میں چاہے بت پرستی ہو چاہے قبر پرستی شیطان انسانوں کو کہیں دولت کی امیدیں دلا کر وسوسے ڈالتا ہے ۔ کہیں اولاد کا وعدہ کر کے ان کو کھینچ کر اُدھر لے جاتا ہے کہیں روز محشر ایسے معبودوں کی سفارش کرا کر سب گناہ سے پاک کرنے کا عہد کرتا ہے۔

چنانچہ شرکیہ کاموں کو انسانی دماغ پر وسوسوں کے ذریعہ اتنا حاوی کر دیتا ہے کہ وہ پھر شرکیہ عبادات خدا کی عبادات پر ترجیح دینے لگتا ہے ۔

قبر پرستی کے سنگین ترین گناہ کی طرف انسانوں کو ورغلانے کے لئے شیطان کی جدوجہد

اپنے مقصد میں کامیاب ہونے کے لئے شیطان حسب ذیل

حربے استعمال کرتا ہے۔

(۱) شیطان لعین بڑی مکاری سے قبر کے پاس دعا مانگنے کو افضل ترین بتاتا ہے۔

(۲) دعا مانگنے والے کو مزید سبق پڑھاتا ہے۔ کہ وہ قبر والے بزرگ کے وسیلہ سے دعا مانگے اور (اللہ) پر اس کے نام کی قسم ڈالی جائے مگر اللہ جل شانہٗ کا رتبہ اس سے بلند ہے کہ اس پر قسم ڈالی جائے یا اس کی مخلوق کے نام سے سوال کیا جائے۔ اس طریقہ دعا میں شیطان آدمی کے دل میں یہ وسوسے ڈالتا ہے کہ اس طرح دعا جلد قبول ہوتی ہے۔

(۳) پھر شیطان انسان کو اکساتا ہے کہ وہ بزرگ کی قبر پر قبہ تعمیر کرائے۔ اس پر چراغ جلائے اس کا طواف کرے۔ تعظیم کیلئے سجدہ کرے عرق گلاب سے مزار کو غسل دے اس پر چادر چڑھائے۔ چنانچہ حاجیوں کی طرح قبر پر اس طرح مناسک ادا کرے جس طرح وہ حج کے لئے کرتے ہیں۔ حتیٰ کہ مزار والے بزرگ کے لئے نذر و نیاز کے طور پر جانور ذبح کرے۔

(۴) اس سے اگلا قدم شیطان کا یہ ہوتا ہے کہ وہ قبر پرستوں کو گمراہ کر کے وسوسہ ڈالے کہ وہ دوسرے لوگوں کو بھی ایسے مشرکانہ کاموں کی دعوت دیں اور ان کو ساتھ ملا کر مزاروں پر عرس اور میلوں کا انتظام کریں جس میں ہر قسم کے خرافات مثلاً ناچ گانے نذرانے چڑھاوے مزامیر کے ساتھ قوالیاں گویا عورتوں اور مردوں کا ایسا اختلاط ہو کہ ہر قسم کی جنسی برائیاں جنم لیں۔

بزرگانِ دین پر شیطان کے حملوں کے واقعات۔

پہلا واقعہ اس واقعہ کے روایت کنندہ پنجاب کے مشہور بزرگ مولانا محی الدین لکھوی ہیں جنہوں نے اسے صوفی عبداللہ بانی مدرسہ تعلیم الاسلام ماموں کانجن کی زبانی سنا۔

صوفی صاحب نے فرمایا کہ میں مدرسہ کی تعمیر کے سلسلہ میں چندے کیلئے قصور گیا رات میاں شیر محمد شرقپوری کے ہاں گزاری۔ انہوں نے کہا صوفی صاحب آپ وہابی ہیں ورنہ میں تجھے ایک وظیفہ بتاتا جس سے دولت تیرے قدموں میں ہوتی۔ اور وہ وظیفہ ہے یا عبدالقادر جیلانی شیئاً للہ۔ صوفی صاحب کہتے ہیں کہ میں نے وہ وظیفہ شرک سمجھ کر چھوڑ دیا۔ پھر میاں صاحب نے کہا جب میں لاہور جاتا ہوں داتا صاحب مجھے راوی دریا کے پل پر ملتے ہیں۔ صوفی صاحب نے کہا۔ کہ اگر مجھے دکھا دیں تو میں مان جاؤں۔

چنانچہ دونوں نے عہد وپیما کیا اور سحری کے وقت پیدل ہی راوی پل کی طرف روانہ ہوئے۔ جب ہم وہاں پہنچے تو ایک بزرگ چغہ پہنے ہماری طرف چلتا نظر آیا۔ جب ہم اس کے قریب پہنچے تو اس کی ٹوپی داتا گنج بخش علی بن عثمان ہجویری لکھا ہوا نظر آیا۔ جونہی کہ وہ میاں شیر محمد سے معانقہ کرنے لگا میں نے پیچھے سے لاحول ولا قوۃ الا باللہ۔ اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم پڑھنا شروع کیا۔ تو وہ بزرگ غائب ہو گیا اور میاں شیر محمد کے بازوؤں میں کوئی چیز نہ رہی تو وہ مڑ کر کہنے لگے کہ واقعی وہ شیطان تھا۔ جو لاحول پڑھنے پر غائب ہو گیا۔

دوسرا واقعہ

یہ واقعہ سید جلال الدین بخاری اُچ شریف والے سے روایت ہے کہ انہوں فرمایا کہ میں حج بیت اللہ سے واپس آیا تو مجھے معلوم ہوا کہ فلاں پہاڑ کے دامن میں ایک فقیر صاحب آئے ہیں جو کہتے ہیں کہ میرے پاس جبرئیل علیہ السلام آتے ہیں۔ مگر فقیر صاحب نماز نہیں پڑھتے۔ جلال الدین صاحب نے فرمایا کہ جب میں اس کے پاس گیا تو لوگوں کا بہت بڑا ہجوم اسے گھیرے ہوئے تھا۔ بہرحال میں ان کے قریب پہنچنے میں کامیاب ہو گیا۔ اور پوچھا کہ آپ نماز کیوں نہیں پڑھتے تو انہوں نے فرمایا کہ میرے پاس جبرئیلؑ آتے ہیں جنت سے کھانا لاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ تجھے نماز معاف ہے۔ میں نے کہا تو جھوٹ کہتا ہے کیونکہ نماز تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی معاف نہیں تھی۔ تو جسے جبرئیل فرشتہ سمجھتا ہے وہ شیطان لعین ہے۔ چنانچہ اب جب وہ آئے تو لاحول پڑھنا پھر دیکھنا کیا ہوتا ہے۔ دوسرے دن جب میں گیا تو وہ فقیر میرے قدموں پر گر کر رونے لگا اور کہا کہ واقعی وہ شیطان تھا کیونکہ جب میں نے لاحول پڑھی تو وہ فوراً غائب ہو گیا اور جو وہ کھانا لایا تھا وہ غلیظ تھا۔ جو میرے کپڑوں پر گر گیا۔

(بحوالہ بزم الدر منظوم - بزم رفتہ کی سچی کہانیاں)

تیسرا واقعہ

بحوالہ کتاب الوسیلہ (اردو) مؤلف شیخ الاسلام امام ابن تیمیہؒ مترجم ضیغم الانصاری ناشر اسلامی اکیڈمی اردو بازار لاہور صفحہ نمبر ۸۶ یہ واقع حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کو پیش آیا اور انہوں نے اس طرح بیان

فرمایا ایک مرتبہ میں عبادت الٰہی میں مصروف تھا کہ میں نے ایک عرش عظیم اپنے سامنے دیکھا جس پہ ایک نور جلوہ فگن تھا۔ اس نے مجھے مخاطب ہو کر کہا۔

"اے عبدالقادر! میں تیرا رب ہوں۔ میں نے تیرے لئے وہ کچھ حلال کر دیا ہے جو دوسروں کے لئے حرام ٹھہرایا ہے۔ میں نے اس سے کہا" تو وہ اللہ ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے؟

دور ہو اے مردود دشمنِ خدا!" اس پر روشنی کافور ہو گئی۔ اور تاریکی چھا گئی۔ پھر آواز آئی "اے عبدالقادر تو میرے وار سے تفقہ فی الدین، علم اور بلند مرتبہ کی بنا پر بچ گیا ہے۔ میں اس طرح سے ستر عظیم آدمیوں کو فتنہ میں مبتلا کر چکا ہوں" آپ سے پوچھا گیا کہ "آپ نے کس طرح معلوم کر لیا کہ یہ شیطان ہے؟" آپ نے کہا "اس نے مجھ سے کہا "میں تیرے لئے وہ چیزیں حلال کر رہا ہوں جو دوسروں پر حرام ہیں"۔ "میں نے سوچا کہ شریعت محمدی نہ منسوخ ہو سکتی ہے نہ تبدیل۔ پھر کیسے حرام چیز حلال قرار پا سکتی ہے۔" "نیز اس نے کہا تھا میں تیرا رب ہوں۔ لیکن اسے یہ کہنے کی ہمت نہ ہوئی کہ "میں وہی اللہ ہوں جس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے۔"

حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کا شیطان کو ملعون کہہ کر بھگا دینا۔

چوتھا واقعہ یہ واقعہ مذکورہ کتاب الوسیلہ کے صفحہ نمبر ۶۲ پر بیان کیا گیا ہے۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو پیش آیا۔ اس کی تفصیل اس طرح ہے۔

ابو درداؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز کے لئے کھڑے ہوئے تو ہم نے ان کو یہ الفاظ پڑھتے ہوئے سنا۔

اَعُوذُ بِاللّٰہِ مِنکَ (میں تجھ سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگتا ہوں)

پھر آپ نے تین دفعہ فرمایا۔

اَلعَنُکَ بِلَعنَۃِ اللّٰہِ

(میں تجھ پر اللہ کی تین بار لعنت بھیجتا ہوں۔)

اس کے بعد آپ نے اپنا ہاتھ بڑھایا جیسے آپ کسی کو پکڑ رہے ہوں۔ جب آپ نماز سے فارغ ہوئے تو ہم نے عرض کیا۔

یا رسول اللہ! ہم نے آپ کو ایسے الفاظ پڑھتے سنا ہے جو پہلے کبھی نہیں سنے۔ ہم نے یہ بھی دیکھا ہے کہ آپ ہاتھ آگے بڑھا رہے ہیں۔

آپؐ نے فرمایا کہ اللہ کا دشمن آگ کا ایک انگارہ لے کر

آیا تاکہ میرے چہرے پر مارے۔ چنانچہ میں نے تین مرتبہ کہا "اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْکَ پھر میں نے کہا اَلْعَنُکَ بِلَعْنَۃِ اللّٰہِ التَّامَّۃِ"

(میں تجھ پر اللہ کی مکمل لعنت بھیجتا ہوں) اس پر وہ پیچھے ہٹ گیا۔ پھر میں نے ارادہ کیا کہ اس کو پکڑ لوں۔ اگر ہمارے بھائی سلیمانؑ نے دعا نہ مانگی ہوتی تو میں اس کو باندھ لیتا اور اس سے مدینہ کے بچے کھیلتے۔

(صحیح مسلم)

یاد رہے کہ ایک حدیث میں حضرت سلیمانؑ کی اس قرآنی دعا کا بھی ذکر ہے۔ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یاد آگئی اور وہ دعا یہ ہے۔

رَبِّ اغْفِرْ لِیْ وَھَبْ لِیْ مُلْکًا لَّا یَنْبَغِیْ لِاَحَدٍ مِّنْ بَعْدِیْ۔

ترجمہ: اے میرے پروردگار مجھے بخش دے اور مجھے ایسی بادشاہت عطا فرما جو میرے بعد کسی کو نہ دی جائے اور جیسا کہ قرآن کریم فرقان حمید میں ذکر کیا گیا ہے۔

حضرت سلیمان علیہ السلام کو جنات پر حکمرانی عطا فرمائی گئی تھی اور شیاطین جنات کا ایک گروہ ہیں اور سلیمانؑ کی مذکورہ بالا دعا کی رو سے ایسی حکمرانی اس کے بعد کسی اور کو عطا نہیں کی جانی چاہیئے تھی۔ لہٰذا اس دعا کو مدِنظر رکھتے ہوئے شیطان لعین کو مستقل طور پر نہ پکڑا گیا۔

قبر پرستوں کیلئے من گھڑت روایات کا سہارا!

مندرجہ ذیل احادیث جھوٹ کا طومار ہیں۔

(۱) یہ کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔
اِذَا سَأَلْتُمُ اللّٰہَ فَاسْئَلُوْہُ بِجَاھِیْ فَاِنَّ جَاھِیْ عِنْدَ اللّٰہِ عَظِیْمٌ۔
ترجمہ: جب تمہیں اللہ سے سوال کرنا ہو تو میرے جاہ کے واسطہ سے سوال کرو کیونکہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں میرا جاہ و مرتبہ بہت بڑا ہے (یہ روایت بالکل من گھڑت اور جھوٹی ہے اور علماء حدیث جن کتب حدیث پر اعتماد کرتے ہیں ان میں اس کا نام و نشان تک نہیں ملتا۔ ایسی احادیث علماء سوء کی خود ساختہ ہیں۔
کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ پناہ بھی مانگنی ہو تو اللہ سے مانگو۔ جیسا کہ حسب ذیل روایت سے بلا شک و شبہ یہ فرمان ثابت ہوتا ہے۔
طبرانی نے اپنی تصنیف "معجم" میں روایت کیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ایک منافق اہل ایمان کو اذیت دیا کرتا تھا۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ چلو حضور سے جا کر اس منافق کے خلاف فریاد کریں۔ چنانچہ وہ بارگاہ نبوی میں آئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اِنَّہٗ لَا یُسْتَغَاثُ بِیْ وَاِنَّمَا یُسْتَغَاثُ بِاللّٰہِ۔
ترجمہ: مجھ سے پناہ مانگنا درست نہیں صرف اللہ سے پناہ مانگو۔

(۲) یہ حدیث بھی سراسر جھوٹ کا پلندا ہے۔

لَوْ اعْتَقَدْتُمْ فِی حَجَرٍ لَنَفَعَکُمْ۔

ترجمہ اگر تم کسی پتھر سے بھی عقیدت رکھو تو وہ تم کو نفع دے گا۔ یہ تو یہ کھلی بت پرستی ہے۔ صاحب علم کے لئے تو دور کی بات ہے۔ تھوڑی سی عقل رکھنے والا بھی اس کو بت پرستی کے علاوہ اور کوئی نام نہیں دے سکتا۔ مگر اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو تو اس لئے بھیجا ہے۔ کہ پتھروں پر یقین کرنے والوں کو ہلاک کیا جائے۔ اور لوگوں کو قبروں کی پوجا سے روکا جائے۔

(۳) یہ حدیث بھی جھوٹی اور خود گھڑی ہوئی ہے اور اسے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے منسوب کر دیا گیا ہے۔

اذا اعیتکم الامور فعلیکم باصحاب القبور۔

(ترجمہ) کہ جب تمہیں مشکل درپیش ہو تو اصحاب قبور کے پاس جایا کرو۔

مگر امام ابوالحسین قدوری نے اپنی شرح الکرخی کے باب الکراہیتہ میں لکھا ہے کہ میں اس بات کو مکروہ سمجھتا ہوں کہ آدمی دعا میں یوں کہے۔

بِحَقِّ فُلَانٍ وَبِحَقِّ اَنْبِیَائِکَ وَرُسُلِکَ وَبِحَقِّ بَیْتِ الْحَرَامِ

(اے اللہ میں تجھ سے) فلاں کے واسطے اور تیرے نبیوں اور رسولوں کے وسیلے سے سوال کرتا ہوں۔ اور بیت اللہ کے طفیل مانگتا ہوں۔

مؤلف کا کہنا ہے کہ اس طرح کا سوال اس لئے مکروہ ہے کہ اللہ پر کسی کا کیا بار (احسان) ہے۔ ہاں اس کے

برعکس اللہ تعالیٰ کا مخلوق پر احسان ہے اور حق ہے۔

ابن بلاجی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی الدر المختار کی شرح میں لکھا ہے۔ اللہ پر اس کی صفات اور اسماء کے علاوہ کسی کا حق ڈال کر سوال کرنا منع ہے اس لئے کہ کسی آدمی کو یوں نہیں کہنا چاہئے۔

اَسْئَلُکَ بِفُلَانٍ اَوْ بِمَلَائِکَتِکَ اَوْ بِاَنْبِیَائِکَ۔

(اے اللہ میں) تجھ سے سوال کرتا ہوں۔ فلاں کے واسطہ سے یا تیرے فرشتوں کے وسیلہ سے یا تیرے انبیاء علیہم السلام کے صدقہ سے۔

(۴) یہ روایت بھی بے بنیاد اور خود ساختہ ہے۔

جاء اعرابی الی قبر النبی صلی اللہ علیہ وسلم فرمی بنفسہ علی قبر النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال حدث استغفر لی فنودی من القبر انہ قد غفر لک

ترجمہ: ایک بدو قبر نبی کے پاس آیا اور کہا کہ میں آپ کے پاس اس لئے آیا ہوں کہ آپ میرے لئے استغفار کریں۔ پس قبر نبوی سے آواز آئی کہ تجھے معاف کر دیا گیا۔

(یہ روایت بالکل من گھڑت ہے کیونکہ اس کا ایک راوی ہیثم بن عدی طائی محدثین خصوصاً ابن معین اور ابو داؤد کی آراء میں جھوٹا اور روایتیں گھڑنے والا ہے۔

(لسان المیزان ج: ۶ ص ۲۰۹)

(۵) ایک مشہور و معروف روایت قبر نبی کے وسیلہ سے بارش کے متعلق اس طرح ہے۔

عَنْ اَبِی الْجَوْزَاءِ قَالَ قُحِطَ اَھْلُ الْمَدِیْنَۃِ قُحْطًا شَدِیْدًا فَشَکَوْا اِلٰی عَائِشَۃَ فَقَالَتْ اُنْظُرُوْا قَبْرَ النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وسلم فَاجْعَلُوْا مِنْہُ کُوًی اِلَی السَّمَاءِ حَتّٰی لَا یَکُوْنَ بَیْنَہٗ وَبَیْنَ السَّمَاءِ سَقْفٌ فَفَعَلُوْا فَمُطِرُوْا مَطَرًا حَتّٰی نَبَتَ الْعُشْبُ وَسَمِنَتِ الْاِبِلُ حَتّٰی تَفَتَّقَتْ مِنَ الشَّحْمِ فَسُمِّیَ عَامَ الْفَتْقِ (رَوَاہُ الدَّارِمِیُّ)

ترجمہ:۔ ابی الجوزاء رضؓ سے روایت ہے کہ مدینہ میں سخت قحط پڑ گیا۔ پس انہوں نے عائشہ رضؓ سے پاس شکایت کی۔ حضرت عائشہ رضؓ نے فرمایا تم حضرتؐ کی قبر کو دیکھو تم آسمان کی طرف سے روشن دان پاؤ گے۔ یہاں تک کہ اس قبر اور آسمان کے درمیان چھت نہ ہو۔ لوگوں نے ایسا ہی کیا جیسا حضرت عائشہ رضؓ نے فرمایا۔ بہت بارش برسائی گئی۔ یہاں تک کہ گھاس اُگ گئے۔ اور اونٹ موٹے ہو گئے۔ اور چربی سے پھٹ گئے۔ تو اس سال کا نام فتق رکھا گیا۔ (دارمی۔ مشکوٰۃ)

یہ روایت قابلِ اعتبار نہیں۔ کیونکہ

(الف) اس واقعہ کو محمد بن حسن بن زبالہ نے اخبار مدینہ میں ذکر کیا ہے۔ اور وہ کمزور ہے۔ حافظ ابن تیمیہ الرد علی البکری ص ۶۸ میں رقمطراز ہیں کہ اس واقعہ کو بیان کرنے والے محمد بن زبالہ ضعیف ہیں صحابہ کرام رضؓ کا معمول تھا کہ وہ بارش کی دعا مسجد میں کرتے۔ یا جنگل کا رخ کرتے البتہ حضرت عمر رضؓ کے عہد میں

حضرت عباسؓ کو سفارشی بنا کر لائے لیکن آپؐ کی قبر اطہر پر حجرہ کی چھت میں سوراخ کا ذکر کہیں نہیں۔

(ب) اس روایت کی سند یوں ہے۔

حدثنا ابو النعمان حدثنا سعید بن زید حدثنا عمرو بن مالک النکری حدثنا ابو الجوزاد۔

چنانچہ اس روایت میں متعدد کمزوریاں ہیں۔

(۱) نسائیؒ نے کہا ہے کہ سعید بن زید قوی نہیں ہے اور یحیٰ بن سعید کہتے ہیں کہ ضعیف ہے (میزان الاعتدال ج۱ ص۲۸۱)

(۲) حافظ ابن حجر (تہذیب التہذیب ج۱ ص۳۸۴) میں حدیث بیان کرنے کے بعد رقمطراز ہیں کہ اس میں ابو الجوزاءؒ حضرت عائشہؓ سے بیان کرتے ہیں اور حضرت عائشہؓ سے ابو الجوزاء سے سماع ثابت نہیں روایت منقطع ہونے کی وجہ سے ساقط الاعتبار ہوگی۔ امام بخاریؒ بھی کہتے ہیں کہ ابو الجوزاء کا حضرت سے سماع ثابت نہیں "فی اسنادہ نظر" چنانچہ یہ روایت ہے اور ضعیف بھی۔

(التاریخ الکبیر للبخاری ص۱۷-۱۸ ج۱ قسم۲

(میزان الاعتدال ج۱ ص۱۲۹)

(۳) حضرت عائشہ کی زندگی میں حجرہ کی چھت میں کوئی سوراخ نہیں تھا۔ حسب سابق حجرہ کی چھت موجود رہی۔ چنانچہ حافظ ابن تیمیہ الرد علی البکری ص۶۸ میں فرماتے ہیں کہ اس واقعہ کے جھوٹ کا یہ ثبوت کافی ہے کہ حضرت عائشہؓ کی زندگی میں حجرہ کی چھت میں کوئی سوراخ نہیں تھا جب ولید بن عبد الملک

نے مسجد نبویؐ میں اضافہ کیا۔ تو حجرہ عائشہؓ کو مسجد نبوی کی حدود میں داخل کیا گیا۔ چنانچہ حجرہ کی دیواریں اونچی کی گئیں اور اور حجرہ کی صفائی کے لئے چھت میں سوراخ کیا گیا تا کہ اس کے اندر داخل ہو کر صفائی کی جا سکے۔

ان شواہد کی روشنی میں یہ روایت کہ قحط کے دوران حضرت عائشہ رضؓ کے کہنے پر جب آپؐ کے حجرہ کی چھت میں سوراخ کیا گیا۔ تو خوب بارش ہوئی۔ قابل اعتبار نہیں۔

(ن) امام شافعیؒ جنہوں نے اپنی تالیفات میں قبروں کی تعظیم کو حرام گردانا ہے۔ حسب ذیل جھوٹی اور من گھڑت روایت کو ان کے پلے باندھ دیا گیا ہے۔ وہ اس انداز میں امام شافعیؒ فرماتے ہیں۔

"انی لا تبرک بابی حنیفۃ واجیٔ قبرہٗ فی کل یوم زائراً فاذ عرضت لی حاجۃ صلیت رکعتین جئت الی قبرہ وسالت اللہ الحاجۃ عندہٗ فما تبعد عن حتیٰ تقضیٰ"

ترجمہ: میں امام ابوحنیفہؒ کے ساتھ تبرک حاصل کرتا ہوں۔ روزانہ ان کی قبر پہ زیارت کے لئے حاضر ہوتا ہوں۔ جب مجھے ضرورت ہو تو میں دو رکعتیں ادا کر کے قبر کے پاس آتا ہوں۔ وہاں اللہ سے دعا کرتا ہوں تو زیادہ عرصہ نہیں گذرتا میری ضرورت پوری ہو جاتی ہے۔

یہ روایت اس لحاظ سے باطل ہے کہ

(ا) اس واقعہ میں یہ ذکر نہیں کہ امام شافعیؒ امام ابوحنیفہؒ

سے درخواست کرتے ہیں یا ان کے وسیلہ سے دعا کرتے ہیں یہاں تو صرف یہ دیا ہے کہ وہ قبر کے پاس آکر دو رکعتیں پڑھ کر صرف اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے ہیں۔

(ii) اس واقعہ کو خطیب بغدادی نے تاریخ ج ۱ ص ۱۳۲ میں عمر بن اسحاق بن ابراہیم کی وساطت سے ذکر کیا ہے جو غیر معروف ہے۔

(iii) شیخ الاسلام ابن تیمیہ نے اقتضاء الصراط المستقیم ص ۱۶۵ میں اس واقعہ کی نقل کرکے اس کو رد کرتے ہوئے لکھا ہے کہ حدیث کی معرفت رکھنے والوں کے نزدیک اس کا غلط ہونا ظاہر ہے کیونکہ جب امام شافعیؒ بغداد میں آئے وہاں کوئی ایسی قبر نہ تھی جہاں زائرین کا آنا جانا ہو۔ نہ ہی ان کے زمانے میں کسی قبر پہ زائرین کا ہجوم دیکھنے میں آیا ہے۔ حالانکہ حجاز یمن، شام، عراق، مصر میں انبیاء۔ صحابہؓ۔ تابعینؒ کی قبریں تھیں لیکن کیا وجہ ہے کہ ان سب قبروں کو چھوڑ کر امام شافعیؒ نے امام ابوحنیفہؒ کی قبر کی طرف رخ کیا۔ پھر دیکھئے کہ امام ابوحنیفہؒ کے اپنے شاگرد عزیز ابو یوسف محمد بن حسن بن زیاد اپنے حق میں دعا کے لئے اپنے استاد کی قبر پر نہیں گئے اور نہ کسی اور نیک انسان کی قبر پہ گئے۔ مگر امام شافعیؒ جو کہ قبروں کی تعظیم کو حرام گردانتے تھے۔ وہ خود اس حرام میں ملوث ہو گئے یعنی بمصداق اوروں کو نصیحت خود میاں فضیحت

(۶) بعض علماء احناف نے حضرت خضر علیہ السلام کو بھی قبر پرستی میں ملوث کرنے سے نہیں چھوڑا۔ چنانچہ طحطوی نے نقل

کیا ہے۔

اعلم ان اللہ قد خص ابا حنیفۃ بالشریعۃ والکرام ومن کراماتہ ان الخضر علیہ السلام کان یجیئ الیہ کل یوم وقت الصبح ویتعلم منہ احکام الشریعۃ الی خمس سنین فلما توفی ابو حنیفۃ ناجی الخضر ربہ الٰہی ان کان لی عندک منزلۃ فاذن لابی حنیفۃ حتی یعلمنی من القبر علی حسب علوہ حتی اعلم شرع محمد صلی اللہ علیہ وسلم والعلم منہ علی الکمال لیتحصل لی الطریقۃ والحقیقۃ نودی ان اذہب الی قبرہ وتعلم ما شئت فجاء الخضر وتعلم منہ الی خمس و عشرین سنۃ (الخ)

ترجمہ یاد رکھو اللہ پاک نے امام ابو حنیفہ رح کو شریعت اور عزت سے نوازا ہے ان کی عزت کے لئے اتنی بات کفایت کرتی ہے کہ حضرت خضر علیہ السلام صبح کے وقت پانچ برس مسلسل امام ابو حنیفہ رح کی خدمت میں آتے رہے۔ تا آنکہ امام صاحب فوت ہو گئے۔ ان کے فوت ہونے کے بعد حضرت نے بارگاہ ایزدی میں التجا کی کہ اے میرے خدا اگر تیرے ہاں میرا مقام ہے تو تو امام صاحب کو اجازت دیجئے کہ وہ مجھے حسب معمول قبر سے علم سکھائے تاکہ مجھے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شریعت کا علم ہو جائے اور طریقت، حقیقت کا فیضان ہو جائے۔

آواز آئی اے خضر! ان کی قبر پر جاؤ اور علم کی پیاس بجھاؤ چنانچہ ان کے بعد پچیس سال خضر علیہ السلام امام صاحب کی قبر پر معتکف ہوتے رہے۔ یہاں تک کہ تمام اقوال و دلائل سے روشناس ہو گئے۔

یہ روایت بھی بایں وجوہات جھوٹ کا طومار ہے۔

(i) طحاوی نے تمام واقعہ بلا سند بیان کیا ہے۔

(ii) اگر حضرت خضر علیہ السلام زندہ ہوتے تو کیا ان کے مقصد کے لئے شارع یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات نہ کرتے؟ بلکہ ان سے علم شریعت کے حصول سے پیاس بجھاتے مگر ایسی ملاقات کا کہیں ذکر نہیں۔ کس قدر افسوس کا مقام ہے کہ ایک پیغمبر کو امام صاحب کا شاگرد ثابت کرنے کی کوشش کی گئی ہے اور پھر قبر پرستی سے استفادہ کرنا دکھایا گیا ہے جس کے خلاف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دنیا سے وصال سے چند لمحے پہلے تک تاکیداً تاکید کی ہے۔

اس پر طرہ یہ کہ علامہ حصکفی نے درمختار کے مقدمہ میں تحریر کیا کہ جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام قیامت کے قریب اتریں گے تو نہر جیحون کے قریب حضرۃ خضر علیہ السلام نے فقہ حنفی کی جو کتابیں ایک صندوق میں رکھی ہیں ان کو نکال لیں گے۔ اور فقہ حنفی کے مطابق فیصلے کریں گے کیا اس میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تذلیل کا پہلو موجود نہیں ہے۔؟ اور کیا پیغمبروں کی تذلیل و تحقیر کفر نہیں ہے؟ (معاذ اللہ)

پختہ قبر کی تعمیر کے حق میں فتاویٰ رضویہ

یہ فتاویٰ امام احمد رضا خان فاضل بریلوی نے صادر فرمائے ہیں
قارئین کرام ذرا انہیں بھی ملاحظہ فرمائیں۔

سوال: قبروں کا پختہ بنانا روا ہے یا نہیں؟

جواب: میّت کے گرد پختہ نہ ہو۔ اُوپر کا حصہ پختہ کر دیں تو کوئی حرج نہیں۔
(بحوالہ احکام شریعت، دوم صـ۳۳)

سوال: قبرستان بوجہ ویرانے کے میّت کی ہڈیاں بالکل باہر نکل پڑیں۔ تو ایسی حالت میں پختہ اینٹوں سے قبر از سرِ نو بنائی جا سکتی ہے یا نہیں؟۔

جواب: ان ہڈیوں کا دفن کرنا واجب ہے اور قبر میّت کے گرد پکی نہ ہو۔ اوپر سے پکی کر سکتے ہیں۔
(فتاویٰ رضویہ چہارم صـ۱۰۷)

مندرجہ بالا فتاویٰ سے چند سوالات ذہن میں ابھرتے ہیں۔

(۱) کیا میّت کی قبر کا اوپر کا حصہ میّت کے گرد، میں شامل نہیں؟ حالانکہ اوپر کا حصہ چاہے قبہ یا گنبد مراد ہو دونوں ہی فتنہ کی جڑ ہیں۔ کیونکہ انہیں دیکھ کر زمانہ سلف سے لوگ قبر پرستی کرتے آئے ہیں اور کر رہے ہیں۔ اس قبیح گناہ کا قلع قمع کرنے کیلئے حضور اکرم ﷺ نے قبر پختہ نہ بنانے کی پُر زور اور بار بار تاکیدیں فرمائی ہیں۔

(۲) کیا حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو

پختہ قبروں کو جن میں اوپر والی بھی پختہ تھیں اور پختہ گنبدوں والی بھی تھیں گرانے کا حکم نہیں دیا تھا؟

(۳) امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور پیران پیر غوث اعظم شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے قبر کی اوپر کی سمت کو احکامات نبویہ سے مستثنیٰ قرار دیکر پختہ بنانے کی اجازت کا ذکر اپنے فتاویٰ میں کیوں نہیں کیا؟ حالانکہ ان بزرگانِ دین نے مجموعی طور پر قبر کی پختگی کے متعلق وہی الفاظ استعمال کئے ہیں جو متعلقہ حدیث میں بیان کئے گئے ہیں

(۴) کیا امام رضا خاں یا ان کے احباب میں سے کسی نے مدینہ منورہ تشریف لے جا کر حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ اطہر کے نواح میں آپ کے خاندان اور دیگر صحابہ کرام رضی کی قبروں کو اس مبارک قطعہ زمین کو نہیں دیکھا جس کا نام جنت البقیع ہے راقم الحروف کو تو وہاں کوئی ایسی قبر نظر نہیں آئی جو اوپر سے چونا یا گچ کر کے پختہ بنائی گئی ہو۔ بلکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ اطہر کی جالیوں سے جھانکنے سے انکی اپنی قبر بھی کچی ہے اور زمین کی سطح سے مطلوبہ اونچائی سے ہے۔

(۵) کیا امام صاحب کے فتاویٰ رضویہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کی نافرمانی نہیں ہے۔ حالانکہ ان فتاویٰ کا شرعی جواز کچھ بھی نہیں بتایا گیا؟۔

(۶) کیا ان فتاویٰ کی شہ پر اپنے آپ کو اہل سنت و جماعت کہلوانے والوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث مبارکہ کی قطعاً پرواہ نہ کرتے ہوئے (بلکہ آپ کے حکم کی نافرمانی کرتے ہوئے) ہر

قبرستان میں چاروں طرف پختہ قبریں ہی قبریں تعمیر نہیں کر لی ہیں؟

(۷) کیا پیرانِ پیر غوثِ اعظم رُ نے پختہ قبر بنانے کو مکروہ تحریمی نہیں گردانا؟

(۸) کیا فتاویٰ رضویہ سے ان شرعی حدود کو توڑ کر مسلمانوں کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع سے دور نہیں ہٹا دیا گیا؟

غرضیکہ یہ فتاویٰ صادر فرمایا کہ قبر کو اُوپر سے پختہ بنانا حرج نہیں۔ بدعت قبیح نہیں تو اور کیا ہے؟ اللہ تعالیٰ بچائے حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی سے!

سلف صالحین کے دور سے ہی بدعات سے دین کے بگاڑ کا آغاز

(۱) صحیح بخاری حدیث میں ہے کہ حضرت ابودرداء صحابی رضؓ غصے کی حالت میں گھر میں داخل ہوئے تو اُم درداء رضؓ نے وجہ پوچھی۔ انہوں نے کہا میں لوگوں میں اللہ کے پیارے رسول ﷺ کا دین نہیں دیکھ رہا۔ ہاں اتنا ہے کہ اکٹھے نماز پڑھتے ہیں۔

(۲) حضرت امام مالکؒ (المتوفی سنہ ۱۸۰ھ) اپنی کتاب مؤطا میں اپنے چچا ابو سہیلؒ سے روایت کرتے ہیں کہ ان کے باپ مالک نے فرمایا۔ میں لوگوں میں صحابہ اکرامؓ جیسے اعمال نہیں دیکھ رہا۔ البتہ نماز ان کی طرح پڑھتے ہیں۔

(۳) حضرت امام زہریؒ فرماتے ہیں کہ میں دمشق میں حضرت انس رضؓ (المتوفی سنہ ۹۱ھ) کے پاس گیا تو وہ رو رہے تھے۔ میں نے وجہ پوچھی تو بولے دین میں سوائے نماز کے کوئی چیز نظر نہیں آرہی اور افسوس ہے کہ وہ بھی ضائع ہو رہی ہے۔ دوسری روایت میں ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ جو کچھ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت دیکھتا رہا آج اسے بدلا ہوا دیکھ رہا ہوں۔

(۴) حضرت مبارک بن فضالہ روایت کرتے ہیں کہ حضرت امام

حسن بصریؒ (تابعی) نماز جمعہ کے بعد رو رہے تھے۔ جب ان سے رونے کا سبب پوچھا گیا۔ تو فرمانے لگے تم مجھے رونے پر ملامت کرتے ہو۔ اگر مہاجرین۔ رضوان اللہ علیہم میں کوئی یہاں آکر جھانک لے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کی کوئی چیز نہ دیکھے۔ البتہ قبلہ وہی ہے۔

مندرجہ بالا امثال سے ثابت ہوتا ہے کہ بدعتوں کے ساتھ خلاف سنت اعمال کا آغاز حضرت انسؓ اور حضرت ابو درداؓ وغیرہ صحابہ کرامؓ کے زمانہ سے ہی شروع ہو گیا تھا۔ پھر زمانہ گزرنے کے ساتھ ساتھ اس بگاڑ میں اضافہ ہوتا گیا۔ یہاں تک کہ ہر طرف دینی اعمال میں بدعات کا اظہار ہونے لگا۔ چنانچہ بدلے ہوئے دین سے متنفر ہو کر علامہ اقبال نے کہا

ہاتھ بے زور ہیں۔ الحاد سے دل خوگر ہیں
اُمتی باعثِ رسوائی پیغمبر ہیں
بت شکن اٹھ گئے باقی جو رہے بت گر ہیں
تھا ابراہیمؑ پدر اور پسر آزر ہیں
بادہ آشام نئے۔ بادہ نیا خم بھی نئے
حرم کعبہ نیا، بت بھی نئے تم بھی نئے
کون ہے تارکِ آئینِ رسولِ مختار؟
مصلحت وقت کی ہے کس کے عمل کا معیار؟
کس کی آنکھوں میں سمایا ہے شعارِ اغیار؟
ہو گئی کس کی نگہ طرزِ سلف سے بیزار؟

قلب میں سوز نہیں روح میں احساس نہیں
کچھ بھی پیغام محمدؐ کا تمہیں پاس نہیں!

واعظِ قوم کی وہ پختہ خیالی نہ رہی!
برق طبعی نہ رہی شعلہ مقالی نہ رہی

رہ گئی رسمِ اذاں روحِ بلالی نہ رہی
فلسفہ رہ گیا تلقینِ غزالی نہ رہی

مسجدیں مرثیہ خواں ہیں کہ نمازی نہ رہے
یعنی وہ صاحبِ اوصافِ حجازی نہ رہے

وضع میں تم ہو نصاریٰ تو تمدن میں ہنود
یہ مسلماں ہیں جنہیں دیکھ کے شرمائیں یہود!

یعنی دیگر اقوام کے مذاہب۔ مثلاً ہندو دھرم۔ عیسائیت اور یہودیت وغیرہ سے متاثر ہو کر دین اسلام میں ایسی ایسی بدعات (خود ساختہ شرعی رسومات) داخل کر دی گئی ہیں۔ کہ خیر القرون کے سلف صالحین کے اقوال و افعال کا نشان تک باقی نظر نہیں آتا خدا کرے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ رضوان اللہ علیہم کا زمانہ پھر پلٹ آئے۔ اور بقول علامہ اقبال

چشمِ اقوام یہ نظارہ ابد تک دیکھے
رفعتِ شانِ وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ دیکھے

فرمانِ رسولؐ اور مسلمانوں کا ردِ عمل اور مخالفانہ محاذ آرائی ۔ ٭٭٭

(۱) آپؐ نے قبروں کے پاس نماز پڑھنے سے منع فرمایا ہے ۔ مگر یہ اس حکم کی پرواہ نہ کرتے ہوئے قبروں کے پاس نمازیں پڑھتے ہیں ۔

(۲) آپؐ نے قبروں کو عبادت گاہ بنانے سے روکا ہے مگر وہ وہاں مسجدیں تعمیر کر کے انہیں آستانہ عالیہ کے نام سے موسوم کرتے اور خانہ خدا کی مشابہت کرتے ہیں ۔

(۳) آپؐ نے وہاں چراغ جلانے والوں پر لعنت کی ہے ۔ لیکن یہ وہاں چراغ روشن کرتے ہیں ۔

(۴) آپؐ نے انہیں مزارات پر عید منانے سے منع کیا ہے ۔ لیکن یہ وہاں عرس مناتے ہیں ۔

(۵) آپؐ نے قبروں کو برابر کرنے ۔ انہیں چونا یہ گچ کرنے یا پختہ نہ بنانے اور ان پر قبے یا گنبد تعمیر کرنے سے منع کیا ہے جبکہ یہ لوگ قبروں کو بلند رکھتے ہیں اور پختہ بناتے اور قبے بناتے ہیں ۔

(۶) آپؐ نے قبروں پر لکھنے سے منع فرمایا ہے ۔ لیکن یہ لوگ قبروں کو نہ صرف سنگِ مرمر سے پختہ کرتے ہیں ۔ بلکہ قبروں کی اوپر کی

سطح پر اور چاروں طرف والی سطح پر قرآن پاک کی آیات لکھواتے ہیں اور سرہانے سنگ مرمر کی تختی پر میت کی دنیاوی شناخت وغیرہ لکھواتے ہیں۔

کیا ان اعمال سے ہم سب ذیل ارشاد ربانی پر عمل کر رہے ہیں۔

وَمَا آتٰكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ ۚ وَمَا نَهٰكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ۖ اِنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ۝ (الحشر: ۷)

ترجمہ: جو کچھ تمہیں رسول دے رہے ہیں لے لو اور جن چیزوں سے روک رہے ہیں رک جاؤ (یعنی جس کام کے کرنے کا حکم دے رہے ہیں اس کو کرو اور جس سے منع کر رہے ہیں اس کو مت کرو) اور اللہ سے ڈرو بے شک اللہ سخت عذاب والا ہے۔

یاد رہے کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے احکامات کی مخالفت کرنے والوں کا ٹھکانا جہنم ہے جیسا کہ ارشاد ہے

وَمَنْ يُّشَاقِقِ الرَّسُوْلَ مِنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدٰى وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيْلِ الْمُؤْمِنِيْنَ نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰى وَنُصْلِهٖ جَهَنَّمَ ۖ وَسَآءَتْ مَصِيْرًا ۝

(النساء: ۱۱۵)

ترجمہ: جو شخص سیدھا راستہ معلوم ہونے کے بعد پیغمبر کی مخالفت کرے اور مومنوں کے راستہ کے سوائے اور راستہ پر چلے تو جدھر وہ چلتا ہے ہم اس کو ادھر ہی چلنے دیں گے۔ اور (قیامت کے دن) جہنم میں داخل کریں گے۔ اور وہ بری جگہ ہے۔

(۲) نیز اللہ تبارک وتعالیٰ نے فرمایا

فَلْيَحْذَرِ الَّذِيْنَ يُخَالِفُوْنَ عَنْ اَمْرِهٖٓ اَنْ تُصِيْبَهُمْ فِتْنَةٌ اَوْ يُصِيْبَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ

(النور: ۶۳)

ترجمہ:۔ جو لوگ اسکے حکم کی مخالفت کرتے ہیں۔ انہیں اس بات سے خوف زدہ رہنا چاہیئے کہ کہیں ان کو فتنہ یا دردناک عذاب نہ پہنچ جائے۔

اولیاء اور بزرگان دین کے مزارات کی پوجا کرنے والوں اور قبروں کے متعلق احکامات نبویہ کو رد کرنے کے من مانی کارروائیاں کرنے والوں کو مندرجہ بالا خدائی انتباہ سے ڈرنا چاہیئے۔

آمین

قبر پرستی اور مولانا حالیؔ کا کلام

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیغام کو حالیؒ نے اپنے کلام میں اس طرح سمویا ہے۔

؎ بنانا نہ تربت کو میری صنم تم!
نہ کرنا میری قبر پہ سر خم تم
نہیں بندہ ہونے میں کچھ مجھ سے کم تم
کہ بیچارگی میں برابر ہیں ہم تم!
مجھے دی ہے اس نے بس اتنی بزرگی
کہ بندہ بھی ہوں اس کا اور ایلچی بھی

ہمارے مسلمانوں کا یہ حال ہے کہ مشرکانہ اعتقادات کے حامل دوسرے مذاہب کے پیروکاروں پر طعنے کستے ہیں مگر خود ان کے اعمال مشرکانہ اور بدعتانہ ہیں۔ مگر ہم اپنا محاسبہ کرنے سے قاصر ہیں۔ گویا اوروں کو نصیحت اور خود میاں فضیحت والی ضرب المثل کے مصداق ہیں لہٰذا اس حالت کو حالیؔ نے اس طرح بیان کیا ہے

؎ کرے غیر گربت کی پوجا تو کافر
جو ٹھہرائے بیٹا خدا کا تو کافر
کواکب میں مانے کرشمہ تو کافر!
جھکے آگ پر بہر سجدہ تو کافر

مگر مومنوں پر کشادہ ہیں راہیں
پرستش کریں شوق سے جسکی چاہیں
نبی کو جو چاہیں خدا کر دکھائیں
اماموں کا رتبہ نبی سے بڑھائیں
مزاروں پہ جا جا کے نذریں چڑھائیں
شہیدوں سے جا جا کے مانگیں دعائیں
نہ توحید میں کچھ خلل اس سے آئے
نہ اسلام بگڑے نہ ایمان جائے

اب بعض نعتوں میں غلو (حد سے زیادہ مبالغہ آمیز) اشعار ملاحظہ فرمایئے۔ جو کسی دوسرے شاعر کا کلام ہے۔

وہی جو عرش پر تھا مستوی خدا ہو کر
اتر پڑا ہے مدینہ میں مصطفےٰ ہو کر

اور

اللہ کے پلے میں وحدت کے سوا کیا ہے،
جو کچھ ہمیں لینا ہے لے لینگے محمدؐ سے

یہاں تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا رتبہ اللہ جل شانہ سے بھی بڑھا دیا گیا ہے۔

(معاذ اللہ معاذ اللہ)

آغا شورش کاشمیری کی قبر پرستی کے متعلق ایک مشہور نظم

شرک کے ایوان ڈھا کے چھوڑوں گا

یہ بات صاف سنو اے صاغرِ بدعت
تمہارے شرک کے ایوان ڈھا کے چھوڑوں گا

جو لوگ میرِ اُمم ؐ سے باغی ہیں
انہیں خدا کے غضب سے ڈرا کے چھوڑوں گا

خدا کی ذات پہ بہتان باندھنے والو!
تمہارے رخ سے نقابیں اٹھا کے چھوڑوں گا

نچا رہے ہو مریدوں کو خانقاہوں میں
یہ راز ہر کہ و مہ کو سنا کے چھوڑوں گا

غریب قوم کی جیبیں تراشنے والو!
تمہیں ضرور ٹھکانے لگا کے چھوڑوں گا

بپھر گئے ہو مزاروں کی روٹیاں کھا کر
تمہارا نام و نشان مٹا کے چھوڑوں گا

زبان دراز فقیہو! یہ بات یاد رہے
تمہاری توند کمر سے ملا کے چھوڑوں گا

دل و دماغ پہ یہ بات نقش کر لینا
اٹھا رہے ہو جو فتنے مٹا کے چھوڑوں گا

تمہاری کھیپ کی فتویٰ فروش نسلوں جو
خدا گواہ! مسلمان بنا کے چھوڑوں گا

کیا ہے عہدِ رسالت مآب ؐ سے بکل نے
خدا کا خوف دلوں پر بٹھا کے چھوڑوں گا

جو گالیوں میں یگانہ ہیں ان رذیلوں کو
نبی ؐ کے خُلق کا نقشہ دکھا کے چھوڑوں گا

یہ لوگ شیوہ کافر گری سے باز آئیں
وگرنہ اُن کی دکانیں جلا کے چھوڑوں گا

خدا کے دین کا مفہوم و مدعا کیا ہے!
یہ اک سبق انہیں شورش پڑھا کے چھوڑوں گا

قبروں پر تعمیر کے متعلق فقہی آئمہ کرام کے فتاویٰ

(۱) شافعی مذہب میں یہ گناہ کبیرہ ہے

علامہ ہیثمیؒ نے الزواجر عن اقتراف الکبائر (۱/ ۱۲۰) میں کہا ہے کہ "ترانوے سے لیکر اٹھانوے نمبر والے کبیرہ گناہ علی الترتیب یہ ہیں، قبروں کو مساجد بنانا۔ قبروں پر چراغاں کرنا۔ قبروں کو بتوں کی طرح پوجنا، قبروں کا طواف کرنا قبروں کو بوسہ دینا اور قبروں کی طرف نماز پڑھنا۔

علامہ ابو اسحاق شیرازی شافعیؒ نے اپنی کتاب "المہذب" باب الجنائز میں کہا ہے کہ۔

قبر کو پختہ بنانا، قبر پر عمارت بنانا اور قبر پر لکھنا مکروہ ہے کیونکہ حضرت جابر بن عبداللہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قبر کو پختہ بنانے، اس پر تعمیر، اس پر بیٹھنے یا اس پر لکھنے سے منع فرمایا ہے۔ (صحیح ابو داؤد و مسلم و ترمذی۔ قالہ الامام النووی فی شرح المہذب)

اسی حدیث کی بنیاد پر علامہ ہیثمیؒ نے قبر پر تعمیر کو کبیرہ گناہوں میں شمار کیا ہے اور یہ کام گناہ کبیرہ کیوں نہ ہو جبکہ اس کے کرنے والے پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لعنت فرمائی ہے؟

(۲) قبروں پر تعمیر حنفی مذہب میں مکروہ تحریمی ہے

حدیث نبویؐ تو آپ ملاحظہ کر چکے۔ اب فخر الفقہاء امام الائمہ حضرت امام ابو حنیفہؒ کا فتویٰ بھی سنیں

رُوِیَ عَنْ اَبِیْ حَنِیْفَۃَ رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی قَالَ لَا یُجَصَّصُ الْقَبْرُ وَ لَا یُطَیَّنُ وَ لَا یُرْفَعُ عَلَیْہِ بِنَاءٌ وَّ سَقْفٌ۔

(فتاویٰ قاضی خان)

حضرت امام ابو حنیفہؒ فرماتے ہیں۔ قبر پختہ نہ بنائی جائے۔ نہ مٹی سے لیپی جائے۔ نہ قبر پر کوئی عمارت (قبہ، گنبد وغیرہ کھڑی کی جائے اور نہ خیمہ لگایا جائے۔

ملاحظہ ہو اب جبکہ امام ابو حنیفہؒ کا فتویٰ بھی قبروں کے پختہ بنانے ان پر قبے، گنبد کھڑے کرنے کی ممانعت میں معلوم ہو گیا تو پھر وہ کون لوگ ہوئے جو امام ابو حنیفہؒ کے فتویٰ کو بھی رد کر کے قبروں کو پختہ بناتے اور قبے کھڑے کرتے ہیں۔ یاد رکھو یہ لوگ حنفی بھی نہیں ہیں نہ خدا کے تابعدار اور نہ رسولؐ کی سننے والے اور نہ اپنے امام کی ماننے والے۔

رَوَاہُ مُحَمَّدُ ابْنُ الْحَسَنِ فِی الْاٰثَارِ اَخْبَرَنَا اَبُوْحَنِیْفَۃَ قَالَ حَدَّثَنَا شَیْخٌ لَّنَا یَرْفَعُہٗ اِلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ سَلَّمَ اَنَّہٗ نَہٰی عَنْ تَرْبِیْعِ الْقُبُوْرِ وَ تَجْصِیْصِہَا۔ (شامی جلد اوّل)

امام ابو حنیفہؒ کے شاگرد امام محمدؒ اپنے استاد امام ابو حنیفہؒ اور امام

ابو حنیفہؒ اپنے استاد سے روایت کرتے ہیں اور ان کے استاد اس روایت کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچاتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قبروں کو چوکوشہ بنانے اور پختہ بنانے سے منع فرمایا ہے۔"

حنفی بھائیو غور کرو! حضرت امام ابو حنیفہؒ ان کے شاگرد، ان کے استاد سب مل کر قبروں کو پختہ بنانے کی حرمت کا فتویٰ دے رہے ہیں اور ساتھ اپنے فتویٰ کو رسول اللہ علیہ وسلم تک پہنچا کر مہر محمدیؐ لگوا رہے ہیں۔ یعنی قبروں کی تربیع وتخصیص کی حرمت حضرت انورؐ سے ثابت کر رہے ہیں۔ اب تو آپ کو یقین کر لینا چاہیئے کہ پختہ قبریں بنانے والے پیر، شیخ، سجادہ نشین۔ نا صرف خدا و رسولؐ کے ہی نافرمان ہیں بلکہ ان کا حنفی مذہب کے ساتھ ہی کوئی علاقہ نہیں ہے۔ اگر کوئی جاہل یا دشاہ کسی بزرگ کی قبر پر قبہ بنا دے تو اس پر اتنا افسوس نہیں جتنا ان "کتاب وسنت کے حامیوں" پر ہے۔ امام ابو حنیفہؒ کے شاگرد امام محمدؒ نے اپنی کتاب الآثار ص ۵۴ میں کہا ہے کہ

"لَا نَرٰی اَن یُّزَادَ عَلٰی مَا خَرَجَ مِنَ الْقَبْرِ وَنَکْرَہُ اَن یُّجَصَّصَ اَوْ یُطَیَّنَ اَوْ یُجْعَلَ عِنْدَہٗ مَسْجِدًا"

ترجمہ: ہم جائز نہیں سمجھتے کہ قبر پر کسی چیز کا اضافہ کیا جائے اور اسے پختہ بنانا یا مٹی سے لیپنا یا اس کے قریب مسجد بنانا ہم مکروہ قرار دیتے ہیں۔

کراہت کا لفظ جب مطلقاً بولا جائے تو احناف کے نزدیک وہ حرمت کے معنی میں ہوتا ہے جیسا کہ ان کے یہاں یہ بات معروف ومشہور ہے

(۳) قبروں پر تعمیر مالکی مذہب میں حرام ہے

امام قرطبیؒ نے اپنی تفسیر میں کہا ہے کہ۔
ہمارے علماء (یعنی علمائے مالکیہ) نے کہا ہے کہ مسلمانوں کیلئے انبیاءؑ اور علماءؒ کی قبروں کو مسجدیں بنانا حرام ہے۔ (تفسیر القرطبی جلد:۱، ص ۲۸)
بہت سے مالکی علماء مثلاً شیخ خلیل اور ان کی کتاب المختصر کے شارحین اور حاشیہ نگاروں نے قبروں پر تعمیر کو مکروہ کہا ہے اور سب نے حضرت جابرؓ والی مذکورہ بالا حدیث سے استدلال کیا ہے۔
جن لوگوں نے اس کام کے لیئے مکروہ کا لفظ استعمال کیا ہے۔ گویا ان کی مراد کراہت تحریمی ہے کیونکہ ان کی دلیل بنائی ہوئی حدیث جابرؓ کا یہی مفاد و معنی ہے۔

(۴) قبروں پر تعمیر حنبلی مذہب میں حرام ہے۔

قبروں پر تعمیر حنبلی مذہب میں بھی حرام ہے جیسا کہ شرح المنتہیٰ ج، ص ۳۵۳ وغیرہ میں مذکور ہے، بلکہ بعض حنبلی علماء نے صراحت کی ہے کہ قبروں پر بنی ہوئی مسجدوں میں پڑھی ہوئی نماز باطل ہوتی ہے۔ اور ایسی مسجدوں کو منہدم کر دینا واجب ہے۔
حافظ ابن قیمؒ نے زاد المعاد ج ۳ ص ۲۲ میں ان فقہی مسائل اور علمی فوائد کے سلسلہ بیان میں جن پر غزوہ تبوک مشتمل ہے۔ اس مسجد ضرار

کا ذکر کیا گیا ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو نماز پڑھنے سے منع کر دیا تھا مسجد ضرار کا قصہ ذکر کرنے کے بعد حافظ ابن قیمؒ نے کہا کہ۔

قصہ مسجد ضرار سے مستنبط ہونے والے مسائل میں سے ایک مسئلہ یہ بھی ہے کہ جن مکانات میں اللہ و رسولؐ کی نافرمانی کی جاتی ہو انہیں منہدم کر دیا جائے اور انہیں جلا دیا جائے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد ضرار کو جلانے اور منہدم کرنے کا حکم دیا۔ حالانکہ اس میں نماز پڑھی جاتی اور اللہ تعالیٰ کا ذکر کیا جاتا تھا۔ لیکن چونکہ یہ مسجد مسلمانوں کے لیئے ضرر رساں اور مسلمانوں کے درمیان تفرقہ پیدا کرنے والی اور منافقوں کا ٹھکانہ تھی اس لئے اس کے ساتھ ایسا معاملہ ہوا۔ اسی طرح ہر اس مکان کا ختم کر دینا جس کا یہ حال ہو۔ امام یعنی خلیفہ و سلطان پر واجب ہے کہ اس مکان کو یا تو منہدم کر دیا جائے یا جلا دیا جائے۔ یا اس کی شکل و صورت بدل دی جائے۔ اور جس مقصد کے لیئے وہ تعمیر کیا گیا ہے اس کے بجائے کسی اچھے مقصد کے لیئے استعمال کیا جائے۔

جب مسجد ضرار کا یہ حال ہے تو شرکیہ اڈے اور استھان جہاں کے مجاور و پجاری اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر شرک کے ان اڈوں میں موجود اشخاص کو معبود بنا لینے کی دعوت دیتے ہیں اور ان کو منہدم کرنا اور جلانا زیادہ ضروری ہے۔

دیگر علمائے کرام کے فتاویٰ

(۱) ہدایہ کا فتویٰ

يُكْرَهُ الْآجُرُّ وَالْخَشَبُ لِأَنَّهُمَا لِإِحْكَامِ الْبِنَاءِ وَالْقَبْرُ مَوْضِعُ الْبِلَى ۔ (ہدایہ)

یعنی اینٹوں اور لکڑی کا استعمال قبر پر ناجائز ہے کیونکہ یہ چیزیں پائیداری اور مضبوطی کی خاطر ہوتی ہیں اور قبر تو ویران اور غیر آباد چیز ہے

وَلَا يُسَطَّحُ أَيْ لَا يُرَبَّعُ ۔ (ہدایہ)

اور قبر کو چوگوشہ بھی نہ بنایا جائے۔

(۲) شرح وقایہ کا فتویٰ

يُكْرَهُ الْآجُرُّ وَالْخَشَبُ وَيُهَالُ التُّرَابُ وَيُسَنَّمُ الْقَبْرُ وَلَا يُسَطَّحُ ۔ (شرح وقایہ)

قبر پر پختہ اینٹ اور لکڑی لگانا منع ہے۔ صرف مٹی (قبر کی ہی) ڈال دی جائے اور کوہان نما بنا دی جائے۔ چوگوشہ بھی نہ کی جائے

(۳) عمدۃ الرعایہ کا فتویٰ

وَلَا يُزَادُ عَلَيْهِ ۔ (عمدۃ الرعایہ)

قبر کو کھودتے وقت جو مٹی نکلتی ہے صرف وہی ڈال دی جائے۔ اس کے سوا اور مٹی نہ ڈالی جائے۔

(۴) فتاویٰ عالمگیری کا فتویٰ

لَا الْآجُرُّ وَالْخَشَبُ وَيُكْرَهُ أَنْ يُزَادَ عَلَى التُّرَابِ الَّذِي أُخْرِجَ مِنَ الْقَبْرِ وَيُسَنَّمُ الْقَبْرُ قَدْرَ الشِّبْرِ وَلَا يُرَبَّعُ وَلَا يُجَصَّصُ وَيُكْرَهُ أَنْ يُبْنَى عَلَى الْقَبْرِ ۔ (فتاویٰ عالمگیری)

قبر پر پختہ اینٹیں اور لکڑی نہ لگائیں۔ جو مٹی سے نکلی ہو۔ اس سے زیادہ نہ ڈالیں۔ قبر کو کوہان نما کریں۔ صرف ایک بالشت اونچی رکھیں۔ اور چبوترے کی طرح چوگوشہ نہ کریں۔ پختہ نہ کریں اور نہ قبر پر کوئی عمارت بنائیں
(قدوری)

(۵) قدوری کا فتویٰ | یُکْرَہُ الْاٰجُرُّ وَالْخَشَبُ۔

قبروں پر پکی اینٹیں لگانا اور لکڑی سے کچھ بنانا ناجائز ہے۔

(۶) جوہرہ نیرہ کا فتویٰ | یُکْرَہُ تَطْیِیْنُ الْقُبُوْرِ وَتَجْصِیْصُهَا وَالْبِنَاءُ عَلَیْهَا وَالْکِتَابَةُ عَلَیْهَا۔

(جوہرہ نیرہ شرح قدوری)

قبر کو مٹی سے لیپنا۔ اس کو پختہ بنانا۔ اس پر عمارت کھڑی کرنا اور اس پر لکھنا منع ہے۔

(۷) کنز الدقائق کا فتویٰ | لَا الْاٰجُرُّ وَالْخَشَبُ وَیُهَالُ التُّرَابُ وَیُسَنَّمُ الْقَبْرُ وَلَا یُرَبَّعُ وَلَا یُجَصَّصُ۔ (کنز الدقائق)

پختہ اینٹ اور لکڑی قبر کو نہ لگائی جائے صرف مٹی ڈال دی جائے اور کوہان نما کردی جائے اس کو چوگوشہ چبوترہ نما نہ بنایا جائے اور نہ پختہ کریں۔

(۸) جامع الرموز کا فتوےٰ | کُرِہَ اَنْ یَکْتُبَ عَلَیْهِ وَاَنْ یُبْنٰی عَلَیْهِ بِنَاءٌ وَیُنَقَّشُ وَیُصْبَغُ وَیُرْفَعُ وَیُجَصَّصُ۔ (جامع الرموز)

(قبروں پر نام تاریخ شعر وغیرہ) لکھنا، اس پر عمارت بنانا نقش و

نگار اور رنگ کرنا اور پختہ بنانا منع ہے۔

(۹) قبر پر غلاف چڑھانے کی ممانعت

یُکْرَہُ السُّتُوْرُ عَلَی الْقُبُوْرِ وَ بِنَاءُ الْقُبَّۃِ عَلَی الْقَبْرِ

کَمَا یُصْنَعُ الْاٰنَ فِیْ حَقِّ الْاَوْلِیَاءِ وَ الصُّلَحَاءِ۔ (کنز الدقائق)

قبروں پر غلاف چڑھانا۔ پردے لٹکانا قبے بنانا جیساکہ آج کل اولیاء اللہ اور صالحین کی قبروں پر لوگ کرتے ہیں۔ حرام ہے۔

نوٹ: کتب فقہ کی عبارات میں جو لفظ مکروہ استعمال ہوا ہے اس سے مراد مکروہ تحریمی ہے جیساکہ شامی میں ہے اَحَدُھُمَا مَاکُرِہَ تَحْرِیْمًا وَھُوَ الْمَحْمَلُ عِنْدَ اِطْلَاقِھِمُ الْکَرَاھَۃَ۔ مکروہ کی دو قسموں تحریمی اور تنزیہی میں سے جب مطلق مکروہ بولا جائے تو اس سے مراد مکروہ تحریمی یعنی حرام سمجھنا چاہیئے۔ فقہ کی تمام مذکورہ عبارات میں مطلق مکروہ استعمال ہوا ہے اس لئے اس سے حرام ہی مراد ہے۔ یاد رکھیں۔

حضرت امام ابو حنیفہؒ کے شاگرد ارشاد فرماتے ہیں۔

(۱۰) کتاب الآثار کا فتوے

لَا نَرٰی اَنْ یُّزَادَ عَلٰی مَاخَرَجَ مِنْہُ وَنَکْرَہُ اَنْ یُّجَصَّصَ اَوْ یُطَیَّنَ اَوْ یُجْعَلَ عِنْدَہٗ مَسْجِدًا اَوْ عَلَمًا اَوْ یُکْتَبَ عَلَیْہِ وَ اَکْرَہُ الْاٰجُرَّ اَنْ یُّبْنٰی بِہٖ۔ (کتاب الآثار) (کتاب الآثار)

ہمارے نزدیک قبر سے نکلی ہوئی مٹی کے سوا اس میں اور مٹی نہیں ڈالنی چاہیئے اور ہم قبر کو پختہ بنانا، مٹی سے لیپنا۔ اس کے پاس مسجد بنانا۔ قبر پر جھنڈا نشان کھڑا کرنا۔ اس پر کچھ لکھنا، پختہ اینٹوں سے

عمارت بنانا مکروہ (حرام) سمجھتے ہیں۔

(۱۱) مرقاۃ شرح مشکوٰۃ کا فتویٰ

حضرت ملا علی قاری حنفیؒ ارشاد فرماتے ہیں۔ یَجِبُ الْهَدْمُ وَ اِنْ كَانَ مَسْجِدًا۔ (مرقاۃ شرح مشکوٰۃ)

قبر پر ہر قسم کی بنائی ہوئی عمارت (گنبد، قبہ وغیرہ) کا گرا دینا واجب ہے، خواہ مسجد ہی ہو۔

(۱۲) مجالس الابرار کا فتویٰ

اَلْمَسَاجِدُ الْمَبْنِيَّةُ عَلَى الْقُبُوْرِ فَاِنَّ حُكْمَ الْاِسْلَامِ فِيْهَا اَنْ تُهْدَمَ حَتّٰى تُسَاوِيْ بِالْاَرْضِ وَ كَذَا الْقِبَابُ الَّتِيْ بُنِيَتْ عَلَى الْقُبُوْرِ يَجِبُ هَدْمُهَا لِاَنَّهَا اُسِّسَتْ عَلٰى مَعْصِيَةِ الرَّسُوْلِ وَ مُخَالِفَتِهٖ وَ كُلُّ بِنَاءٍ اُسِّسَ عَلٰى مَعْصِيَةِ الرَّسُوْلِ وَ مُخَالِفَتِهٖ فَهُوَ بِالْهَدْمِ اَوْلٰى مِنْ مَسْجِدِ الضِّرَارِ وَ لِاَنَّهٗ عَلَيْهِ السَّلَامُ نَهَى الْبِنَاءَ عَلَى الْقُبُوْرِ وَ لَعَنَ الْمُتَّخِذِيْنَ عَلَيْهَا الْمَسَاجِدَ فَيَجِبُ الْمُبَادَرَةُ وَ الْمُسَارَعَةُ اِلٰى هَدْمِ مَا نَهٰى عَنْهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ وَ لَعَنَ فَاعِلَهٗ ۔ (مجالس الابرار)

شریعت اسلام کا یہ حکم ہے کہ قبروں پر جو مسجدیں بنائی گئی ہوں ان سب کو گرا دو۔ پیوند ارض کر دو۔ اور ایسے ہی قبروں کے کبتوں (گنبدوں) اور تمام عمارتوں کو ڈھا دینا واجب ہے کیونکہ ہر لحاظ سے سب کی سب عمارتیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی اور مخالفت کی بناء پر ہیں اور ہر وہ عمارت جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی اور مخالفت

پر بنائی جائے۔ اس کو توڑنا، ڈھانا اور برباد کر دینا مسجد ضرار کے مٹانے سے بھی زیادہ اہم ہے لابدی ہے کہ حضورؐ نے قبروں پر عمارت بنانے سے منع کیا ہے۔ بلکہ قبروں پر مسجدیں بنانے والوں پر لعنت فرمائی ہے پھر جس کام پر حضورؐ لعنت فرمائیں اور اسے منع کریں اس کے گرانے اور ڈھانے میں بہت جلدی کرنی چاہیئے۔

(۱۴) حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کا فتوے

وَ یُرْفَعُ الْقَبْرُ مِنَ الْاَرْضِ قَدْرَ شِبْرٍ. قبر کو زمین سے بالشت برابر بلند کیا جائے وَیُسَنُّ تَسْنِیْمُ الْقَبْرِ تَسْطِیْحُہٗ اور قبر کو بالشت برابر بلند کر کے کوہان نما بنایا جائے چوکوشہ مت کریں۔ وَاَنْ یُّجَصَّصَ کُرِہَ اور پختہ بنانا مکروہ (مکروہ تحریمی ہے)

(غنیۃ الطالبین)

لیجیئے! اب تو حضرت پیر جیلانیؒ کا فتویٰ بھی آگیا۔ کہ قبر کو کچی کوہان نما ہی رکھو اور پختہ نہ بناؤ امید ہے کہ آپکی تسلی ہو گئی ہو گی۔

فقہ کی کتابوں کے فتوے بھی آپ نے ملاحظہ کر لیئے۔ پیر کی مہر تصدیق بھی ہو چکی۔ اب بھی جو قبروں کے پختہ بنانے پر گنبد، قبے کھڑا کرنے وہاں میلے اور عرس لگانے۔ نذریں نیازیں ماننے کا قائل اور فاعل ہو۔ کوئی پیر ہو، مرشد ہو، شیخ ہو۔ امام ہو کہ سرورِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے منہ موڑنے والا، صحابہؓ اجمعین۔ تبع تابعینؒ اور تمام فقہا کرامؒ کے فتووں کو روندنے والا کتنا بڑا نافرمان اور باغی انسان ہے۔

سلف صالحین کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قبروں کے متعلق احکامات پر کاربند ہونیکی مثالیں

پہلی مثال :-

عن عبد اللہ ابن شرجیل ابن حسنة قال رأیت عثمان ابن عفان یامر بتسویة القبور فقیل لہ هذا قبر ام عمرو بنت عثمان فامر بہ فسوی

عبد اللہ بن شرجیل بن حسنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے عثمان بن عفان کو دیکھا کہ وہ حد شرعی سے زیادہ اونچی قبروں کو برابر کرنے کا حکم دے رہے ہیں تو ان سے کہا گیا کہ یہ قبر تو آپ کی بیٹی (ام عمرو بنت عثمان) کی ہے لیکن آپ نے اس کے برابر کرنے کا بھی حکم دے دیا۔

(ابن ابی شیبہ فی المصنف (۴/۱۳۸) ابوزرعہ فی التاریخ (۲/۶۶۶) ۲/۱۲۱۰)

۔ابن ابی حاتم (فی الجرح والتعدیل ۲/۲/۸۱-۸۲) ابن ابی)

دوسری مثال

عن ابی الهیاج الاسدی قال قال لی علی ابن ابی طالب الا ابعثك علی ما بعثنی علیہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الا تدع تمثالا الا طمسته ولا قبرا مشرفا الا سویته

ابو الهیاج اسدی کہتے ہیں کہ مجھے علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اے ابو الهیاج کیا میں تجھے اس کام کے لئے نہ بھیجوں کہ جس کام کے لئے مجھے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے بھیجا تھا کہ تو نے مورتیوں کو مٹانا ہوگا اور حد شرعی سے زیادہ آونچی قبروں کو برار کرنا ہوگا

(مسلم (۳/۶۱) ابو داؤد (۳/۷۰) نسائی (۱/۲۷۵) احمد (رقم ۷۴۱ ۱۰۶۴)

ترمذی (۲/۱۵۳-۱۵۴) بیہقی (۴/۳) الطیالسی (۱/۱۶۸)

تیسری مثال:-

عن ابی هریرۃ قال أوصی ابو موسی حین حضرہ الموت فقال اذا انطلقتم بجنازتی فاسرعوا المشی ولا یتبعنی مجمر ولا تجعلوا فی لحدی شیئاً یحول بینی وبین التراب ولا تجعلوا علی قبری بناءً وأشهدکم أنی بریٔ من کل حالقۃ أو سالقۃ أو خارقۃ قالوا، أوسمعت فیه شیئاً قال نعم من رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم (احمد ۴/۳۹۷)

ابوہریرہ بیان کرتے ہیں کہ ابوموسیٰ اشعری نے وفات کے وقت وصیت کی کہ تم نے میرے جنازہ کو تیز لے کر چلنا ہوگا میرے جنازہ کیساتھ کوئی انگیٹھی نہ ہو اور نہ میری لحد میں کوئی چیز رکھنا جو میرے اور مٹی کے درمیان حائل ہو۔ نیز میری قبر پر کسی قسم کی عمارت نہ بنانا اور میں تم کو اس بات پر گواہ بناتا ہوں کہ میں سر منڈانے والی چیخ وپکار کرنے والی کپڑے پھاڑنے والی عورت سے بری ہوں لوگوں نے پوچھا کہ آپ نے ان باتوں کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے تو انہوں نے اثبات میں جواب دیا۔

چوتھی مثال:-

عن انس کان یکرہ ان یُبنیٰ مسجداً بین القبور

ابن ابی شیبہ (۲/۱۸۵)

انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس بات کو مکروہ جانتے تھے کہ قبروں میں مسجد تعمیر کی جائے

پانچویں مثال:-

عن ابراهیم انه کان یکرہ ان یجعل علی القبر مسجداً

ابراہیم نخعی مکروہ جانتے ہیں کہ قبر پر مسجد تعمیر کی جائے۔

(ابن ابی شیبہ (۳/۱۳۴) بسند صحیح عنه)

چھٹی مثال:-

عن المعرور بن سوید قال خرجنا مع عمر فی حجۃ حجّھا فقرأ بنا فی الفجر (الم ترَ کیف فعل ربّک باصحٰب الفیل) ولِایلٰفِ قریش) فلمّا قضیٰ حجّہ ورجع والناس یبتدرون فقال ما ھذا فقال مسجدٌ صلیٰ فیہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال ھکذا اھل الکتاب اتخذوا آثار انبیاءھم بِیَعًا من عرضت لہ منکم فیہ الصلوٰۃ فلیصل ومن لم یعرض لہ منکم فیہ الصلوٰۃ فلا یصلِّ
(ابن ابی شیبہ ۲/۱۸۴/۱)

معرور بن سوید کہتے ہیں کہ ہم نے عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی معیت میں حج کیا تو انہوں نے صبح کی نماز میں سورہ فیل اور سورہ قریش تلاوت فرمائی حج سے فراغت کے بعد لوگ اپنے اپنے گھروں کی طرف واپس جا رہے تھے۔ اس دوران حضرت عمرؓ نے لوگوں کو ایک مسجد کی طرف تیز تیز جاتے ہوئے دیکھا تو فرمانے لگے کہ یہ لوگ کدھر بھاگے جا رہے ہیں انہیں بتایا گیا ایک مسجد کی طرف جا رہے ہیں جس میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک بار نماز پڑھی تھی اس پر حضرت عمر ناراض ہو کر فرمانے لگے کہ اہلِ کتاب بھی اسی طرح ہلاک ہوئے۔ جب انہوں نے اپنے انبیاء کے آثار کو متبرک سمجھ کر معبد خانہ بنا لیا یاد رکھو جو شخص انبیاء کے آثار کے پاس سے گزر رہا ہے اور نماز کا وقت ہو چکا ہے تو اُسے وہاں نماز پڑھنے کی اجازت ہے لیکن اگر نماز کا وقت نہیں ہے محض آثار کو متبرک سمجھتا ہوا نماز ادا کرتا ہے تو اسے شرعاً وہاں نماز پڑھنے کی اجازت نہیں دی جا سکتی۔

ساتویں مثال :۔

عن نافع قال بلغ عمر بن الخطاب ان ناسًا یأتون الشجرۃ التی بویع تحتہا فامر بہا فقطعت
(ابن ابی شیبہ (۲/۷۳/۲) ورجالہ)

(نافع کہتے ہیں عمر بن خطاب کو اطلاع ملی کہ لوگ اس درخت کے نیچے تبرکاً ٹھہرتے ہیں جس کے نیچے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ سے بیعت رضوان لی تھی حضرت عمر نے اس درخت کے کاٹنے کا حکم صادر فرمایا۔

آٹھویں مثال :۔

عن قزعۃ قال سألت ابن عمر اٰتی الطور فقال دع الطور ولا تأتہا وقال لا تشد الرحال الا الی ثلثۃ مساجد
(احمد (۶/۸)

قزعۃ تابعی بیان کرتے ہیں کہ میں نے عبداللہ بن عمر سے طور پر جانے کی بابت سوال کیا تو اس نے وہاں جانے سے منع کیا اور کہا کہ صرف تین مسجدوں کی طرف بغرض ثواب شد رحال کرنا درست ہے

نویں مثال :۔

عن علی بن حسین انہ رای رجلاً یجیءُ الی فرجۃ کانت عند قبر النبی صلے اللہ علیہ وسلم فیدخل فیہا فیدعوا فدعاہ فقال الا احدثک بحدیث سمعتہ من ابی عن جدی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم قال لاتتخذوا قبری عیدًا ولا بیوتکم

علی بن حسین نے ایک آدمی کو دیکھا کہ وہ اس کھڑکی میں داخل ہو کر دعا کرتا ہے جو کہ آپ کی قبر کے پاس ہے۔ علی بن حسین نے اس آدمی کو بلا کر کہا کہ میں تجھے ایک حدیث بیان کرتا ہوں جس کو میں نے اپنے اباجان سے سنا اس نے میرے نانا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ تم نے میری قبر کو

قبورًا وصلّوا علیّ فان صلاتکم وتسلیمکم تبلغ حیث ما کُنتم (ابن ابی شیبہ ۲/۸۳/۲)

میلہ اور اپنے گھروں کو قبریں نہ بنانا۔ اور مجھ پر درود بھیجتے رہنا تمہارا درود اور سلام جہاں کہیں سے بھی بھیجوگے میرے پاس پہنچتا رہے گا۔

دسویں مثال :-

ورأی ابن عمر فسطاطاً علی قبر عبدالرحمٰن فقال انزعہ یا غلام فانما یظلہ عملہ (بخاری تعلیقاً ۲/۹۸)

عبداللہ بن عمر نے عبدالرحمٰن کی قبر پر خیمہ لگا ہوا دیکھا تو کہا اے غلام اس خیمہ کو اتار دو اس لئے کہ قبر والے کو اس کا عمل سایہ کر سکتا ہے۔

گیارھویں مثال

عن ابی ھریرۃ انہ اوصٰی ان لا یضربوا علی قبرہ فسطاطا

ابوہریرہؓ نے وصیت فرمائی کہ دیکھنا کہ میری قبر پر کسی قسم کا خیمہ نہ لگانا۔ (ابن ابی شیبۃ ۴/۱۳۵)

بارھویں مثال :-

اپنی قبر کے متعلق صحابی کی وصیت، عامر بن سعد بن ابی وقاصؓ نے مرض الموت میں کہا۔ وصیت کی، مجھے دفن کرنے کے لئے لحد بنانا اور مجھ پر کچی اینٹیں کھڑی کرنا، جس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ دفن کے وقت کیا گیا تھا۔ (مسلم)

خواص و عوام کو قبر پرستی اور توہم پرستی سے بچانے کیلئے حضرت عمر فاروقؓ کا حضرت دانیال علیہ السلام نبی کی قبر کو پوشیدہ رکھنے کا حکم

حضرت دانیالؑ کا مختصر تعارف

بحوالہ کلام مقدس (توراۃ) اس کے حصہ عہد عتیق کے

عنوان انبیاء اکبری کے عہد کی فہرست میں دانیالؑ نبی شامل ہیں یہ شاہان یہودہ کی نسل میں سے تھے یہ بہت عقلمند تھے چنانچہ ان کی نسبت سے یہ ضرب المثل ٹھہری "دانیالؑ جیسا دانش مند" اگرچہ شاہی دربار میں اعلیٰ دینوی رتبہ پر فائز ہونے کے سبب یہودی عموماً انہیں نبیوں میں شمار نہیں کرتے تھے تاہم ان کے آئندہ واقعات کی صاف پیشن گوئیوں کے لحاظ سے اور توراۃ میں اللہ کی طرف سے انہیں نبی کہہ کر پکارنے کی وجہ سے نبی تسلیم کیا گیا۔

حضرت عمر فاروقؓ سے منقول ہے کہ جب انہوں نے اپنے زمانہ خلافت میں عراق کے علاقہ دانیال نبی کی قبر کو معلوم کیا تو اس کو پوشیدہ رکھنے کے بارے میں حکم صادر فرمایا اور کاغذ کے اس ٹکڑے کو جو اس قبر کے ماحول سے ملا اور جس میں لڑائیوں وغیرہ کا تذکرہ تھا دفن کرنے کا حکم دیا۔ ابوالعالیہ اس واقعہ کی تفصیل بیان کرتے ہیں۔ کہ ہرمزان کے بیت المال میں دانیالؑ نبی

کی لاش کو دیکھا گیا۔ جس کے بارے میں مشہور تھا کہ جب ملک میں قحط سالی کے آثار نمایاں ہوتے اور بارشیں بند ہو جاتیں تو ان کی لاش کو کھلی فضا میں رکھ دیا جاتا تو بارش ہونے لگتی۔ حضرت عمر فاروق رضؓ نے محسوس کیا کہ اس کے مدفن کو پوشیدہ رکھنا ضروری ہے تاکہ لوگ اس کی قبر کو مزار کی حیثیت نہ دے دیں اور اندھی عقیدت کے پیش نظر اس قبر کو مرجع عوام و خواص نہ بنا دیا جائے لہٰذا حکم فرمایا کہ ۱۳ قبریں متفرق جگہ پر کھودی جائیں اور رات کے اندھیرے میں اسے دفن کیا جائے اور ساتھ ہی سب قبروں کی مٹی کو برابر کیا جائے تاکہ قبروں کی مٹی برابر ہو سے یہ قبر کسی کو معلوم نہ ہو سکے۔ حضرت عمر رضؓ کے اس انداز سے پتہ چلتا ہے کہ وہ شرک کے وسائل کے سدباب میں کتنے کوشاں رہتے تھے۔

اس واقع سے ثابت ہوتا ہے۔ کہ قبر پرستی اور توہم پرستی بنی اسرائیل کے زمانہ سے چلی آ رہی ہے۔ نیز قحط سالی میں دانیال نبی کی لاش کو کھلی فضا میں رکھ کر بارش برسانے کی باطل رسم حضرت عائشہ صدیقہ رضؓ کی اس من گھڑت حدیث سے مماثلت رکھتی ہے جس میں ان سے یہ منسوب کیا گیا ہے کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم حجرہ کی چھت میں سوراخ کرنے سے بارش برستی تھی۔

دیکھو الہ قبروں پر مسجدیں اور اسلام مؤلف شیخ ناصر الدین الالبانی مترجم مولانا محمد صادق خلیل ص ۱۰۳

قبروں کے متعلق متفرق مسائل

۱- قبر کی گہرائی لمبائی اور چوڑائی

قبر کا گہرا اور کشادہ ہونا مستحب ہے۔

ایک انصاری رضؓ کہتے ہیں کہ ہم لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک جنازے میں گئے اور میں اپنے والد کے ساتھ لڑکا ہی تھا۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپؐ قبر کے کنارے بیٹھ کر قبر کھودنے والے کو فرما رہے تھے کہ پیر کی طرف سے کشادہ کرو۔ سر کی طرف سے کشادہ کرو

(ابوداؤد - ترمذی - احمد - نسائیؒ)

یاد رہے کہ حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ کے نزدیک قبر کا ناف تک۔ امام احمد کے نزدیک سینے تک۔ امام شافعیؒ کے نزدیک پورے قد تک گہرا ہونا مستحب ہے۔ حضرت عمرؓ سے بھی ایک روایت ہے پورے قد تک گہرا ہونا مستحب ہے۔ امام مالکؒ کے نزدیک گہرائی کی کوئی حد نہیں۔

(نیل الاوطار ج۴ ص۸۴، المغنی ج۲ ص۳۷۷)

(۲) قبر کی دو قسمیں اور ان میں سے افضل

قبر کی دو قسمیں ہیں۔

(الف) ایک لحد (بغلی یا میانی) جس میں میت کے رکھنے کی جگہ قبلہ کی دیوار زمین سے ملا کر کھودی جاتی ہے۔

(ب) دوسری شق (صندوقی) جس میں میت کے رکھنے کی جگہ بیچ میں

بنائی جاتی ہے۔ اس پر اجماع ہے کہ لحد اور شق دونوں قسم کی قبر بنانا صحیح ہے۔ البتہ لحد بنانا افضل و اولیٰ ہے۔

(نیل الاوطار ج ۴ ص ۸۵) (بذل المجہود ج ۴ ص ۲۰۹)

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے اپنے مرض الموت میں وصیت فرمائی کہ میرے لئے لحد بنانا اور اس پر مٹی ڈالنا۔ جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبر بنائی گئی تھی۔

(مسلم۔ احمد۔ نسائی۔ ابن ماجہ)

۳۔ لحد کو بند کرنے کے لئے کچی اینٹیں استعمال کرنا

بند کرنے کے لئے کچی اینٹیں استعمال کرنی چاہییں کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبر میں کچی اینٹیں استعمال کی گئی تھیں جن کی تعداد نو تھی۔

(نووی)

تمام ائمہ نے قبر میں پختہ اینٹوں اور لکڑی کے استعمال کو مکروہ قرار دیا ہے۔

(ہدایہ ج ۱ ص ۱۶۶ المغنی ج ۳ ص ۳۸۴)

۴۔ تابوت میں دفن کرنے کی ممانعت

حدیث میں میت کو تابوت میں بند کر کے دفن کرنے کی ممانعت یا جواز کا ذکر نہیں ہے۔ ائمہ کے درمیان اس بارے میں اتفاق ہے کہ میت کو تابوت میں دفن کرنا مکروہ ہے خواہ وہ اس کی وصیت ہی کیوں نہ

کر جائے۔ البتہ اگر زمین نم ہو تو اس کا تابوت میں دفن کرنا جائز ہے۔
(درالمختار ج ۱ ص ۵۹۹، الفتح الربانی ج ۸ ص ۵۷)

۵- قبر میں مٹی ڈالنا

لحد بند ہو جانے سے بعد قبر میں دونوں ہاتھوں سے قبر پر مٹی ڈالنا مستحب ہے۔

حضرت عامر بن ربیعہ رضی سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عثمان بن مظعون رض کے جنازہ کی نماز پڑھی پھر ان کی قبر پر آئے اور کھڑے ہو کر دونوں ہاتھوں سے تین بار مٹی ڈالی۔
(بزار۔ دار قطنی۔ بیہقی)

بزار کی روایت میں سرہانے کی طرف کھڑے ہو کر مٹی ڈالی کے الفاظ ہیں۔

۶- رشتہ داروں کو ایک جگہ دفن کرنا مستحب ہے

حضرت عثمان بن مظعون رض کا جب انتقال ہوا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ان کے گھر والوں میں سے جس کا انتقال ہو گا میں اسے ان کے قریب دفن کروں گا۔ (المغنی۔ ج ۳ ص ۳۸۹)

۷- شہید کو شہادت کی جگہ دفن کرنا مستحب ہے

حضرت جابر رض سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ شہدا کو ان کی شہادت کی جگہوں میں دفن کرو۔ (ابن ماجہ وغیرہ)

۸۔ مجبوری کے وقت ایک قبر میں دو یا تین میتوں کو دفن کرنا

ہشام بن عامرؓ سے روایت ہے کہ ہم نے جنگ احد کے روز نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے شکایت کی کہ اے اللہ کے رسولؐ ہر میت کے لئے ایک قبر کھودنا ہمارے لئے مشکل ہے۔ آپؐ نے فرمایا کشادہ اور گہری قبر کھودو اور دو دو تین تین میتوں کو ایک قبر میں دفن کر دو۔ ہم نے پوچھا پہلے کس کو قبر میں اتاریں؟ فرمایا جن کو قرآن زیادہ یاد ہو اسے مقدم رکھو (نسائی۔ ابوداؤد۔ ترمذی بیہقی۔ احمد)

قبر پر کتبہ لگانے کی ممانعت

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے قبر پر کتبہ لگانے سے منع فرمایا ہے جیسا کہ حضرت جابرؓ کی مذکورہ حدیث (بروایت ترمذی و نسائی) میں اس کا ذکر ہے۔

مالکیہ کے نزدیک قبر پر قرآن کی کسی آیات کا یا اشعار کا کتبہ لگانا اور تاریخ وفات کا کتبہ لگانا مکروہ ہے۔

حنفیہ۔ شافعیہ۔ حنبلیہ اور اہل حدیث علماء کے نزدیک یہ ممانعت مطلقاً مکروہ کے معنی میں ہے۔

(مختصراً از الفتح الربانی ج ۸ صـ ۸۵ کتاب الجنائز۔ صـ ۸۳ رد المختار ج ۱ صـ ۶۰۱)

۹۔ صوفیا کا اشعار سن کر رقص اور وجد کا مظاہرہ بدعت

صوفیا کا یہ استدلال کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے مسجد نبوی میں حبشیوں نے رقص کیا تھا اور آپ نے انہیں منع نہیں کیا تھا۔ حالانکہ اس میں اچھل کود اور وجد و کیف موجود تھا۔

متعلقہ حدیث حضرت عائشہ صدیقہؓ سے مروی ہے کہ "رسول صلی اللہ علیہ وسلم مجھے اپنی چادر کا پردہ کئے تھے اور میں مسجد میں کھیل کود کرنے والے حبشیوں کو دیکھ رہی تھی جن کے ہاتھوں میں خنجر اور ڈھال تھے حتیٰ کہ میں یہ کھیل دیکھتے دیکھتے اکتا گئی اور یہ کھیل عید الفطر کے دن ہو رہا تھا۔"

علماء کے نزدیک صوفیا کی یہ دلیل بے معنی ہے کیونکہ حبشیوں کا کام جنگی مشق کی غرض سے تھا جس کو شریعت نے جائز قرار دیا ہے جیسا کہ جنگ میں اکڑ کر چلنا جائز قرار دیا ہے حالانکہ دوسرے مواقع پر یہ ممنوع ہے۔ چنانچہ ارشاد نبویؐ ہے۔

بے شک اللہ تعالیٰ اس چال کو ناپسند کرتا ہے مگر اس موقع پر نہیں (یعنی جنگ میں)

کتاب المدخل میں علامہ ابن الحاج نے کہا کہ "رقص اور مظاہرے وجد کے موجدین اولین سامری کے اصحاب و متبعین ہیں۔ جب سامری نے لوگوں کی پوجا پاٹ کیلئے مجسم گئو سالہ (بچھڑا) بنایا جس میں گائے بیل جیسی آواز پائی جاتی تھی تو یہ لوگ اسکے سامنے رقص اور وجد کا مظاہرہ کرنے لگے یعنی کہ یہ طرز عمل کفار اور بچھڑا پرستوں کا عمل ہے۔" امام قرطبیؒ نے نقل کیا ہے کہ امام طرطوشیؒ سے جب ایسا ہی سوال کیا گیا تو انہوں نے بھی مذکورہ بالا جواب دیا تھا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مَا تَعۡبُدُوۡنَ مِنۡ دُوۡنِهٖۤ اِلَّاۤ اَسۡمَآءً سَمَّيۡتُمُوۡهَاۤ اَنۡتُمۡ وَاٰبَآؤُكُمۡ مَّاۤ اَنۡزَلَ اللّٰهُ بِهَا مِنۡ سُلۡطٰنٍ (یوسف ۴۰)

اس (اللہ) کو چھوڑ کر جن جن کی تم بندگی کرتے ہو وہ تو بس چند نام ہیں جو تم نے اور تمہارے باپ دادا نے رکھ لئے ہیں ۔ اللہ نے کوئی سند نازل نہیں کی ۔ (سورۃ یوسف آیۃ نمبر ۴۰)



یٰۤاَیُّهَا الۡاِنۡسَانُ مَا غَرَّكَ بِرَبِّكَ الۡكَرِیۡمِ (انفطار ۶)

اے انسان! تجھے رب کریم کے معاملے میں کس نے دھوکے میں ڈال رکھا ہے



مناجات

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

یا اللہ یا رحمٰن و یا رحیم یا حیّ و یا قیّوم برحمتک نستعین۔

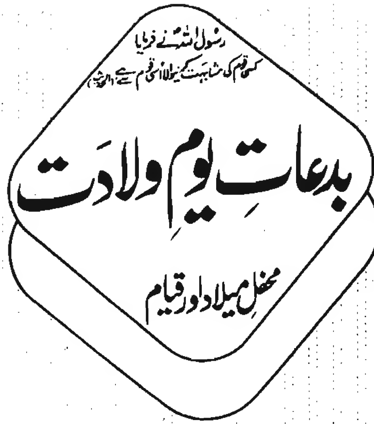
یا اللہ یہ محض آپ کا فضل عظیم و کرم عمیم ہے کہ آپ نے اس عاجز و بے نوا بے مایۂ علم و عمل کو دائمانہ ذوق و شوق عطا فرما کر اس تالیف کو پایۂ تکمیل تک پہنچایا الحمد للہ رب العالمین

یا اللہ جن نفوس قدسیہ کی متبرک تصانیف سے میں نے استفادہ کیا ہے ان کی ارواح پاک پر خاص رحمتوں کا دائماً نزول فرمایئے۔

یا اللہ اس کتاب کے مطالعہ کرنے والوں کو بھی اسکے علمی و عملی منافع سے بہرہ اندوز فرمایئے۔

یا اللہ میری اس حقیر خدمت کو قبول فرما میری مغفرت اور نجات کا ذریعہ بنا یہ حقیقت ہے کہ وَمَا تَوْفِیْقِیْ اِلَّا بِاللّٰہِ یعنی ؎ جو کچھ ہوا ہوا کرم سے تیرے۔
جو کچھ ہوگا آپ کے کرم سے ہوگا

اِنَّہٗ جَوَّادٌ کَرِیْمٌ وَصَلَّی اللّٰہُ عَلٰی نَبِیِّنَا مُحَمَّدٍ وَّ آلِہٖ وَصَحْبِہٖ وَسَلَّمَ۔



پروفیسر (ریٹائرڈ) نور محمد چوہدری

فیض اللہ اکیڈمی
17- اردو بازار ۰ لاہور